یوم ندعوا کل اناس بامامهم

الحمدلله که این وجیزه هدایت باستنباط کلام رب العزة در انواع خلافت معتقدامام
بیعت بضمن جواب صلح و محاربت اصحاب عصمت بامراء جور و بدعت مسمی به

کشف الخلافة

The owner of this book

SALAR JUNG …
Oriental Sec…
URDU …
Accession No. 812
Subject

از رشحات خامه و مداد محی شعائر رشاد و محی آثار لداد که خامه اش کحل البصر للعمیا
و مدادش مداد العلما افضل من دماء الشهدا است

در مطبع ضیا افزا مطبوع طبائع وقاد گردید

وكل شيء احصيناه في امام مبين

بسم الله الرّحمن الرّحيم

الحمد لله الّذی انزل القرآن علی حرفٍ واحدٍ لیکون للنّاس قرآنه وفهمه
یسیراً ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً وقارن الکتاب
بعترة النّبی فی حکمٍ واحدٍ فی قوله قد جاءکم من الله نور وکتاب مبین قرناً
مستنیراً وجعل عترته صلعم ملتحقاً به فی درجته العلیا بقوله تعا الحقنا بهم
ذرّیّتهم جعلاً تابیداً لاتغییراً بقوله ولاتجد لسنّة الله تبدیلاً وطهّرهم تطهیراً
ومیّزهم عن غیرهم فی المواضع الشتی تمیزاً مستطیراً بقوله حتی یمیّز الخبیث
من الطیّب لئلا یکون بینهم وبین غیرهم الالتباس قلیلاً ولاکثیراً ٭ والصّلوة
والسلام علی نبیّه ورسوله الّذی اجمع ذلک الکتاب وعترته الاطیاب فی
امرٍ واحدٍ فی حدیث الثقلین وفی اخبارٍ شتّی وخصّص اخاه ووصیّه
وخلیفته علیّاً التشفیع فی الیوم الذی کان یوماً قمطریراً من سائر الوری بقوله
انا وعلیّ من شجرةٍ واحدةٍ والنّاس من اشجارٍ شتّی مشیراً الی العصابة

الذین کانوا من الشجرۃ الخبیثۃ المذکورۃ فی القرآن والی انتسبھما بالشجرۃ الطیبۃ التی اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء واخبر عن احوال تلک البعض فی اخبار الحوض بانہم یرجعون عنہ بالرجعۃ القہقری الی دار الجزاء اور خداوند تعالے نے پہلے سے ہی اتباع ہر دو طائفہ وعصابہ مطاعین کی شناخت قلت اور کثرت کے عدد سے جابجا فرمادی ہے کما قال ولاکن اکثرھم لایشکرون واکثرھم لایومنون واکثرھم یجھلون واکثرھم فاسقون و قال الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ھم وثم تولیتم الا قلیلا منکم وبقولہ بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا ما یومنون وما آمن معہ الا قلیل اور اسلام مین بھی اسی تفریق پر دو گروہ مقلدین کے ممیزۃ طاعین بین عترۃ النبی وبین اصحابہ کی جدا جدا کثرۃً ومرتبۃً وشہرۃً وعظمۃً ہوگئے ایک وہ گروہ ہے کہ امر دین مین جسنے اپنا پیشوائے مسلماً صحابہ کو ہی قرار دلیا ہے اور اہلبیت نبی کی صرف توقیر زبانی مانتے ہین مگر اونکا قول وفعل بمقابلہ عمل صحابہ کے حجت نہین گردانتے اس مقام پر چند نظائر جو ممبران جماعت متحدہ امیر معاویہ نے مشتہر فرمائی ہین بثبوت مدعا پیش کیجاتی ہین فضل بن روزبہان نے کتاب بطال الباطل مین فرمایا ہے اما ما ذکرہ ان اجماع العترۃ حُجۃٌ ماذا اراد من العترۃ فان اراد بہ علیاً فھو واحد من العترۃ اما قولہ مجرداً اذا خالفہ جمھور الصحابہ فلیس بحجۃ موجبۃ الی ان قال فان بعضہم ذھبوا الی ان قول الصحابۃ حجۃ

کما ہو فی بعض الکتب واما غیرہ من العترۃ فعدم کون قولہم حجۃ فبالطریق الاولی فاجماع العترۃ لایکون حجۃ وان کانوا صادقین وان سلمنا انہم معصومین انتہی ملخص ترجمہ یہ ہے کہ قول مجرد جناب امیر کا امر دین مین حجت نہین جبکہ جمہور صحابہ اوسکے مخالف ہون نہ اجماع عترت رسالت حجت ہے بلکہ قول صحابہ کا حجت ہے انتہی اور محقق دوانی نے شرح عقائد مین تو یہ تفریق صاف لفظون مین بذکر نجات فرقہ اشعریہ کے افادہ فرمائی ہے کہ فانہم یتمسکون فی عقائدہم بالاحادیث الصحیحۃ المرویۃ عنہ صلعم وعن اصحابہ ولا یتجاوزون عن ظواہرہا الی ان قال لامع النقل من غیرہم کالشیعۃ التبعین بما روی عن ائمتہم لاعتقادہم العصمۃ انتہی یعنے فرقہ اشعریہ عقائد مین احادیث صحیحہ پیغمبر خدا و احادیث صحابہ سے تمسک کرتے ہین اور ظاہر معنے الفاظ احادیث سے تجاوز نہین کرتے اور غیر صحابہ سے مثل فرقہ شیعہ کے استرسال اور موانست و آویختگی نہین کرتے ہین کہ شیعہ تتبع کرنے والے ہین اُن روایات کی جو انکے ائمہ سے مروی ہین بسبب اونکے اعتقاد کرنے معصوم ہونے ائمہ کے انتہی اس فصاحت مرام سے تفرقہ و تمیز دونون گروہ اور اونکے متمسک بہم فی امر الدین کے ہوگئی اور طائفہ اول الذکر کا نام سنہ ہجری مین بوجہ اونکے اجماع کرنے خلافت پر امیر معاویہ کے اہل السنۃ والجماعت قرار پایا اور وہ قبل اوسکے شیعہ عثمان مشہور و نامزد تھے اس مقام پر اسناد وجہ تسمیہ کو بھی نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے علامہ یحیی بن الحسن

القرشی نے کتاب منہاج التحقیق میں افادہ فرمایا ہو ان معاویۃ حین صار سبّ
علیاً سمّی ذلک العام عام السنۃ و بہ سمّیت اھل السنۃ اور اسی روایت کو
حسن جمیل نے اوائل کتاب انوار البدریہ میں نقل کیا ہو اور ابن بطہ نے کتاب
الابانۃ میں لکھا ہو سمّی معاویۃ السنۃ التی اجتمع فیھا علیہ الناس بعام السنۃ والجماعۃ
وکانت تلک السنۃ اربعین اور حسین کرابیسی نے یہ کھا ہو کہ انما سمّی ھذا
الاسم یزید بن معاویۃ الخ اور شیخ العسکری نے کتاب الزواجر میں ذکر کیا ہے۔
ان معاویۃ سمّی ذلک العام عام السنۃ اور ابن عبد ربہ نے کتاب العقد میں
اس طرح افادہ فرمایا ہو لما صالح الحسن معاویۃ سمّی ذلک عام الجماعۃ اور
حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا میں نقل کیا ہو کہ فاستقر فیھا (فی الخلافۃ) من
ربیع الآخر او جمادی الاولی سنۃ احدی و اربعین فسمّی ھذا العام الجماعۃ
لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد انتھٰی اور ما حصل جملہ مرویات کا یہ ہے
کہ معاویہ نے جس سال میں امیر المومنین کو ناسزا کھا اُس سال کا نام سنت رکھا
اور اوسی سال نام رکھے گئے اہل السنۃ اور معاویہ نے اُس سال کا نام جسمیں مردمان
نے اجتماع اونکی خلافت پر کیا سنت و جماعت رکھا اور کرابیسی نے کھا ہو کہ یہ نام
یزید بن معاویہ کا مقرر کردہ ہی پھر بھی یہ نام عطیہ امیر معاویہ یا یزید مستحق ہاویہ کا ہے
او متتبعین کتب سیر و محاربات جمل و صفین و واقعات مابعد عہد امیر معاویہ پر
مخفی نہیں ہو کہ محاربین جناب ولایتمآب شیعہ عثمان کے لقب سے کھی جاتی تھی کہ جنگ جمل

وصفین مین جبکہ محاربت کا مطلب دم عثمان کے تھا اور اگر کھا جاوے کہ محاربت صفین
مین مقابل امیر المومنین گروہ بنی امیہ و نواصب ملک شام کا تھا نہ فرقہ اہل السنتہ والجماعتہ
اسکے دفع دخل کو جوابات شتے ہین مگر یہان اندکو از بسیار حالی کیا جاتا ہے کہ کیا یہی
کھا جاویگا کہ مقابل امیر المومنین کے صحابہ ذوی الحلوم کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
مین سے بھی کوئی نہین تھا جنکی سیرت اساس مذہب اہلسنت قرار پائی ہے اور کیا اس
سیرت محاربت کو ترک کر کے اہلسنت مقلد و مقتدی بھی اُن صحابہ کالنجوم کے رہ سکتے
ہین اور کیا اہلسنت والجماعت نے سنہ جماعت امیر معاویہ مین شرکت نہین کی و خلیفہ واحد
امیر باتدبیر کی بیعت علی الخلافہ نہین فرمائی جو سنہ ۴۰ ہجری یوم بیعت عامہ امیر معاویہ
سے سنہ ۹۹ ہجری عہد عمر عبد العزیز تک سب و شتم علی الاتصال تمام ممالک اسلام مین خطیب
اموی اہلبیت نبی پر کرتے رہے کیا یہ بھی کھا جاویگا کہ اون خلفا کی بیعت اہلسنت نے
اختیار نہین کی جنکے زمانہ مین یہ بدعت و شناعت مورث ضلالت ہوا کی اور مخفی
نرہے کہ وہ خلفا سنہ ۹۹ ہجری تک کے امیر معاویہ و یزید و عبد الملک و ولید و سلیمان
ہین اونکو بھی قاضی عیاض و شیخ الاسلام عسقلانی نے خلفا اثنا عشر مین شمار
کیا ہے کما فی فتح الباری و فی المفہم و تاریخ الخلفا، والصواعق المحرقہ یا یہ بیعت حضرات
اہلسنت کی اور سب و شتم کرنا اور سننا تقیۃً جائز تھا اور اس واقعہ فظیعہ سب و شتم
کو ہر چند بپاس بنی امیہ کے چھپایا گیا ہے کہ کہین بمصداق حدیث من سبّ علیاً
فقد سبنی الخ کے ثابت ہو کر نظر معتقدین مین مردود الخلافہ و کافر خارج الملۃ

نہ بھیجا وین مگر طشتیکہ از بام افتادہ باشد کرا مجال انکار است اور لطف یہ ہی کہ بمصداق
سہ کیا لطف جو غیر پردہ کھولے ÷ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے خود ہی حضرات
نقل فرماتے ہین کہ امیر معاویہ جناب امیر پر سب و لعن کیا کرتے تھے اور غیرونکو اسکی ترغیب
دیا کرتے تھے ہم یہانپر ستار روایات پر بخوف طوالت اقتصار کرتے ہین کہ امام مسلم
نے باب فضائل علی ع مین نقل کیا ہی قال[1] امر معاویۃ بن ابی سفیان سعداً فقال
ما منعک ان تسب ابا تراب الخ و امام ابن ماجہ نے عبد الرحمٰن عن سعد بن
ابی وقاص سے نقل کیا ہی قال[2] قدم معاویۃ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد
فذکروا علیا فنال فغضب سعد الخ اور ملا علی القاری نے باب مناقب العشرہ
المبشرہ مین شرح مشکوہ کی نقل کیا ہی ثم[3] تعلم ان علیاً و معاویۃ کانا علی القتال
والخصام وکان الطائفتان یسب بعضہم بعضاً اور سبط ابن الجوزی نے تذکرہ
خواص الامۃ مین ذکر فضائل علی مین حدیث مسلم ما منعک ان تسب ابا تراب کو
نقل فرما کر لکھا ہی فان[4] معاویۃ لما سب علیاً وامر الناس بذلک تورع سعد
عن سبہ الخ اور محب طبری نے ریاض النضرۃ مین صاف نقل کیا ہی عن سعد

---

[1] معاویہ نے سعد وقاص سے کہا کہ کس چیز نے تجھے منع کیا ہی کہ جو گالیان ابو تراب کو نہین دیتا ہے

[2] معاویہ بعض حج کے سفر مین آیا سعد وقاص ملنے کو گئے علی ع کا لوگونے ذکر کیا معاویہ نے علی پر سب و لعن کیا سعد خفا ہو گئے

[3] پھر جانتا ہی تو کہ ہر آینہ علی و معاویہ مین قتال و خصومت تہی اور ہر دو گروہ ایک دوسرے کو سب و دشنام کرتا تھا

[4] پس معاویہ نے جبکہ علی ع کو دشنام دیئے اور لوگونکو حکم کیا کہ علی کو دشنام دین سعد وقاص نے دشنام دہی سے پرہیز کیا

قال امر معاویہ سعد ان یسب ابا تراب اور محدث عبد الحق نے شرح مشکوۃ کے کتاب القنوت مین نقل کیا ہی عن انس[۲] ان النبی صلعم لا یقنت الا اذا دعی علیہم وقد روی عن الصدیق انہ قنت عند محاربتہ علی اہل الکتاب وکذا علی ع فی محاربتہ معاویہ فی ہذا العکس ایضاً اور شیخہم فی لاسلام ابن تیمیہ نے اوائل کتاب منہاج السنۃ مین تائید حدیث مسلم کے لکھا ہی اما سعد[۳] لما امرہ معاویہ بالسب فابی فقال ما منعک ان تسب علیاً فقال ثلاث قالہن رسول اللہ فلن اسبہ لان یکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم الحدیث فہذا حدیث صحیح رواہ مسلم فی صحیحہ

اندکے از غم دل گفتم و خاموش شدم ؛ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

پس یہ فرمایا جاوے کہ حضرات سلف صالحین اہلسنت زمان سب و شتم مین کہان روپوش تھے حالانکہ عامۂ صحابہ لعد سال جماعت کے مطیع و منقاد امیر معاویہ کے ہو کر دست بیع ہو چکے تھے اور سلسلہ سب و شتم کا علی الاتصال جاری رہا اگر حقیقۃً تقیہ فرماتی تھے جیسا کہ امام شعبی سے ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہی کہ قال الشعبی کنا جماعۃ ما منا الا من نال من علی ع مقاربۃ للحجاج غیر الحسن بن ابی الحسن یعنے امام شعبی نے کہا

---

[۱] امیر معاویہ نے سعد کو حکم دیا کہ ابو تراب کو برا کہو [۲] ملخص یہ کہ پیغمبر خدا قنوت نہ فرماتے تھے مگر جبکہ نفرین کرتے تھے اونپر اور صدیق نے اہل کتاب پر نفرین کی اور اسیطرح علی ع نے جنگ مین معاویہ کو اور معاویہ نے عکس پر علی کو برا کہا [۳] سعد کو جب معاویہ نے حکم سب و شتام کا دیا تو سعد نے انکار کیا معاویہ نے کہا کس چیز نے تجھے منع کیا ہی کہ جو علی کو دشنام نہین دیتا کہا تین چیزون نے کہ جو رسول اللہ نے فرمایا ہے پس مین برا علے کو نکہونگا الخ

کہ جماعت علماء سے کوئی ایسا نہیں تھا کہ جو سب و لعن علی پر نکرتا ہو بہیت تقرب حجاج بن یوسف کے مگر حسن بصری۔ تو تقیہ جایز رہا فہو المطلوب و اگر سب و شتم قطعاً جایز نہین تھی تو سواد اعظم اپنی برأت ثابت فرماوین کہ اونکی بیعت و اقتدا سے کس طرح اُنکو چھٹکارہ ہوا کیا سنۃ جماعت مین اہلسنت شریک جماعت نہین ہوے جسکی نسبت ابھی مذکور ہوا فتسمی ہذا العام الجماعۃ لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد کیا ولید و سلیمان کی خلافت تک بیعت خلفاء سے کنارہ کش رہے جنکی شوکت خلافت کے بیان مین حافظ سیوطی نے صد[1] تاریخ الخلفاء مین لکھا ہی کان فی ایام بنی عبد الملک یخطب للخلیفۃ فی جمیع الاقطار من الارض شرقاً و غرباً یمیناً و شمالاً الخ کیا اہلسنت اس شرق و غرب و یمین و شمال سے کہین باہر بیعت و حکومت خلافت سے چھپکر چلے گئے تھے کیا اُسوقت مین یہ سواد اعظم نکھے جاتے تھے کیا خلفاء مذکورین نے اس سواد اعظم کی بیعت کے علاوہ اپنی خلافت پر جو اُنکی عامۃ الناس کی بیعت لی تھی جو وہ بیعت عامہ سمجھی گئی اگر کہین کہ اُنکی بیعت بالکراہتہ تھی تو مقصود ہمارا ابھی یہ رسالہ کی تحریر سے بس اسیقدر ہی کہ فعل بیعت خلافت کے حق ہونے کو ثابت کرنے والے نہین ہوا اور اگر بیعت بالکراہت سے بوجہ سُنت سقیفہ ہونے کے گریز و کراہت ہی اور بیعت بنی امیہ کا بھی قلادہ طاعت در گردن ہی جو ناگزیر ہے تو اہلسنت والجماعت کی بیعت بالرضا و بالرغبت اُن خلفاء و امراء کی خلافت پر ثابت ہوگی جنسے خدا و رسول ناخوش تھے اور جنکی خلافت کی خبر پانے سے پیغمبر خدا رنجیدہ ہوے اور جنکے قوم سے

[1] پسران عبد الملک کے زمانہ مین شرق سے غرب تک و یمین سے شمال تک خطبہ خلافت اون بنی امیہ کا ہی پڑھا جاتا تھا۔

آنحضرت تا رحلت کراہت فرماتے رہے اور جو اغیلمہ قریش کے لقب سے بحکم پیغمبر زبان زد صحابہ رہا کئے اور وہ احادیث نبوی مین امراے جور کے ساتھہ نامزد ہوے جو یہ احادیث کتب ملاحم و فتن صحیحین مین ماثور ہین گلے از گلشن و خوشۂ از خرمن نقل کیجاتی ہین عن ابن عباسؓ ان النبی صلعم نظر الی قوم من بنی فلان یتبخترون فی مشیتہم فعرف الغضب فی وجہہ ثم قرا والشجرة الملعونة فی القرآن فقیل ای شجرة یا رسول اللہ حتی یتجنبہا فقال لیست بشجر نبات انما ہم بنو امیة اذا ملکوا جاروا واذا اوتمنوا خانوا الحدیث کما روی السیوطی فی تاریخ الخلفا بسند الصولی فی ترجمة المعتصم باللہ اور بخاری شریف مین ماثور ہی ابو ہریرہ سے عن النبیؐ ہلکة امتی علی یدی اغیلمة من قریش الحدیث اور ترمذی مین منقول ہی کہ مات النبی وہو یکرہ ثلثة احیا ثقیفا و بنی حنیفة و بنی امیة اور واضح رہے کہ خلیفہ ثانی نے خلافت کے لئے اپنی فراست کی رو سے شوری مین اونکو منتخب کیا تھا جنسے پیغمبر خدا خوش رہے تھے پس معلوم ہوا کہ بنی امیہ جن مین عثمان و معاویہ وغیرہما خلیفہ ہوے

۱ پیغمبر خدا نے ایک قوم کو دیکھا بنی امیہ سے کہ وہ تبختر سے چلتے ہین آپکے چہرہ مبارک پر غضبناکی پائی گئی و آیۃ والشجرۃ الملعونۃ کو پڑھا آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سا درخت ہی تاکہ ہم اوس سے حذر کرین فرمایا وہ شجرہ نباتات سے نہین ہی خبرین بنسبت وہ قوم بنی امیہ ہی جب وہ متملک ہونگے ظلم کرینگے اور جب وہ امین بنائے جائینگے خیانت کرینگے

۲ فرمایا آپنے کہ میری امت قریش کے چھوکروں کے ہاتھوں ہلاک ہوگی -

۳ پیغمبر خدا نے اوس حالت میں وفات پائی کہ آپ تین قبیلوں سے ناخوش رہے بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے

بوجہ ناخوشی رسالتمآب کے مستحق خلافت نہین تھے اور یہ حدیث مات النبی کی منافی
اوس فراست کے ہے جو فاروق نے برغم خود سمجھ لیا کہ رسولخدا عثمان سے خوش تھے
پس سواد اعظم نے کیا اسی قوم کی خلافت کو امارت حقہ اعتقاد فرماکر بیعت اونکی
برضا و رغبت فرمائی اور احادیث صحیحہ صحاح کو باطل اور اخبار مخبر صادق کو باتباع سنت
عمری معطل گردانا یا اونکے اجبار پر تقیۃً بیعت اختیار کرلی اور صحت احادیث پیغمبر
کو جو اونکے شان مین وارد ہین اعتقاد اً ہاتھہ سے نہین دیا فانظروا یا ایھا الناظر دن
باش تا آفتاب جلوہ کند۔ کاین ہنوز از نتایج سحر است ۔ اور ایک وہ گروہ ہے
جو ائمہ اہلبیت کو ہی خلفا نبوت مفترض الطاعۃ و اہل طہارت جانتے ہین اور
صحابہ نبی صلعم مین اونکا اعتقاد بس اسیقدر ہے کہ ھم الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ
وعزّروہ ونصروہ واتّبعوا النّور الّذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون اور بعد
حضرت رسالت جو پیرو امیر المومنین خیر الوصیین کے رہے ہین اونکو بزرگان دین الہیٰ
مانتے ہین باقی صحابہ کو جو آپ سے منحرف و مخالف رہی بس ونکو مرتد جانتے ہین اور وجہہ
تسمیہ اس گروہ شیعہ مین احادیث کثیرہ وارد ہین ازانجملہ حدیث نبوی مخاطباً العلی علیہ
السلام انت وشیعتک فی الجنۃ وحدیث وشیعتک ھم الفائزون ہو

ا صحابہ نبی وہ لوگ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے اور نبی کی رفاقت اور نصرت بالسیف کی اور بزرگی کی اونہون نے اوس نور کی جو نور پیغمبر مین ملا ہوا نازل ہوا (اس مین اشارہ ہے نور علی کیطرف) وہی لوگ فلاح پانیوالے ہین ۲ تو اے علی اور شیعہ تیرے جنت مین ہونگے اور تیرے شیعہ فائز ہین ۔

کما فی الصواعق المحرقہ والمودۃ القربیٰ للسید الہمدانی وفی غیرہما و باوجود تقیہ کے
تہمت تیغ بید ربیع ہی عہد بنی امیہ و بنی عباس میں فائز ہوا کئے ہیں کما یاتی بیانہ۔
اور مختصراً وجوہ تمسک فریقین کے بھی اس مقام پر لکھے جاتے ہیں کہ گروہ اہلسنت و
الجماعۃ صحابہ نبی کو من حیث المجموع ممدوح القرآن اور فیضیاب صحبت نبوی کہتے ہیں
اور جو آیات قرآنی فضائل صحابہ میں لکھتے ہیں وہ بوجہ عموم خطاب کے مفید باعیانہم
المخصوصہ و باشخاصہم المعینہ کے نہیں ہیں لہذا نقل مخجات بھا کو یہاں پر عبث دیکھا
گیا کہ صاحب واقف وغیرہ نے خود ہی فرمادیا ہی لا ثناء علیہم خاصۃ ای لا ثناء
فی القرآن علی واحد من الصحابۃ بخصوصیتہ انتہی ما اوردناہ اور جب من حیث
المجموع پر علی زعمہم ارتداد مالک بن نویرہ سے ایراد کیا جاتا ہی جو اصحاب نبی میں شمار
کئے جاتے ہیں اور رسول خدا کے مقرر کردہ عامل صدقات تھے تو متسنین اس گروہ کے
دست و پاچہ ہو جاتے ہیں چنانچہ فضل ابن روزبہان نے کتاب ابطال الباطل
میں بجواب علامہ حلی کے اول تو اپنا ہی مسلک واجب التعظیم ہونے صحابہ کلہم کا ان
الفاظ افادہ فرمایا ہی فنقول مذہب عامۃ العلماء انہ یجب تعظیم الصحابۃ کلہم
والکف عن القدح فیہ لان اللہ تعالیٰ عظمہم واثنی علیہم فی غیر موضع من کتابہ

مدا ثنا و مدح کسی خاص صحابی کی قرآن میں نہیں آئی ۲ے مذہب جمہور علماء کا یہ ہی کہ کل صحابہ کی تعظیم کرنا اور انکی
قدح کرنے سے باز رہنا واجب ہے اسلئے کہ اللہ تعالے نے صحابہ کی تعظیم و مدح جگہ جگہ قرآن میں
فرمائی ہے

بعد ازان جواب حدیث انا فرطکم علی الحوض الی قولہ صلعم فیقال انک لا تدری[۱]
ما احدثوا بعدک الخ کے مضطرب ہوکر یہ کہدیا کہ فاتفق العلماء ان ھذا فی اہل
الردۃ الذین ارتدوا بعد وفاۃ رسول اللہ وھم کانوا اصحابہ فی حیوتہ صلعم ثم
ارتدوا بعدہ انتہی بقدر الحاجۃ ملخص ترجمہ یہ کہ علما نے اتفاق کیا ہی کہ یہ حدیث
بین جنکے ارتداد کی خبر ہی وہ بعد رسولخدا مرتد ہو گئے تھے اور زمانہ حیات پیغمبر مین اسکے
اصحاب تھے اور لطف یہ ہی کہ جنکو اہلسنت والجماعۃ کے علماء و مقتدا مرتدین کہتے تھے اور سمجھتے
ہین وہ لوگ ابوبکر عتیق کو ہی مرتد جانتے تھے چنانچہ ابن حزم وغیرہ محدثین عامہ نے
لکھا ہی کہ[۲] ان الذین منعوا ابابکر عن اداء الزکوۃ حتی سماھم باھل الردۃ لم یکونوا
مرتدین بل کانوا یدعون الردۃ علی ابی بکر بارتکاب مالا یستحقہ من الخلافۃ والامامۃ
انتہی موضع الحاجۃ اور جن صحابہ کی کہ علماء اہل سنت نے تعیین وتشخیص وتعریف فرمائی
ہی وہ بہت ہی عام ہی چنانچہ امام بخاری نے بزور طبع آزمائی لکھا ہی کہ من صحب النبی
او راٰہ من المسلمین فھو من اصحابہ یعنے جو شخص پیغمبر خدا صلعم کی صحبت مین رہا یا جس
کسی نے اہل اسلام مین سے آپکو دیکھہ لیا پس وہ آپکے صحابہ مین ہی وہکذا قال امامھم

---

۱ پس کہا جاویگا کہ ہر آئنہ ای پیغمبر تو نہین جانتا ہی کہ انہون نے تیرے بعد کیا احداث دین مین کیا ہی

۲ وہ لوگ کہ جنہون نے ابوبکر کو زکوۃ ادا کرنے سے منع کیا یہانتک کہ اونکا نام منع زکوۃ پر مرتد رکھا گیا وہ اہل ردت نہین تہی بلکہ وہ ابوبکر کو مرتد کہتے تہے بسبب ارتکاب کرنے ابوبکر کے اس چیز کو جسکے کہ وہ مستحق نہین تہی امر خلافت وامامت سے ۔ احقاق الحق ورق ۱۲۴ ۔

احمد و جمہور المحدثین اور معتقدین صحابہ نے اسی مجموعہ کے حق مین والزمہم کلمۃ التقویٰ
تجویز فرمایا ہے حالانکہ صحبت دیرینہ انبیاء نے ارتداد کو الذین آمنوا کے ہنین روکا
چہ جائیکہ محض رؤیت موجب لزوم کلمۃ التقویٰ کے اون مخصوصین صحابہ کے لئے ہوسکتے
جنکا ارتداد باتفاق علماء مسلم ہے اور من صحب النبی او راٰہ من المسلمین کے حق مین
ہی تو آیہ واقی ہدایہ یاایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ[1] آیا ہے اور اصحاب
موسیٰ کلیم اللہ مدت العمر بمقابلہ فرعون کے حق رفاقت نبی اللہ ادا کرتے رہے اور
فیض صحبت اپنے نبی سے مستفید ہوتی ہے مگر آخر مین باغوای سامری گوسالہ پرستی مین
مبتلا ہوگئے اور اخبار مین انتم اشبہ الامم ببنی اسرائیل[2] کو صحابہ حاضرین حدیث
کی ہی خاصۃً وارد ہوا ہے اور علی بن مدائنی شیخ بخاری نے وفور عقیدت اور رسوخ ارادت
سے تعریف صحابہ مین یہ توسیع فرمائی ہے کہ من لقی النبی او راٰہ ساعۃ من نہار فہو من اصحاب
النبی یعنے جس شخص نے رسولخدا صلعم سے ملاقات کی یا اونکو ایک گھڑی دن میں دیکھ لیا
وہ آپکے اصحاب مین ہے کما نقلہ العسقلانی فی فتح الباری اس وسعت حد مین قید صحبت
اور قید اسلام صحابی کی بھی نہین رہی اور اس گروہ پرشکوہ صحابہ کی مزید توقیر و تعظیم
مین حدیث مشہور بین الجمہور جسکا پتہ صحاح ستہ سے نہین ملتا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم[3]

---

[1] اے وہ لوگو جو ایمان لائے جو شخص تم مین اپنے دین اسلام سے مرتد ہو جائیگا ۔ الخ

[2] تم یعنے اصحاب اور امت زیادہ مشابہ ہو بنی اسرائیل قوم ہونے سے ۔

[3] اصحاب میرے مثل ستارون کے ہیں ان مین سے جنکی اقتدا کروگے ہدایت یافتہ ہوگے

روایت کیجاتی ہی اس مقام پر جو تعریف صحابی اور حدیث نجوم کو منطبق کیا جاتا ہی تو نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہی کہ جس دیکھنے والے پیغمبر خدا کی اقتدا کیجاوی عام اس سے کہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو اور اُسکو رویت پیغمبر خدا کی ایک ساعت ھی نصیب ہوئی ہو یا زیادہ ایک ساعت سے تو مہتدی ہدایت یافتہ ہی اور صحابہ کی تجویز و تعریف جو کچھہ بھی ہو یہان پر اطلاق صحابہ مین حدیث نبوی کا ظاہر کرنا بھی موثر اور پر معنے ہے کتاب شرح شفا مین مذکور ہی الذی رواہ البخاری فی عبد اللہ بن ابی سلول قال بعض الصحابہ تقتل لنفاقہ فقال صلعم فکیف اذا تحدث الناس ان محمد ایقتل اصحابہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسولخدا منافقین کو بھی اپنا صحابی فرمایا کرتے تھے اور لا ادری ما احدثون بعدی بھی اونسے ارشاد کیا کرتے تھے کما فی الموطا لامام مالک بن انس اور بناے خلافت سقیفہ انہین صحابہ ذوالاقتدار کا نہم خشب مسندہ کی غور و پرداخت سے قایم ہوئی ہی اور تابعین امیر معاویہ نے برغم خاندان رسالت اور دربدر و خانہ بخانہ دایر و سایر ہونے اوس خلافت کے جو حقیقۃً خلافت دینویہ تھی امامت دینیہ و خلافت نبویہ سی بنصوص مخترعہ کے تبدیل بدل کر لیا ورنہ یوم سقیفہ سے الی یومنا ہذا ثابت نہین کہ کسی نے صحابہ ذوی الوجوہ

---

۱ امام بخاری نے جو عبد اللہ بن ابی سلول کے بارہ مین لکھا ہی کہ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ابن ابی سلول کو آپ حکم قتل کا بسبب اسکی نفاق کے فرمادیجئے تو پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کیونکر حکم دیا جاوے جبکہ لوگ کہین گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین ۔ ۲ مین نہین جانتا ہون کہ تم میرے بعد کیا احداث کروگے ۔ ۳ گویا کہ وہ لوگ گھڑی ہوئی لکڑیان خوبصورت ہین ۔

سے کسی آیہ قرآنی کو فضائل خلیفہ اور بخصوص اجماع سقیفہ میں نقل کیا ہو اوس راوی نقل نے تیس سال جماعت کے بلا فیض بعیت امیر معاویہ کے وفات پائی ہو نہ یوم سقیفہ کوئی حدیث کوئی خبر کوئی قول بمقابلہ انصار خصوصًا سعد بن عبادہ مدعی خلافت کی شان عالی عتیق مین براہ مفاخرت دنیوی وقومی یا حجت دینی شرعی کے پڑہا گیا جس سے استحقاق خلافت عتیق اور کم از کم فضائل ہو بلکہ اونکے کچہہ نہ کچہہ ثابت ہو سکتے بہر نوع مسلک قوی اہل سنۃ اربعین کا اسپر ہی مستحکم ہوگیا کہ بعد رسول خلیفہ مقبول اور افضل صحابہ عدل و حضرت ابوبکر ہی ہین اور خلفا بنی امیہ و بنی عباس کی خلافتون نے جو منوال سقیفہ پیر ہی قرنًا بعد قرن و دہرًا بعد دہر منسوج ہوا کین اوسکو برغم عترت رسالت زیادہ قوی کردیا ہے کہ شروع عہد امیر معاویہ سے ہی قسم قسم کے افراد الاستحقاق و انحطاط مدارج جناب امیر علیہ السلام کے بلکہ سب وشتم و اظہار و اعلان احادیث فضائل موضوعہ و مناقب مخترعہ اصحاب ثلاثہ تعلیم اطفال مین داخل کیگئی تہی تاکہ آیندہ نسلین دین حق کی تعلیم مین فضائل مفتعلہ لاحقیقۃ لہا بحق اصحاب ثلاثہ کو اور خطبون مین سب وشتم اہلبیت مصطفے صلعم کو دیکہکر خو گرفتہ اوسی مسلک کے ہوجاوین فمن شاء ان یطلع علی تلک القصص مفصلا فعلیہ ان یرجع الی کتاب الاحداث لابی الحسن وہو المداینی والی الجزء الحادی عشر من شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید المعتزلی اب مختصرًا وجوہ عقیدت فرقہ اثنا عشریہ کے درباب تمسک کرنے امر خلافت و دین رسالت مین ائمہ عترت سے بیان کیجاتی ہین کہ خدا وند عزوجل نے اونکو آیہ مباہلہ مین نفس پیغمبر اور اولاد پیغمبر کہا ہے

اور اونکی مودت کو امت پر آیہ مودت مین واجب کیا ہی اور آیہ اطیعوا اللہ مین انکو
اولی الامر بنایا ہی اور امت پر اونکی اطاعت کو مقترن باطاعت نبی واجب گردانا ہی
کما فی کتاب الاربعین بجمال الدین صاحب روضۃ الاحباب اور آیہ انما ولیکم اللہ
مین اونکی ولایت کو اپنی ولایت اور اپنے نبی کی ولایت کے بعد بنا بر ترتیب مدارج
کے حالی فرمایا ہی تاکہ رعایا و برایا کو خلیفہ نبی و امام دینی کی شناخت اسی ترتیب سے ہوجاوے
اور بعد اعلام قصۂ ابراہیم علیہ السلام فی قولہ لا ینال عہدی الظلمین[1] کے آیہ تطہیر مین
اہلبیت کی عصمت و طہارت کو بھی واسطے تمیز و تخصیص حاصل ہوجانے ائمہ دین
و خلفاء ختم المرسلین کے ظاہر فرمادیا ہی تاکہ مسلمین و مومنین امامت کو عہد ظالمین نہ
سمجھلین اور نہ اوسکو عہد رب العالمین جانکر خلافت کبری و امامت عظمی کو من عند اللہ
ہونا باور کرین اور عوام الناس کی دست درازی بیعت اور امرا کی خلافت کو
بمصداق آیہ لیس لک من الامر شئی[2] کے امور دینیہ سے بغایت اقصی متجاوز جانین
اور یہ عہد امامت مخصوص بآل عصمت دیکھکر حق امامت ذریت رسالت کا ہی
منحصراً و محدوداً سمجھا جاوین سواے اہلبیت نبوت کے عام یا خاص گروہ امت کی
طہارت و عصمت کسی آیہ مین نازل نہین ہوئی اور امامت مستلزم عصمت کو ہے
کما ھی مذکورۃ فی مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مصرحا و مدللا
فمن شاء ان یطلع علی کتاب الامامۃ مع شرائطھا و نصوصھا فلیرجع الیہ
لانہ جامع للمباحث کلھا مع موجبات الخلافۃ لعلی و سوالب الحق عن

[1] نہین پہنچیگا عہد میرا ظالمونکو ۱۲

ابی بکر مفصلاً پس یہ اسلام دین خیر الانام (جو من عند اللہ الاحد الواحد الوحید المنفرد المنعام ہی اور مصداق ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے) قطعاً اختلافات سے مبرّا تھا مگر اہل اسلام نے بوجہ ذیل خلافت کے اُسکو بہت ہی مکدر کر دیا ہی حالانکہ باہمی فیصلہ اِس اختلاف مقتدیین صحابہ و معتقدین ذریت طاہرہ کا حدیث ثقلین اور اخبار کثیرہ حوض نے فرما دیا ہی کہ صحابہ حضرات کو حوض سے ارتداد قہقری نصیب ہوگا اور ذریت پیغمبر بموافقت قرآن کے حوض کوثر پر یقیناً فایز ہونگے مگر اس قول فیصل پر ایک فریق نے رضامندی نہین فرمائی اور فیصلہ اختلاف کا بزور شمشیر اور خونریزی طرف مقابل کے بنا بر فتوے نفس امارہ خود رائی سے کرلیا گیا اور اسیوجہ سے شرائط امامت مین قہر و غلبہ و استیلا مقرر کیا گیا ہے تاکہ جواز قہر کے صورت ہوجاوے لاکن یہ ظلم و غلبہ کب اطفاء نور اللہ کرسکتا ہے ظہور مخالفت مذہب جماعت صحابہ کا بوجود اہلحق کے ہر زمانہ مین ہوتا رہا ہر چند جبروت بنی امیہ و بنی عباس مین پے درپے شیعہ قتل ہوا کئے اور ہمیشہ مضروب و منکوب کئے گئے لاکن صمیم قلب سے کبھی امر حق کو فرقہ شیعہ نے زائل نہین کیا اور اور بالاستقلال مخالف رہتے ہے کہ باہمی اختلاف فریقین نے اسقدر طوالت کھینچی کہ اسلام مین مسئلہ خلافت عظمی و زعامت کبری کو مبدء فسادات و اعظم اختلافات و راس النزاعات کر دیا گیا صاحب ملل نے لکھا ہی الخلاف الخامس فی الخلافۃ و اعظم

[۱] یعنے پانچوان خلاف صحابہ کا امر امامت مین ہوا اور یہ خلاف بین الامۃ اعظم ہی دیگر متعلقات سے

الخلاف بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ماسل سیف فی الاسلام علی قاعدۃ دینیۃ مثل ماسل علی الامامۃ فی کل زمان اور اس نزاع اور خصومت نے جس طرح سابق مین تفرقہ قایم رکھا اسی طرح تعلیم یافتگان مدرسہ امیر معاویہ اور درس کنندگان خطبا بنی امیہ کا شیوہ الی الآن کماکان دیکھا جاتا ہے اور وہ ثابت کرنیوالا اسی تفرقہ صحابہ وعترت خیر الوری کا ہے جو صدر مین مذکور ہوا کہ گروہ اہلسنت تابع و منقاد معاشر صحابہ کے ہین اور ائمہ اہلبیت کی امامت وخلافت کے قائل نہین اور گروہ شیعہ معتقد امامت و نیابت و وصایت امیر المومنین اور اونکی ذریت طیبین کے ہین اور صحابہ مبغضین کو بزرگان دین نہین جانتے اور ظہور تفرقہ یعنی ثبوت تمسک فرقہ شیعہ کا ساتھ ائمہ طاہرین کے اور ترک اعتصام اہلسنت کا حضرات ائمہ معصومین سے طرح طرح کے اعتراض کرنے سے فرقہ اہلسنت والجماعت کے مخاطباً گروہ شیعہ بشان ائمہ طاہرہ کیے ہوتا ہے اگر اہلسنت ائمہ عترت طاہرہ کو اپنے پیشواے دین جانتے اور فرقہ شیعہ کا انتساب حقیقتہً ساتھ اہل بیت طاہرین کے ہوتا تو یہ گروہ امیر معاویہ شاہی ہرگز قسم قسم کے اعتراض اونحضرات عصمت درجات پیر وارد نکرتے بلکہ وہ اعتراض اونکی زبان پر ہی جاری ہوتے نہ وہ فرقہ شیعہ کو اون اعتراضات مین مخاطب فرماتے یہانپر از جملہ معترضات اہلسنت کے امر بیعت وخلافت کو بیان کیا جاتا ہے جو ان مطاعن مین بعض وہ اعتراضات ہین کہ اونکے جواب دینے کے مخصوص فرقہ شیعہ سے منحصر نہین تھا بلکہ ہر مسلمان جو دین محمدی سے بہرہ مند ہے مجیب اونکا ہوتا اس ایراد مخصوص کی فقط

۴۴

اسوجہ سے کہ اسلام مین قاعدہ دینیہ پر کبھی تیغ نہین کھینچی مثل اوسکی کہ جو ہر زمان مین بوجہ نزاع امامت کے کھینچی ہی۔

گروہ شیعہ ہی مخاطب گئے جاتے بلکہ سادات اثنا عشری بجرم مودت ذوی القربی رسولخدا کی آپ کی آل ہونے سے خارج نگردانی جاتی اور اراذل امت بوجہ محبت حضرات ثلاثہ کی آل محمدؐ نہ کہی جاتی کما یاتی بیانہ اب ہم مطاعن اہم دربارہ بیعت وخلافت اتم وارد کردہ سواد اعظم کو (جو بشان امیر ام وجناب بتین عصمت تیم کے پیش کیا کرتے ہین اور جنکی تعظیم بھی بذیل وجوب تعظیم الصحابہ کلہم عدول و وجوب منصوص قرآنی واحکام محکمہ رسولؐ یزدانی امت پر واجب ولازم ہو اور استخفاف اونکا کفر ہے) حیز تحریر مین لاتے ہین جو محصل ایراد یہ ہو کہ تقدم خلافت مین بہ نسبت جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب کا بنا بر اجماع امت کے تھا اور جہانتک کہ کتب اخبار وسیر سے دریافت ہوتا ہو آپنے دعوی خلافت کا بنا بر استحقاق ذاتی و قرابت واخوت پیغمبر خدا کے فرمایا ہے نہ بر طبق نص بالخصوص قرآنی واستخلاف رسول سبحانی کے چنانچہ آپکے اقوال واحتجاجات وکلمات بلاغت آیات سے ثبوت اسکا بخوبی ہوتا ہو اور بعد رفع نزاع آپکی رضامندی وحسن معاشرت با خلفاے وقت باحسن وجہ ثابت ومتحقق ہے قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم کما احتججتم علی الانصار یعنے مین احتجاج کرتا ہون تم اہل سقیفہ پر امر خلافت مین جیسا کہ تمنے احتجاج انصار پر بقرابت پیغمبر خدا کی ہو اور ابوبکر صدیق نے سقیفہ مین بروایت تاریخ محب طبری وغیرہ کے بقولہ نحن اوسط العرب [illegible] اقاربہ کے استحقاق اپنا امر خلافت مین بوجہ نص نہونیکے ظاہر فرمایا تھا پس جناب امیر اسی حجت پر کہ انا احتج علیکم

۱ ہم اشرف عرب مین اور صاحب [illegible]

کما احتججتم علی الانصار قناعت نہ فرماتے بلکہ بحالت وقوع استخلاف کے بوقت
مواجہ لامحالہ آنحضرت والایت منزلت نص استخلاف کو پیش فرماتے اور دوسرا قول آنحضرت کا
شکایت قریش میں فانہا منعتنی حقی وغصبتنی امری اور تیسرا قول فانہم ظلمونی
حقی واغتصبونی سلطان ابن عمی اور چوتھا قول ان اللہ عز وجل لما قبض
نبیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ قلنا نحن اہلُ بیتِہٖ وعَصَبَتُہٗ وَذُرِّیَّتُہٗ واولیاؤہ
واحق الخلق بلا ینازع حقہ وسلطانہ فینا الخ پانچواں قول اللہم استعدیک
علی قریش ومن اعانہم فانہم قطعوا رحمی وصغروا عظیم منزلتی واجمعوا
علی منازعتی امراً ہو لی کتب فریقین میں منقول ہے پس اس مجموع کلام ہدایت التضام
امام علیہ السلام سے دعوے خلافت کا بربنا حق قرابت وشکایت غصب حق کی
جو منافی نصب امام من عند اللہ کی ہے بخوبی ثابت ہے اگر حق خلافت آپکا منصوصا

ہوتا جنکا حاصل ترجمہ یہ ہوا کہ قریش نے مجھے میرے حق سے ممنوع رکھا اور امر خلافت میرا غصب
کرلیا اور مجھے میرے حق میں مظلوم کیا اور سلطان ابن عم میرے کو غصب کیا۔ اور جب پیغمبر خدا کی
خداوند تعالے نے روح قبض فرمائی تو ہمنے کہا کہ ہم اونکے اہل بیت اور اقربا اونکے عصبہ اور اونکی ذریت
اور اونکے وارث اور زیادہ حقدار خلق اللہ سے اونکے ساتھ ہیں ہم سے اونکے حق و سلطان میں کوئی
منازعت نہ کریگا اور فرمایا کہ بارخدایا میں تجھ سے نصرت طلب کرتا ہوں قریش پر اور اون لوگوں پر
جنہوں نے قریش کی میری مخالفت پر اعانت کی ہے کہ اونہوں نے میرے رحم کو قطع کردیا اور
میری بڑی منزلت کو میری گھٹا دیا اور مجھسے منازعت کرنے پر اوس امر میں اتفاق کیا جو وہ میرا حق تھا۔

من عند اللہ ہوتا غصب ہونا نہ فرماتے چھٹا قول آپکا زمانہ شوری کا ہے جو فرمایا ہے
ان لنا حقًا ان نعطہ ناخذہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل وان طال
السری[1] ساتوان قول آنحضرت کا ہر چند متناقض و متنافی قول ان نعطہ ناخذہ
کے ہے بلکہ عموماً منافی دعوی خلافت کے ہے کہ خلافت سقیفیہ اور مجلس شوری مین
آپنے دعوی فرمایا اور جب لوگون نے آپکی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی
پیش کی تو کیسے الفاظ سے ابرام کیا ہے کہ جو موہم عدم استحقاق خلافت ہین لاکن باین
ہمہ تناقض کے یہ کلام بہی مفید و متحد المعنے منصوص من عند اللہ ہونے خلافت
مین ضرور ہے کہ بعد قتل عثمان غنی کے بجواب استدعائے بیعت کرنے اہل الحل والعقد
کے آپنے بیعت لینے اور خلافت عامہ سے اکراہ فرماکر ارشاد کیا کہ دعونی والتمسوا
غیری الی قولہ وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ
وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا انتہی ہذا کلہا فی نہج البلاغۃ وشروحہ تو ان تمامتر

---

[1] یعنے خلافت ہمارا حق ہے اگر ہمکو عطا کیا جاوے (یعنے تصرف امور رعایا مین ہمین مداخلت کرنے دین) توہم اسکو قبول کرین گے اور اگر ہمکو باز رکہین اس حق سے تو ہم اونٹ کی پچہلی بیٹھک پر سوار ہوو ہین اگرچہ طوالت سیر مین ہوئے انتہی [2] مجھے اور بیعت خلافت کے لئے تکلیف مدو اور میرے غیر سے درخواست بیعت لینے کی کروحتے کہ آپنے فرمایا۔ اور اگر مجھے ترک کردوگے خلافت سے تو مین مثل تمہاری احاد الناس کے رہونگا اور مجھ پر مثل تمہاری اوس خلیفہ کی اطاعت واجب ہوگی جسکو کہ تم مقرر اور متولی اور والی کروگی۔ اور مین تمہارے لئے بحالت وزیر ہونے کے بہتر ہون اس سے کہ مین تمہاری لئے بحالت امیر ہونے کے رہون

دعوی وشکایت وبعد ازان اس کراہت سے معلوم ہوگیا کہ آنحضرت ولایت مرتبت
قبل از بیعت وبعد از قتل خلیفہ ثالث کے کسی منصب پر من جانب اللہ والرسول
مقرر نہین ہوے تھے اور یہان پر اچنبا یہ ہے کہ جب صحابہ نے آپکو خلیفہ کرنا بمصالح
عدیدہ نہ چاہا اوسوقت تو آپنے خلافت کی خواہش فرمائی حتے کہ ایک خطبہ نہج البلاغۃ
سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی طلب خلافت کے اہتمام بلیغ فرمانے پر بعض صحابہ نے
حریص علی الخلافۃ کہا اور جب صحابہ نے بعد قتل عثمان آپکو خلیفہ کرنا چاہا تو آپنے بیجہ
کراہتین فرمائین جو آخر کلام مین مذکور ہوا اور آٹھوان وہ کلام حجت التیام ہی کہ جب
بعد از کراہت و انکار آپنے خلافت قبول فرمالی اور امیر معاویہ نے آپ کی خلافت سے
انحراف فرمایا تو ایک نامہ مین آپنے معاویہ کو بدین عبارت تحریر فرمایا[1] اما بعد فان
بیعتی یا معاویۃ لزمتک وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر
وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب
ان یردو انما الشوری للمھاجرین فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان
ذلک رضی فان خرج منھم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی
قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین الخ ما نقلہ الشیخ محمد عبدہ المصری فی شرحہ علی نہج البلاغۃ
وھو خلاف ما نقلہ عبد الحمید المعتزلی بھر نہج جناب امیر خلافت اجماعی کو حجت

ع[1] یعنے ہر آئینہ بیعت میری تجھ پر اے معاویہ لازم ہوگی اگرچہ تو ملک شام مین ہو اسلیے کہ اوس قوم نے میری بیعت
کی ہو جنھون نے ابوبکر اور عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی پس ہر حاضر کو حق نہین ہو بعد اوسکے کہ جو وہ خود مختاری کرے

شرعی جانتے تھے اور یہی مذہب دیگر ائمہ طاہرین از امام زین العابدین تا امام آخر زمانہ
رہا ہے کہ ہر امام نے خلیفہ وقت کی بیعت اختیار فرمائی ہے اور امام حسن مجتبی سبط اکبر
رسولخدا صلعم کا مذہب بھی اونکی سیرت او راثر سے موافق اجماع امت کے پایا جاتا ہے
اگر وہ حضرت خلافت من عند اللہ تجویز فرماتے تو امیر معاویہ کو خلافت حوالہ نکرتے
چنانچہ آپنے باوجود اپنی خلافت محققہ کے امیر معاویہ سے باوصف کثرت لشکر کے مصالحت
فرماکر اونسے بیعت کرلی اور اپنے کو خلافت سے خلع فرمالیا اور اگر ہر غیر مقید شخص و طاغی
کی بیعت کو ناجایز جانتے یا خلافت کو محدود اہلبیت میں ہی سمجھتے تو یہ نفرماتے
ما منا احد الا تقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ بلکہ اپ کی اس سیرت سے یہ بھی
ظاہر ہوا کہ خلافت حق محض قاربہی کا ہی نہیں بلکہ صاحب شوکت خلیفۃ المسلمین
ہو سکتا ہے اگرچہ قرابت میں رسولخدا سے ابعد ہو مثل امیر معاویہ کی اس
یہ سیرت منافی حدیث انا احتج علیکم کما احتجت علی الانصار کے ہے جو خصوص
اس بات میں مذہب علی مرتضی و حسن مجتبی کے فرق میں پایا گیا اس لئے کہ جناب

ص لیس لشخص غائب مجاز نہیں کہ جو انکار اوس سے کرے اور اجماع اور شوری کرنا خاصہ حق اور منصب
مہاجرین وانصار کا ہے پس یہ لوگ اگر کسی شخص کے واسطے خلافت پر اجماع کریں اور اسکو امام گردان
لیں اوس میں باہمی رضامندی ہے اگر کوئی خارجی اوس شوری سے خارج ہوئے وطعنہ زنی کے ساتھ یا بدعت سے
اوس امام جبر علیہ سے شخص کو بازلانا چاہئے اور اگر انکار کرے تو قتال اس سے کرو کیونکہ اوسنے تباع خلافت سبیل مومنین کا اختیار کیا
سے ائنیو ہم جاہلیت حق ہے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس کی گردن میں بیعت خلیفہ طاغی از حد گزرندہ بے قید و نا مقید کی نہ ہوئے

اس بارہ مین مابین مذہب علیؑ مرتضی و حسن مجتبی کے فرق بین پایا گیا اس لئے کہ جناب امیرؑ نے بمقابلہ ابوبکر عتیق کے قریب تر ہونے قرابت مین پیغمبر خدا سے اپنی خلافت کیلئے احتجاج فرمائی اور جناب امام حسن نے اوس کو غیر بنی ہاشم مین معاویہ کے حوالہ و مفوض فرما دیا اور امام حسین علیہ السلام نے دونون حضرات معصومین اپنے پدر عالی قدر اور برادر بجان ابر کے مذہب اور سیرت سے اختلاف فرمایا اور بیعت یزید خلیفہ مجمع علیہ کو باوصف نازل ہونے جبال مصائب کے جسکو زمانہ جانتا ہے کسی طرح اختیار نہ کیا بلکہ فرمایا[1] لقد سمعت جدّی یقول الخلافۃ محرمۃ علی وُلدِ ابی سفیان وکیف ابایع اھل بیت قد قال فیھم رسول اللہ ھذا۔ ہذا فی جلاء العیون اور بروایتے یہ بھی فرمایا کہ خدا نے ہمسے نبوت و خلافت کو کشادہ فرمایا ہے اور ہم پر ہی خلافت و امامت کو ختم کریگا اور یزید ایک مرد فاسق اور شراب خوار ہے اور لوگون کو ناحق قتل کرتا ہے اور قسم قسم کے فسوق و معاصی کا مرتکب ہوتا ہے مجھہ ایسا اوس ایسے فاسق سے ہرگز بیعت نہین کرسکتا ہذا ایضاً فی جلاء العیون اور یہ حدیث اور یہ ارشاد امام حسینؑ منافی و متناقض ہے حدیث مامنا احدٌ کی جو امام حسنؑ نے فرمائی تھی اور امام حسینؑ نے نہ محض تباین سیرت پدر عالی مقدار و برادر بزرگوار پر ہے اکتفا فرمایا بلکہ دیدہ و دانستہ خلاف ظاہر معنے آیہ[2] ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ کے جو عند الشیعہ رخصت تقیہ مین ہے خروج علی الخلیفہ کو باوجود قلت

---

[1] یعنی ہر آئینہ مین نے اپنے جد بزرگوار رسول مختار سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خلافت فرزندان ابو سفیان پر حرام ہے مین کیونکر اوس گھرانے کے خلیفہ سے بیعت کرلون جنکے حق مین رسول خدا نے ایسا ارشاد کیا ہے [2] مت ڈالو ہاتھون اپنے کو ہلاکت مین ÷ ÷ ÷ ÷

انصار و کثرت گروہ اشرار کے اختیار فرمایا حالانکہ جہاد دین وجود اعوان کی تعدا
نصف عدو مخالفین کے شرط ہے بحکم محکم اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ
ضَعْفًا فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْا[1]
اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ اور امام حسین ؑ اس جہاد و محاربت مین مجبور نہین تھے بلکہ اس خروج
مین خیر خواہون نے بہت کچھہ عرض مصلحت کرکے مامن حفظان مال وجان کی طرف
توجہ دلائی مگر آپ نے اُسکو قبول نہین فرمایا چنانچہ اس مقام پر مختصر اُمواقع عدیدہ جو
مامن مال وجان تھے نقل کیجاتے ہین کہ جب دوسرا فرمان یزید راس الطغیان
کا عامل مدینہ کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ جو میری بیعت سے انکار کرے اوسکا سر
کاٹ کر بہت جلد میرے پاس بھیجدے تو امام حسین ؑ نے مدینہ طیبہ سے مہاجرت
اختیار فرماکر مکہ معظمہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایا کہ وہ مقام مصداق
آیۂ کریمہ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا کے مامن مومنین رہا ہے اور ہے مگر اوس مامن ایمان نے
اوس جگہہ بھی اقامت نفرمائی ہرچند کہ محمد حنفیہ اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ
بن جعفر نے ترک عزم عراق و قیام حریم حرم آفاق پر اصرار کیا اور تین روز قبل روانگی
اون حضرت کے زرارہ بن صالح وغیرہ نے کوائف قلبی اہل کوفہ سے خبر سنائی کہ اِنَّ
قُلُوْبَہُمْ مَعَکَ وَسُیُوْفَہُمْ عَلَیْکَ[2] اور محمد حنفیہ نے عرض کیا تھا کہ یا اَخِیْ[3] اِنَّ

جائے امن

---

[1] اب اللہ نے تمپر سے تخفیف فرمائی اور اب جانا اللہ نے کہ ہر آئینہ تم مین ضعف ہے پس اگر تم مین سو مجاہد ثابت قدم ہونگے تو وہ دو سو پر غالب ہونگے اور اگر تم مین ایکہزار مجاہد ثابت قدم ہون تو دو ہزار پر غالب ہونگے خدا کے حکم سے
[2] کوفیون کے قلب آپکے ساتھہ ہین اور تلوارین اونکی آپکے قتل پر تیار ہین۔ [3] یعنے اے برادر عالی قدر

اہل الکوفۃ قد عرفت غدرہم بابیک واخیک وقد خفت[1] ان یکون
حالک کحال من مضی فان رأیت ان تقیم فانک اعز بالحرم اور آنحضرت
علیہ السلام نے فرمایا کہ قد خفت[2] ان یقتلنی یزید بن معاویۃ بالحرم فاکون الذی
یستباح بہ حرمۃ ہذا البیت محمد حنفیہ نے پھر عرض کیا فان[3] خفت ذلک فسر
الی الیمن او بعض نواحی البر فانک امنع الناس بہ ولا یقدر علیک احد مگر اس
عرض مصلحت ابن حنفیہ کو بھی آپنے کسیطرح قبول نہین فرمایا اور سفر عراق اختیار
کیا یہانتک کہ شروع سنا ٦٠ ہجری مین عبداللہ بن جعفر طیار نے عامل مدینہ سے ایک امان
نامہ بھی لکھوا کر اوسکے بہائی یحیی کے معرفت امام حسین کے پاس بھجوایا لاکن حضرت نے
اس امان نامہ پر بھی [بلحاظ اپنے مرکوز خاطر الہام مآثر کے جسکی وجہ سے کوئی نصیحت
آپنے خیر اندیشون کی پذیرا نہین فرمائی] کچہ التفات نفرمایا جو بہ عدم قبولیت مخالف
حفظ نفوس ومباعد حفظ ناموس کی ہوئی اور اثناء راہ مین فرزدق شاعر نے خبر
زرارہ کی موافق عرض کی کہ قلوب الناس معک واسیافہم علیک اور منزل
ثعلبیہ مین ابو ہرہ الازدی اور عبداللہ ابن سلیمان اور منذر ابن مشمعل سے حال

---

[1] آپ جانتی ہین اہل کوفہ کے غدر وبیوفائی کو کہ جو آپکے پدر بزرگوار وبرادر عالیمقدار کے ساتھ کرچکے ہین اور مین خوف کرتا ہون
کہ آپکا وہی حال ہو جو اونکے لئے گذرا پس اگر آپ مناسب خیال فرماوین تو یہان حرم مین ہی مقیم رہین کیونکہ آپ حرم کی پناہ مین
[2] فرمایا کہ مین خوف کرتا ہون کہ حرم مین تابعین یزید مجھے قتل کرین اور میرا قتل موجب بیحرمتی حرم کا ہو اور اباحت حرمت حرم کا
[3] کہا کہ اگر یہ خوف ہو تو آپ یمن یا دیگر نواح آبادانی کو تشریف لیجائین کہ وہان پناہ ملے اور کوئی آپ کی ایذارسانی پر قادر نہ ہوسکے

بیوفائی اہل کوفہ اور سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل و حضرت ہانی کی خبر ورد اثر معلوم ہوئی مگر آنحضرت نے مراجعت کو پسند نہین فرمایا اور محزون و غمناک ہوکر پیش روی کو ہی مسلم رکھا اور کچھ باک مقابلہ جم غفیر گروہ ناپاک کا نہ فرمایا بلکہ اپنے رفقا کو حکم ترخص و واپسی کا اونکی مرضی پر صادر کیا کہ[1] فمن احبّ منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج فلیس علیہ ذمام فتفرق النّاس عنہ واخذوا یمینًا و شمالًا حتی بقی فی اصحابہ الذین جاؤا معہ من المدینۃ اس انتشار لشکر کیوجہ سے امام حسین کو زیادہ موقع ترک عزم کا تھا کہ[2] فان وجدت اعوانًا فبادرالیہم وجاھدھم وان لم تجد اعوانا فکف یدلت واحقن دمات حتی تلحق بی مظلومًا کے آپ موافق وصیت رسولخدا کے تصدی جہاد سے معذور تھے اور مخالفین دین کے تیر و نیزون مین بوجہ تنہائی و عذر شرعی و بلحاظ حفظ نفوس و تحفظ ناموس تشریف نہ لیجانے کہ شرعًا و عقلًا حذر کرنا مہالک سے واجب تھا یہان تک کہ آپ معہ لشکر قلیل العدد و مصائب بےحد کے وارد کربلائے معلی ہوئے اور اشقیا کا ہجوم ہونا شروع ہوگیا اور تمام صحاری لشکر شوم سے بھر گیا اوسوقت آپنے خطبہ بلیغہ مین اتمام حجت بھی فرمائی کہ مین تمہاری طلب پر آیا ہون

[1] فرمایا کہ جو شخص تم مین سے واپس جانے کو دوست رکھے پس چاہیئے کہ وہ چلا جاوے اوسپر ملامت نہین ہے پس لشکر کے لوگ منتشر ہوگئے داہین باہین چلے گئے یہان تک کہ وہی خاص لوگ جو آپکے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے باقی رہ گئے۔

[2] پس اگر اعوان میسر آوین تو مبادرت کرو نحو [illegible] انسے جہاد کرو اور اگر اعوان نپاوے تو اپنے ہاتھ کھینچو اور اپنے خون کو [illegible] رکھو یہان تک کہ مجھسے بحالت مظلومی ملحق ہوجاو۔ [illegible]

مگراون نامنفعل گروہ پرکچھ اثر نہ ہوا بلکہ قیس بن اشعث نے جواب مین یہ ترزخائی کی کہ ما ندری ماتقول ولکن انزل علی حکم من بنی عمک فانہم لن یریدوا بک الاما تحب[۱] امام حسینؑ نے اوسپر بھی بیعت یزید کو گوارہ نفرمایا حالانکہ سامان قتال وہجوم اہل ضلال بچشم بلاحظہ فرما رہے تھے اور کچہ بہی خوف قتل و تاراجی اہل حرم کا نکیا اور جواب مین یہی ارشاد فرمایا[۳] الا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید تا آنکہ اونحضرت نے اون مصائب کا تحمل کرنا بمقابلہ بیعت علی الخلافہ یزید خلیفہ مجمع علیہ صحابہ کے آسان دیکھا جسکا تحمل سلف وخلف ونبی وولی وملک وجن وبشر سے ظہور مین نہین آیا غرض کہ اس مسئلہ خلافت مین ائمہ ثلاثہ طاہرین کا مذہب ازحد گرمختلف رہاہی تاہم امام حسین علیہ السلام بہی خلافت کا تحقق ہونا بربنا بیعت مردمان کے سمجھتے تھے کہ قولہ[۲] فلیس علیہ ذمام اسپر شاہد ہی اور یہ کہ حضرت مسلم بن عقیل نے برطبق اشارت اونحضرت کے آپکی خلافت پراہل کوفہ سے بیعت لی تہی ورنہ بحالت خلافت من عند اللہ ہونے کے کچہ ضرورت بیعت علی الخلافہ کی نہین ہوسکتی اوراس مسئلہ خلافت مین اکثر صاحبزادگان امام زادگان کا مذہب بہی بنابر اجماع امت کے تہا اور اما م تقرر ونصب کو من عند اللہ اعتقاد نہ فرماتے تھے ورنہ مثل زید شہید

---

[۱] یعنی ہم نہین سمجھتے کہ آپ کیا کہتے ہین لاکن آپکو اپنی بنی عم اولاد امیہ کی اطاعت کرنی چاہیئے وہ کچہ آپکے ساتہہ ارادہ بدی کا نہین رکھتے مگر جو آپ چاہین گے ۔[۲] یعنے جانے والے کے ذمہ بیعت کی پابندی نہین ہے ۔

[۳] یعنی قسم بخدا مین اپنا ہاتہہ تمہارے ہاتہہ مین مثل ذلیل لوگونکی بیعت کیلئے نہ دونگا اور نہ اقرار تمہارے سے مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی

بیوفائی اہل کوفہ اور سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل و حضرت ہانی کی خبر ورود اثر معلوم ہوئی مگر آنحضرت نے مراجعت کو پسند نہین فرمایا اور محزون و غمناک ہوکر پیش روی کو ہی مسلم رکھا اور کچھ باک مقابلہ جم غفیر گروہ ناپاک کا نہ فرمایا بلکہ اپنے رفقا کو حکم ترخص و واپسی کا اونکی مرضی پر صادر کیا کہ[1] فمن احبّ منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج فلیس علیہ ذمام فتفرق النّاس عنہ واخذ وا یمینًا و شمالًا حتی بقی فی اصحابہ الذین جاءوا معہ من المدینۃ اس انتشار لشکر کیوجہ سے امام حسین کو زیادہ موقع ترک عزم کا تھا کہ[2] فان وجدت اعوانًا فبادرالیہم وجاھدھم وان لم تجد اعوانا فکف یدلت واحقن دمك حتی تلحق بی مظلومًا کے آپ بموافق وصیت رسولخدا کے تصدی جہاد سے معذور تھے اور مخالفین دین کے تیر و تیرون مین بوجہ تنہائی و عذر شرعی و بلحاظ حفظ نفوس و تحفظ ناموس تشریف نہ لیجانے کہ شرعًا و عقلًا احدر کرنا مہالک سے واجب تھا یہان تک کہ آپ معہ لشکر قلیل العدد و مصائب بیحد کے وارد کربلاے معلی ہوئے اور اشقیا کا ہجوم ہونا شروع ہوگیا اور تمام صحاری لشکر شوم سے بھر گیا اسوقت آپنے خطبہ بلیغہ مین اتمام حجت بھی فرمائی کہ مین تمہاری طلب پر آیا ہون

---

[1] فرمادیا کہ جو شخص تم مین سے واپس جانے کو دوست رکھے پس چاہیے کہ وہ چلا جاوے اوسپر ملامت نہین ہے پس لشکر کے لوگ منتشر ہوگئے داہنے بائین چلے گئے یہان تک کہ وہی خاص لوگ جو آپکے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے باقی رہ گئے۔

[2] پس اگر اعوان میسر آوین تو سیادت کر و نبی ... ... جہاد کرو اور اگر اعوان نپاوے تو پس ہاتھ کھینچو اور اپنے خون کو بچا رکھو یہان تک کہ مجھسے بحالت مظلومی ملحق ہو ... ...

مگر اون نامنفعل گروہ پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ قیس بن اشعث نے جواب مین بہ ژاژخائی کی کہ ما ندری ماتقول ولکن انزل علی حکم من بنی عمک فانہم لن یریدوا بک الا ما تحب[۱] امام حسینؑ نے اوسپر بھی بیعت یزید کو گوارہ نفرمایا حالانکہ سامان قتال وہجوم اہل ضلال بچشم ملاحظہ فرما رہے تھے اور کچھ بھی خوف قتل وتاراجی اہل حرم کا نکیا اور جواب مین یہی ارشاد فرمایا[۲] الا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید تا آنکہ اونحضرت نے اون مصائب کا تحمل کرنا بمقابلہ بیعت علی الخلافۃ یزید خلیفہ مجمع علیہ صحابہ کے آسان دیکھا جسکا تحمل سلف وخلف ونبی وولی وملک وجن وبشر سے ظہور مین نہین آیا غرض کہ اس مسئلہ خلافت مین ائمہ ثلاثہ طاہرین کا مذہب ازہمدگر مختلف رہا ہی تاہم امام حسین علیہ السلام بھی خلافت کا تحقق ہونا بربنا بیعت مردمان کے سمجھتے تھے کہ قولہؑ فلیس علیہ ذمام[۳] اسپر شاہد ہی اور یہ کہ حضرت مسلم بن عقیل نے برطبق اشارت اونحضرت کے آپکی خلافت پر اہل کوفہ سے بیعت لی تھی ورنہ بحالت خلافت من عند اللہ ہونے کے کچھ ضرورت بیعت علی الخلافۃ کی نہین ہوسکتی اور اس مسئلہ خلافت مین اکثر صاحبزادگان امام زادگان کا مذہب بھی بنا براجماع امت کے تہا اور انکے امام تقرر بالنصب کو من عند اللہ اعتقاد نہ فرماتے تھے ورنہ مثل زید شہید

[۱] یعنی ہم نہین سمجھتے کہ آپ کیا کہتے ہین لاکن آپکو اپنے بنی عم اولاد امیہ کی اطاعت کرنی چاہیئے وہ کچھ آپکے ساتھ ارادہ بدی کا نہین رکھتے مگر جو آپ چاہین گے ۔ [۳] یعنے جانے والے کے ذمہ بیعت کی پابندی نہین ہے ۔

[۲] یعنی قسم بخدا مین اپنا ہاتھ تمہارے ہاتہ مین مثل ذلیل لوگون کی بیعت کیلئے نہ دونگا اور اقرار تمہارے مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی

محمد وابراہیم کے دعوے خلافت اور خروج نفرماتے اور ائمہ طاہرین کو بوجہ اونکے خمول
اور عدم خروج وعدم تسلط امام نہین جانتے تھے ورنہ اونکی سعایت خلفا کے وقت سے نجات
اعتقاد اونکی امامت کے ہرگز نہ کہتے پس سے معلوم ہوا کہ امام زادگان اہلبیت کا مذہب
بہی خلافت مین من عنداللہ ہونے کا نہین تھا اور جو سادات اونکے مخالف مذہب ہین
وہ بمفہوم حدیث من سلک علی سنتی فھو منی آل کے حق سیادت نہین رکھتے ہین کیونکہ
سالک سنت آل حضرت رسالت ہی اور جو سالک سنت نہین وہ پیغمبر کی آل ہونا چاہئے
اور سنت پیغمبر امر خلافت مین بنابر مذہب اہلسنت کے جیساکہ مفصل بیان کیا باجماع
امت ہی نہ اوسکا من عنداللہ ہونا۔

اقول وبہ نستعین ہر ذی فہم وشایق علم پر مخفی نہین ہی کہ شبہ وارد کرنا
سہل ہی لاکن جواب اوسکا از بس مشکل اور رفع شبہ تو بلا تائید خدا وند عزوجل محال الی الامحال
ہی مگر الحمد للہ کہ مادۂ جواب بالاستیعاب ان شبہات سراسر ارتیاب کا کتاب لاجواب
مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مین مؤلف حقیر وحجیب سراپا التقصیر نے
حسب ضرورت مقامات کتاب مستطاب کے بتائید رب الارباب پہلے ہی قلمبند کردیا ہے
لھذا اوسی کے مطالب سے مستنبط کرکے جواب شبہات مذکورہ پانچ باب مین اور چوتھا
باب پانچ فصلون پر مرتب کرکے ابتدا سے جواب کے کلام لطیف سی کیجاتی ہے وباللہ
التوفیق وھو خیر الرفیق **اول** جواب اجمالی واسطے اطمینان اہل ایقان کے یہ ہے

ما اسپس شخص نے میرے طریقہ پر سلوک کیا پس وہ میری آل سے ہے۔

کہ سلسلۂ قرب و قرابت ائمۂ اہلبیت کا بحضرت رب ودود حمید و رسول مجید دونوں عارف
بنص قرآن و حدیث ملتا ہی بلکہ ثابت ہے بدین نہج کہ خداوند احد تو لم یلد ولم یولد ولم
یکن لہٗ کفواً احد ہی اس لئے اوسکے کلام سے جو قرب و قرابت بنص حدیث ثقلین کے
متحتم ہی وہ عین قرب باری ہی اور زیادہ اوس قرابت قریبہ سے ہی جو بین الناس جاری
وساری ہی اور قرابت فی النسل و قرب فی الاصل رسول اجل سے محتاج شہود بنین
مگر انتہا قرب مدارج کو نقل کیا جاتا ہی قال اللہ تعالیٰ الذین اٰمنوا واتبعتہم ذریتہم
بایمان الحقنا بہم ذریاتہم[۱] اسکی تفسیر مین ابن عمر نے فرمایا ففاطمۃ مع رسول
اللہ فی درجتہ وعلیٌّ معہما[۲] کما فی مودۃ القربیٰ اور صاحب مرقات نے شرح حدیث
سنن ابو داؤد مین ابن عمر قال کنا نقول فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانعدل بابی بکر ثم عمر ثم
عثمان ثم نترک اصحاب النبی مین یہ افادہ فرمایا ہی ونقل ہذا التفاضل بین الاصحاب
واما اہل البیت فہم اخص منہم وحکمہم یغائرہم فلا[۳] یرد عدم ذکر علیٍّ والحسن
والحسینؑ اور اسی مضمون کی ایک حدیث علی الہمدانی نے ابن عمر اور ایک قول امام احمد
کا مودۃ القربیٰ مین نقل فرمایا ہی کہ جو باہم متحد المعنے ہی اور ملخص اونکا یہ ہی کہ علی من اہل البیت
لایقاس احد بہم مع رسول اللہ صلعم وفی درجتہ الخ[۴] اور پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے

[۱] وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اونکی ذریت نے پیروی اونکی ایمان لانے مین کی ہم نے اونکی ذریت کو اونہین سے ملحق کردیا [۲] پس فاطمہ ساتھ پیغمبر خدا کے
آپکے درجہ جنت مین اور علی اون دونو کے ساتھ ہین [۳] شاید کہ یہ تفاضل اور باہمی تفضیل مابین اصحاب کے کہی جاتی تہی لاکن اہلبیت پیغمبر
صحابہ سے اخص ہین حکم انکا افضلیت مین مغائر حکم صحابہ کے ہے پس تفضیل صحابہ مین ذکر نکرنا اہلبیت کا موجب طعن نہین ہوسکتا ہی [۴]
علیؑ اہلبیت مین ہین کوئی اونکے ساتھ تفضیلات مین قیاس نہین کیا جاتا ہی کہ وہ درجہ پیغمبر مین ہین

ان اللہ تعالے جعل ذریتہ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابیطالب
جو بعد تحقیق وتفسیر یکے بادیگرے قرآن وحدیث کے یہ ثابت ہوا کہ ائمہ اہلبیت مدارج حضرت
نبوت ورسالت کے وارث اور سہیم ہین اور رسولخدا سے ملحق ہین پس اونکی سیرت بعینہ
سنت حضرت رسالت ہی ورنہ الحاق فی المدارج نہ ہوگا وہو خلف اس لئے کہ حضرات
ائمہ کی عصمت بعد از وحدانیت رب العزت ونبوت حضرت رسالت کے مسلم ومتحتم ہے
پس کوئی فعل کوئی قول ائمہ معصومین کا منافی احکام شریعت ومناقض باہمدگر صادر
نہین ہوسکتا نہ محظور ہوسکتا ہی رسولخدا نے تفسیر مین آیہ تطہیر کی جو عصمت آل عبا
و ذریت خیر الورا مین منصوص ہی حدیث انا وعلی والحسن والحسین وتسعة
من ولد الحسین مطہرون معصومون کو فرمایا ہے کما رواہ العلامۃ المحدث
ابراھیم الحموینی فی فرائد السمطین وعلی الھمدانی فی مودة القربی
اور تفسیر آیہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا مین یہ تبینیہ نبوی
بھی واجب الاعتقاد ولازم معنے آیہ ہدایت بنیاد ہے کہ علی مع القران والقران
مع علی کما فی الصواعق المحرقہ بلکہ حدیث ثقلین مخبر صحیح ہی کہ حکم ثقلین کا واحد ہے

---

۱ بیشک اللہ نے ذریت ہر نبی کو اوسکے صلب مین گردانا اور میری ذریت کو علی بن ابی طالب کے صلب مین گردانا ہی
۲ مین اور علی وحسنین اور نو اولاد حسین کی مطہر ومعصوم ہین۔
۳ اگر قرآن غیر اللہ کیطرف سے ہوتا تو اوس مین اختلاف بہت ہوتا۔ ۴ علی ساتھ قرآن کے ہی اور قرآن
ساتھ علی کے ہے یعنے علے کا فرمانا مطابق حکم قرآن کے اور حکم قرآن کا موافق حکم علے کے ہے ÷ ÷ ÷ ÷ -

لن یفترقا حتے یردا علے الحوض باین معنی کہ وہ دونون مختلف و مفترق کبھی نہونگے
یہانتک کہ وہ دونون بحالت واحدہ حوض کوثر پر نبیؐ سے ملاقی ہون چونکہ قرآن مین
اختلاف نہین اور قرآن اور اہلبیت مین بنص نبوی افتراق نہین لہذا باہم اہلبیت کے
بھی تباین ممکن نہین ہی نہ مذہب ائمہ اہلبیت کا خلاف قرآن کے ہوسکتا ہی ورنہ افتراق
لازم آئیگا جو بنص نبویؐ منفی ہی پس جو شخص آنحضرات معصومین کے مذہب و سیرت و آثر مین
مشتبہ ہووے اسکو باور کرنا چاہئے کہ وہ مثل شخص احول کے ہی کہ قوت مدرکہ احول کی
جسطرح کجی نظر کی سبب ایک کو دو علی الاعیان سمجھ لیتی ہی اسیطرح کے شبہات واردہ بشان
ائمہ معصومین ہین کہ حقیقت مین لا وجود لہا ہین اور ظاہر دیکھنے مین مجسم نظر آتے ہین۔ دوم۔
جواب تفصیلی واسطے رفع اوہام و دفع مطاعن انام کالانعام کے ذیل ابواب مین مذکور ہونگے

پہلا باب

در دفع دخل عامۃ الورود مین کہ جو حقیقۃً کل شبہات کا جواب تفصیلی بوجہ کلی ہی کہ معنی بیعت و
خلافت و امامت کا بیان اصل اصول جواب شافی تمامتر اعتراضات کا ہے جاننا چاہئے
کہ امامت لغت مین بمعنی پیشوائی کے امور دین مین ہی عام اس سے کہ دین حق ہو یا باطل
قال اللہ تعالے فی الامامۃ المحقۃ انی جاعلک[1] للناس اماما وقال وجعلنا[2] هم

ع[1] ہر آئینہ مین تجھو اے ابراہیم امام کرنے والا ہون ع[2] اور گردانا ہمنے اونکو امام کہ ہدایت کرتے ہین وہ ساتھ
حکم ہمارے کے

ایمۃ یھدون بامرنا اور امامت دین باطل مین آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم اور آیہ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لا ینصرون وارد ہین اور خلافت لغۃً بمعنے بادشاہی و جانشینی کے ہین کما فی القاموس اور یہ بھی منقسم بریاست دینی و دنیوی کے ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مین بحق حضرت ہارون کے مقولہ حضرت موسی کا وارد ہوا ہے اخلفنی فی قومی ولا تتبع سبیل المفسدین اور بحق اہل اجماع گروہ سامری کے آیا ہے بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم لہذا ریاست دینیہ مین امامت و خلافت مترادف المعنے ہین چونکہ ریاست دینیہ عام ہے اطلاق اسکا منصب رسالت و وصایت انبیاء پر بھی صحیح ہے اسلیے تعریف جانشینی نبوی مین نیابۃ الرسول بعدہ فی مقامہ متفق علیہ ہے اب یہ امر متنازع فیہ رہا کہ اثبات امامت بلا تقرر منیب کے بھی باتفاق اہل الحل کے صحیح ہے یا نہین اس بحث کو یہان پر بوجہ غیر مبحوث عنہ ہونے کے فروگذاشت کیا جاتا ہے پس اس منصب مابعد النبی کو امامت کبری و خلافت عظمی کہتے ہین بنا علیہ امام و خلیفہ انام بعد ہر نبی کے قایم مقام و متولی امور دین اور وارث علوم نبوی و مستحق حقوق منیب و مستخلف کا ہے اور مستخلف بمعنے اوسی اپنا خلیفہ گردانا بحکم محکم ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا کے و بحکم منصوص آیہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کے کما یاتی بیانہ بالقطع

---

۱ پس قتل کرو ائمہ کفر کو کہ ہر آئینہ اونہین ایمان نہین ہے ۲ اور کردانا ہمنے اونکو امام کہ وہ لوگونکو دوزخ کیطرف بلاتے ہین اور بروز قیامت نصرت نکیجاویگی ۳ تو خلیفہ میرا ہو بیچ قوم مین اور مفسدونکی راہ کا اتباع نکر ۴ بری خلافت کی تمنے میرے بعد میرے کیا عجلت کی تمنے امر پروردگار مین ۵ اس آیہ مین ظاہر اخلافت دینی مذکور ہے ۶ اس مین ظاہر اخلافت حقہ دنیوی مذکور ہے

والیقین ہوتا ہے اسی لئے اوسکو امام مفترض الطاعۃ بلحاظ حقوق پیغمبر کے مسلماً وحتماً کہا جاتا ہے پس اگر رسول نبی و نبی مستخلف صاحب ریاست کبریٰ بھی ہے کہ علاوہ عہدۂ رسالت و نبوت کے متصرف فی امور الرعایا رہا ہے تو اوسکے اوصیاء و خلفا بھی علاوہ حصول خلافت دینیہ کے مستحق تصرف اور حقدار تولی امور رعایا مین ہوتی ہین اور نظر استحقاق مذکور کے علماے جمہور عامہ نے تعریف مین امامت کی یہ افادہ فرمایا ہے کہ ہی ریاستہ عامۃ فی امور الدین والدنیا یعنے امامت کبریٰ و خلافت عظمیٰ جامع ریاست دینی و دنیوی کے ہے اور اگر پیغمبر نبی کو تصرف فی امور الرعایا اور منصب حکمرانی نہین ہوا تو اونکے جانشین بھی باعتبار قائم مقامی کے وارث ریاست دنیوی کے نہین ہوئے اور خلافت دنیوی بھی عام ہے کہ انبیاء و اوصیاء حکمران رعایا ہوئے ہین اور ملوک و سلاطین دنیا بھی خلافت دنیوی پر قابض ہوتے ہین اسی لئے یہ خلافت دنیوی از بس ملتبس رہی ہے کما یاتی بیانہا اور ریاست عامہ انبیاء مین خاص خاص مع فقر پر پائی گئی ہے تمام انبیاء مستفید نہین ہوئے پس جمع ہونا نبوت و امامت کا بحیثیت حکمرانی و تصرف فی امور الرعیۃ کے اولاً حضرت آدمؑ مین بقولہ تعالیٰ وعلّم آدم الاسماء کلہا و آیہ ثم اجتباہ ربہ وغیرہ کے کہ مفید منصب رسالت ہے و بقولہ تعالیٰ وانی جاعل فی الا[illegible] کے کہ بظاہر معنے خلافت مذکور کے مخبر بادشاہت ہے پایا گیا اور موید اس کی احادیث کثیرہ صحیحہ متفق علیہا بین الفریقین کتب صحاح مین موجود ہین چنانچہ کتاب کافی مین تو باب ہے

ئے تعلیم کیا اللہ نے آدم کو اسماء کل اشیاء کے ۱۲ پھر برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رب نے ۱۲ ہر آئینہ مین کرنیوالا ہون زمین مین خلیفہ ۱۲

کہ ان اللہ خلق آدم واقطعہ الدنیا قطعیۃ فما کان لآدم فلرسول اللہ و ماکان لرسول اللہ فھو للائمۃ من آل محمد اور کتاب سنن ابوداؤد کے باب اخراج یہود مین ماثور ہے واعلموا انما الارض للہ ولرسولہ کما یاتی بیانہا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بعد آزر و نمرود کے متصرف امور اپنی امت کے ہوئے آیہ رب ھب لی حکما والحقنی بالصالحین ہر مفاد حکما کے مفید حکومت مطلقہ کو بھی جو جامع حکومت دینی و دنیوی کی ہے اور قولہ تعالے انی جاعلک للناس اماما اسکا مو ہے اسلئے کہ امامت یعنی ریاست عامہ در امور دین و دنیا ہے کما مضی اور حضرت یوسف پیغمبر کو نبوت و حکومت جمع ہوگئی تھی قولہ تعالے اتیناہ حکما و علما و آیہ و اقی مقولہ عن یوسف قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم و نیز آیت وکذلک مکنا لیوسف فی الارض الآیۃ اسپر ناطق ہے اور حضرت موسی کلیم اللہ بھی بعد فرعون کے اپنی قوم بنی اسرائیل پر صاحب تصرف تھے اور کسی ملک دنیوی کے ماتحت نہین رہے حتے کہ ملک شام مین سلطنت ملوک عمالقہ کو نیست و نابود فرمادیا اور ہارون کو بھی اپنی خلافت تفویض فرمائی قولہ واخلفنی فی

ہر آئینہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور تمام دنیا کی حکومت اونکو عطا کی پس وہ شی جو آدم کی تھی رسولخدا کیلئے تھی اور جو رسولخدا کیلئے تھی وہ ائمہ آل محمد کی ہے ۲ جانو تم اے یہود کہ تمام زمین ہی اللہ او [illegible] پروردگا مجھے حکومت عطا فرما اور صالحین سے ملحق فرما دیجئے ۳ گردان تو مجھ کو خزائن ارض پر محافظ کہ بیشک مین ہون محافظ اور حساب کتاب جاننے والا ۴ اور اسیطرح تمکن دیا ہمنے یوسف کو زمین پر ۔

قومی و لا تتبع سبیل المفسدین اس کا شاہد ہی اسلئے کہ اگر یہ محض خلافت دینیہ
ہوتی اور اوس مین حکومت و امارت شامل نہوتی تو بقولہ و لا تتبع سبیل مفسدین
فرمانے کی ضرورت استخلاف دینی مین نہین تہی چونکہ افساد خاصہ و شعار ملوک دنیوی کا ہے
ہی اور آپکو خلافت دینیہ کے ساتھہ ریاست دنیوی بہی تفویض فرمائی تہی اس لئے
انتباہاً فرمایا کہ ملوک مفسدین کی پیروی حکمرانی مین نکرنا اور شعار افساد کا ملوک دنیوی مین
ہونا آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ و
کذلک یفعلون سے اور آیہ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا
ارحامکم الآیۃ سے بخوبی واضح ہے اور مخفی نرہے کہ یہ آیہ فھل عسیتم جس مین خطاب
حاضرین کی طرف وارد ہے سورہ محمد مین ہی اس مین ذکر آپکے ہی قوم قریش کا مذکور ہے
پس یہ خطاب وہین لوگون سے ہے جو قوم قریش اور حاضرین وقت نزول آیہ کی تہی اور
بلیہ ہر عاقل منصف ادراک کر سکتا ہی کہ حاضرین قریش مین کسکو حکومت ملی جنکی حکومت
کو خلافت سے اوبیا اونکے افساد کو عدالت سے معتقدین نے تعبیر فرمایا اور اونکی
بیعت خلافت دینیہ پر سمجہلی او جمع ہونا نبوت و سلطنت کا حضرت داؤد و حضرت
سلیمان کے لئے مشہور و معروف ہے آیہ ولقد اتینا داؤد وسلیمان علماً وقالا
الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین اور آیہ یا داؤد انا جعلنا

ے۱ کہا بلقیس نے کہ بادشاہ دنیا جب کسی قریہ مین داخل ہوتے ہین تو اوسکو فاسد کر دیتے ہین اور اوسکے معززین کو ذلیل
و خوار کر دیتے ہین اور خدا فرماتا ہے کہ دنیا کے ملوک ایسا ہی کیا کرتے ہین ے۲ پس اے لوگو قریب ہے تم اگر حاکم ہو جاؤ تو زمین مین فساد کرنے لگو اور قطع رحم

خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق اور آیہ قال رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی جو بہ مقولہ حضرت سلیمان کا ہی اور آیہ وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون موید و مجوز انکی نبوت و بادشاہت کے ہین اور حکمران ہونا حضرت یوشع وصی موسیٰ و دیگر انبیا و اوصیا ء بنی اسرائیل مین آیہ فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمة و اتیناھم ملکا عظیما سے اور بادشاہ ہونا طالوت کا جو بروایت امام رازی حسب تفسیر کبیر کے بنی اسرائیل مین نبی ہوئے ہین اور باعتقاد صاحب تحفہ کے امام مفترض الطاعة تھے بقولہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا ثابت ہی اور نوعیت انکی نبوت اور امامت کی کتاب مفاتیح المطالب کے تمہید مفتاح ہفتم مین بمعرض تحریر آئی ہی من شاء فلیرجع الیہ و پیغمبر خدا صلعم کا متصرف و حکمران فی امور الرعایا ہونا اور تابع و منقاد کسی ملک دنیا کا نہونا محتاج اسناد نہین ہی اور آپکے خلفاء صالحین طاہرین او رائمہ راشدین طیبین آپکے وارث و قایم مقام ہوئے اور انکی مستحق ریاست عامہ ہونیکی خبر پہلے ہی حضرت داؤد پیغمبر کو دی گئی تھی چنانچہ آیہ وافی ہدایہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اسمین ناطق ہی اسلئے کہ قولہ لقد کتبنا توریث ارضی پر من عند اللہ حسب مذاق صاحب تحفہ کی دلالت کرتا ہی کیونکہ الارض مین لام استغراق بمعنے تمام افراد صفحات کے یا الارض بمعنی مفید وراثت کل زمین کی ہی و مراد بعد الذکر سے بدلیل قولہ تعالی قد انزل الیکم

---

۲۷ ہر آینہ ہمنے زبور مین لکھدیا ہی کہ بعد پیغمبر آخر کے میرے بندگان صالح وارث زمین کے ہونگے

بذکر رسولاکے بعد پیغمبر خدا کا ہی اور مصداق قولہ عبادی الصالحون کے وہ بندگان رب لعزت ہین جو صاحبان عصمت ہین اس لئے کہ بطبق سیاق وسباق نظم قرآن کے لفظ عبادی الصالحون وعبادنا صالحین وعبادک الصالحین وصالح المومنین ومن الصالحین غیر برگزیدہ وغیر معصوم کے لئے بلاکسی امر ممیز کے کلام الٰہی مین مستعمل نہین ہوا ہے اور اوسی عصمت کی وجہ سے انبیاء علیہ السلام کے حق مین لفظ صالحین وارد ہوا ہے چنانچہ آیہ وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین وآیہ کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین اور آیہ مقولۃ عن ابراھیم رب ھب لی حکما والحقنی بالصالحین وآیہ ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس کل من الصالحین شاہد عادل ہے اور آیہ یحق یونس فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین نازل ہوا ہے اور علی سبیل تنزل کہا جاتا ہے کہ صالح قرآن کی سیاق وسباق سے ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو بجز مرسلین ومتقین سزوار نہیں ہے اب یہ لفظ جو بشان غیر انبیا وارد ہوا ہے پس چاہیے کہ مصداق اوسکا ہم مثل انبیاء ہوئے تاہم فضیلت عصمت وامامت مین ہی ہوسکتی ہے لہذا یہی ثمرہ عبادی الصالحون مین وارث کہنا اصحاب عصمت خلفاء حضرت رسالت کا مذکور ہے جو موجب استحقاق خلافت وثبوت امامت کا بلاحصول قبض وتصرف خلیفہ کے من عنداللہ پایا گیا اور یہ

صورت استحقاق بلا فصل کے دیکھی جاوی کہ کس عبد صالح کی خلافت سے منطبق
ہوتی ہی اور توریت حسب بشارت آیہ ولقد کتبنا عمنی ولا زمی و بعد پیغمبر شمعی تھی فقد
بروایا اصحاب النبی اور یہ آیہ شریفہ ولقد کتبنا فی الزبور اس مبحث مین رفع شبہات
و دفع توہمات معنی خلافت کے لئے کافی قول فصل اور حلال معضل ہی فوائد
مختصرہ آیہ مذکورہ بصراحت ماتحت ضبط تحریر کئے جاتے ہین اول یہ آیہ شریفہ
بتوفیق آیات فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض الخ کما یاتی
بیانہا علیحدہ اور آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا الی قولہ وکذالک
یفعلون کے فارق و فاصل و ممیز خلافت حقہ دنیویہ اور خلافت باطلہ دنیویہ کے
ہی کہ اس آیہ مین سلطنت حقہ دنیویہ من عند اللہ بدلیل لقد کتبنا کے و بدلیل
عبادی الصالحون کے مذکور ہی اور آیات مابعد مین سلطنت باطلہ دنیویہ بخود مختاری
بدلیل قولہ تولیتم کے و بدلیل قولہ تفسدوا و افسدوھا وکذالک یفعلون کے مذکور ہے
اور یہ دونون خلافتین اس امت مین واقع ہونی بقولہ من بعد الذکر جو مفید معنی
از پیغمبر جدا کے ہے اور بقولہ فہل عسیتم و بقولہ تولیتم و بقولہ تفسدوا
و بقولہ تقطعوا کے جو یہ خطاب حاضرین عہد رسالت کے لئے ظاہر الفاظ سے وارد
ہوا ہے بمنطوق کلام واضح ہے اور یہ خلافت مذکورہ فی الزبور بقولہ تعالےٰ
فان اللہ مولاہ و جبرئیل و صالح المومنین کہ جو شان جناب امیر مین وارد ہے
مختص بآن حضرت و لایت منزلت ہی اور اگر کہا جاوی کہ یہ بحق شیخین وارد ہی پس جو

ع الیس ہر آئینہ اللہ اور جبرئیل اور صالح المومنین یعنی علی ابن ابیطالب ناصر اور مددگار نبی کے ہین۔

منطبق نہین ہوسکتی اولاً صالح المومنین بصیغۂ مفرد ہے نہ بمعنی شیخین صالحا المومنین اتا
ثانیاً لفظ یرثہا اونکی شان مین غیر صحیح ہے کیونکہ اونکے حق مین بجائے یرثہا کے یقبضہا نازل
ہوتا دوم اس خلافت حقہ دنیویہ مین لفظ یرثہا کا ہی کما ذکرت آنفاً اور یقبضہا نہین فرمایا
تو یہ مفید استحقاق سلطنت اور تصرف بالقوۃ کو ہی نہ تصرف فی الحال اور قبضہ بالفعل کو
اسلئے کہ وارث دنیوی کیلئے قبض و تصرف فی الحال کی شرط نہین اگر وارث مستحق لو جہ
من الوجوہ ورثہ پر قابض و متصرف نہووے تو یہان تمادی بہی موثر نہین جو حق شرعی
اور استحقاق واجب کو زائل کردے کیونکہ اونتعالے اس تمادی کو بقولہ ولا تجد لسنۃ اللہ تبدیلا
باطل و غلط فرماتا ہے اور استحقاق اور حصول اس وراثت مطلقہ اعنی وراثت دینیہ
و دنیویہ کا بنا بر استنباط ظاہر آیات قرآنی کے بدین نہج پایا جاتا ہے کہ خلافت حقہ دینیہ مین
حصول اسکا (مثل وراثت علمی کے) وقت تقرر و تحقق خلافت کے فی الحال ہوتا ہی نہ بالقوۃ
بدلیل قولہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الخ کی اسلئے کہ توریث
کتاب اللہ کی مورث حصول فی الآن علم کتاب کو ہی ورنہ وارث کتاب کا کبہو فی تمن
جاہل بہی ہوگا و ہو خلف اور خلافت دنیویہ حقہ من عند اللہ کو کبہی معیت خلافت دینیہ کیساتہ
ہوتی ہی اور کبہی بعدیت چنانچہ آیہ اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناہم ملکاً عظیماً
و آیہ و نجعلہم الوارثین مین ظاہر امامت دینی کو تقدم بالذات اور

---

۱ تو سنت خدا مین تغیر نہ پاویگا ۲ پہر وارث کیا ہمنے کتاب کا اون لوگون کو کہ جنہین برگزیدہ ہمنے کیا ہی اور تفسیر اسکی حدیث ہوا اخا
نبوی سے جو مسند احمد مین ماثور ہی مفہوم ہوتی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم سے انت اخی و وارثی قال علیؑ و ما ارث یا رسول اللہ
قال ان اجابہم کتاب اللہ و سنۃ نبیہ یعنی ای علی تو میرا وارث علم کتاب و سنت مین ہی ۳ آل ابراہیم کو کتاب و حکمت ہمنے عطا کی اور
ملک عظیم دیا ۴ اور ہم ارادہ کرتے ہین کہ اونکو ہم امام کر دیوین اور اونکو وارث بناویں

اور اکثر تقدم بالزمان بھی (بدلیل تکرار قولہ اتینا اور تفریق بجعلھم کے) و بلحاظ تقدیم و تاخیر کے بھی حاصل ہوتا ہے اور آیہ آتیناہ حکماً و علماً مین ہر دو خلافت بنا بر افادہ لفظ واحد آتیناہ کے جمع ہین اور آیہ فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین مین عصمت و خلافت دینی ہی وبس اور اس تقدم اور استحقاق وراثت ارضی کے موئد سیرت نبوی صلعم ہی جو حقیقۃً کاشف مفاد آیات قرآنی اور مفسر کلام سبحانی ہے کہ ابتدای زمان بعثت سے آپ کو وراثت ارضی بالاستحقاق تھی بعدہٗ فی الحال حاصل ہوگئی اور آپکی ریاست ارضی کو تقدم نہین ہوا کما یجیٔ بیانہٗ بہر نوع چشم انصاف سے جہانتک ظاہر سیاق ہر دو آیہ لقد کتبنا اور فھل عسیتم کو دیکھیے تو آیہ اولے بدلیل قولہ لقد کتبنا کے مخبر خلافت من عنداللہ کے ہے اور خلافت باطنی بلا فصل جناب پیغمبر سے منطبق ہے کہ لفظ من بعد الذکر یعنے شروع زمان بعثت پیغمبر صلعم سے وہ وارث مستحق بحق ہونگے کما سیاتی بالتوضیح انشاءاللہ اور آیہ فھل عسیتم خلافت متغلبین و مجمع علیہم بالخلافت کے حاکی ہی کہ اومین ابتدا سے انتہا تک بس تصرف ارضی و حکومت ملکی بلا استخلاف نبوی کے پائی گئی ہی والباقی یاتی سوم یہ ریاست حقہ دنیویہ بلا متحقق ہونی ریاست دینیہ کے بنا بر سیاق آیہ کے بھی حاصل نہین ہوسکتی کہ حصول اسکا مخصوص صالحین سے ہی جو صالح ہونا توریث پر بداہۃً مقدم ہی اور وہ مختص اصحاب عصمت سے ہی نہ طالحین و ظالمین سے کما سبق اور ریاست حقہ عامہ بقولہ تعالی ولا ینال عہدی الظالمین کے ازجانب عہد

[1] ترجمہ صفحہ ۳۶ پر گذرا [2] پس برگزیدہ کیا یونس کو اوسکے پروردگار نے پس اوسے صالحین سے کیا

رب العزت ہی جسکا تقرر از جانب اللہ ہوتا ہی اور وہ بقہر و استیلاء و با جماع رعایا وغیرہ
بقولہ و لیس لک من الامر شیء ببیعت نہین ہو سکتی اندرین صورت اگر کوئی باتفاق رعایا
متصرف ہو جاوے تو وہ ریاست دنیویہ پر سرفراز ہوگا جیسا کہ ملوک اسلام و سلاطین
کفر بزور شمشیر و قہر و غلبہ کے مسلط ہوتے رہتے ہین اونکے لئے ریاست حقہ دنیویہ بھی
حاصل نہین ہو سکتی کہ وہ موقوف ہی ریاست دینیہ من جانب اللہ پر اور از جملہ عباد اونکے
ہی اور لفظ لقد کتبنا اسی معنے پر دلالت کرتا ہی اور لفظ من بعد الذکر صریح دلالت کرتا ہی
کہ یہ وراثت ابتدای زمان بعدیت پیغمبر سے خلیفہ صالح کو پہونچی گی جو مفید خلافت
بلا فصل کے ہی فقد بر یہان آیا دلفظ صالحون بمعنی مصطفیون و معصومون پر
آیات ذیل سے وارد ہوتا ہی کہ جو بمعنے مصطفیون و معصومون نہین ہی فی قولہ تعالیٰ
وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم و فی قولہ لیسوا سواء من
اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ اناء اللیل وھم یسجدون
یومنون باللہ والیوم الاخر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر
یسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین و فی قولہ تعالیٰ وانا منا
الصالحون مگر اسکو اہل مذاق و عارفان سیاق و سباق جانتے ہین کہ مابین
نظم آیہ مبحوث عنہ کے جو عبادی الصالحون آیا ہی اور نظم آیات مذکورہ کے جو والصالحین
من عبادکم اور مطلق لفظ الصالحین اور منا الصالحون مقولہ جن الجن

ا یعنی تجھ کو اے پیغمبر امر خلافت مین (یا فرمایا کہ کسی امر مین) کچھ دخل نہین ہی عام اس سے کہ دینیہ ہو یا دنیویہ)

وارد ہوا ہے یون بعید ہی اسلئے کہ تمام ذوی العقول عباد اللہ ہین مگر خواص عباد کے لئے خداوند تعالے نے اونکی عبدیت کو اپنی ذات کی طرف خصوصیت خاصہ کیساتھ بقولہ عبادی اور عبادنا کے منسوب فرمایا ہی اور اس نسبت الی الذات کیساتھ اونکی صالحیت کی بھی تصدیق فرمائی ہی جو یہ خصوصیت مکررہ بحیثیت ترکیب لفظی کے کہ جو قولہ عبادی الصالحون یا عبادنا الصالحین ہی مفید معنی برگزیدگی کے ہی اور برگزیدگی ہی مفید عصمت کی ظاہر اور باہر ہین جیسا کہ قولہ تعالے کانتا تحت عبدین من عبادنا الصالحین مین لفظ عبادنا الصالحین مخبر معنے برگزیدگی ہی اور معصوم وہی ہوتا ہی کہ جس کو وہ برگزیدہ فرماتا ہی چنانچہ صاحب مواقف نے عصمت حضرت آدم کو لفظ اجتباہ فی قولہ تعالے ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ سے ثابت کیا ہی جس سے معلوم ہوا کہ برگزیدگی مورث و مخبر عصمت ہے لہذا یہ ایراد غیر سدید ہی پس مفاد آیہ بحوث عنہا مستدرک ہوا کہ تحقق امامت و خلافت نبوی صلعم کے لئے (کہ جو جامع ریاست حقہ دینی و دنیوی ہے) خلافت دینیہ منجانب اللہ بالفعل ضرور ہی اور خلافت حقہ دنیوی باعتبار استحقاق کے بالفعل ہوگی نہ باعتبار تصرف بالفعل کے اور موید اسکے واقعات حضرت منیب مستخلف صلعم ہین کہ آنحضرت صلعم قبل از ہجرت پیغمبر برحق و صاحب ریاست دینیہ تھے اور استحقاق بالقوی تصرف امور رعایا بھی رکھتے تھے اور بوجہ عدم تصرف کے منصب نبوت سے معاذ اللہ معزول و متروک

علاوہ دو نو عورتین دیکھیے بیان حضرت نوح و لوط کی تحت مین دو بندگو (نوح و لوط) ہمارے بندگان صالح کی تھین

(۲) پس برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رب نے اور توبہ اوسکی قبول فرمائی۔

و صغریٰ ہی نہین تہی اور بعد از ہجرت و امتداد مدت ہر دو ریاست حقہ دین و دنیا کے آپ کیلئے جمع ہوگئین حدیث ما سبق کافی کلینیؒ اور سنن مذکور الصدر سُو وُدی معنی ریاست حقہ دنیویہ کے ہین کہ جو فرمایا ان اللّٰہ خلق آدم واقطعہ الدنیا قطیعۃ فما کان لآدم فلرسول اللّٰہ الحدیث اور فرمایا ہے واعلموا انما الارض للّٰہ ولرسولہ پس جس طرح دنیا حضرت آدم کے لئے تہی کہ وہ اوسکے مالک ہوئے اور صفحات ارضیہ اللّٰہ سبحانہ کی ہی اوسیطرح رسول خدا کی حدیث آخر سے دریافت ہوئی اور قبل از ہجرت رسولخدا متصرف فی الارض نہین تھے تو یہی معنے ہوسکتے ہین کہ آپ ھرچند اوسوقت مین قابض تمام دنیا و صفحات ارض یا بعض قطعات پر نہین ہے لاکن آنحضرتؐ باعتبار استحقاق مالک لکل فی الکل تھے اور بعد از ہجرت بھی کل زمین پر قابض نہین ہوئے تو بعض مقبوضہ پر بالفعل متصرف ہونا اور بعض دیگر پر غیر قابض رہنا حق ملکیت کل ارض کے منافی نہین ہی والباقی سیاقی اور آیات صدر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جملہ اقسام امامت وخلافت کا ذکر قرآن مین بحکم ولا رطب ولا یابس کے بالضرور وارد ہے اور واضح ہو کہ اقسام خلافت وانواع امامت کے جامع آیہ وافی ہدایہ یوم ندعو کل اُناس بامامہم ہی جو تمام آیات مذکورہ کی باعتبار تفریق کل اناس کی بقولہ بامامہم بالمعنے مقسم ہی پس۔

بغرض مستحضر فی الذہن ہونے معنے آیہ موصوفہ یوم ندعوا کل اناس بامامہم

۲؎ اوس روز کہ بلاوینگی ہم ہر فرقہ کو اونہین کے اماموں کے ساتھہ یعنے بروز قیامت ہر مذہب کے لوگون کو اونہین کے امہ کے ہمراہ طلب کرینگے جو وہ ایمہ اوسی مذہب کے پیشوا ہونگے ۱۲ و ۲؎ ترجمہ انکا صفحہ ۴۶ مین گذرا۔

کے اور ستر د کرنے اوس دعوی لایعنی کے جو کہا جاتا ہی کہ خلافت و امامت کا ذکر مطلقاً قرآن مین نہین آیا آیات مذکور الصدر کو معہ دیگر آیات مُبیّنہ خلافت کے بعنوان توضیح واضح لکھا جاتا ہی تا کہ شبہات سابقہ ولاحقہ فی الآن وخطرات مکنونہ فی الاذہان والمشحونہ فی الجنان بملاحظہ انضباط جملہ اقسام بیک مقام کے براسہا صفحات خواطر سے محو و مرتفع ہو جاوین انشاء اللہ۔

اولاً منقش خاطر رشادت مآثر ہووے کہ خلافت و امامت منقسم ہی ریاست دینیہ اور دنیویہ پر اور یہ دونو بنا بر حق اور باطل کے بھی متحقق ہوتی ہین یعنی اول امارت دینیہ حقہ ہی جو مقصود اوس سے عہدہ وصایت و نیابت نبویہ ہے دوسری ریاست دنیویہ حقہ ہی اور یہ دونون ریاستین علی الحق من عند اللہ والرسول متقرر ہوتی ہین مگر ظہور ریاست دنیویہ حقہ کا عالم اسباب پر موقوف ہی بدین معنی کہ تقرر اُسکا باستحقاق خلافت دینیہ من عند اللہ والنبی کے اور ظہور بالاعیان اوسکا باتباع رعایا و باستیلاء خلیفہ کے ہوتا ہی اور یہ دونو کبھی شخص واحد مین فی وقتٍ واحدٍ جمع بھی ہو جاتی ہین اور کبھی جمع نہین ہوتین کما نبہتُ علیک آنفاً تیسرے امامت و امارت دینیہ باطلہ چوتھے ریاست و امامت و خلافت دنیویہ باطلہ ہین اور یہ دونو آخر الذکر بقہر وغلبہ متملکین وحمایت متغلبین کی حاصل ہوتی ہین اور یہ سب قسمین آیات کریمہ سے صاف صاف مستنبط ہوتی ہین دیکھو

خلافت حقہ دینیہ و نیابت نبویہ من عند اللہ والرسول آیہ کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہ الآیہ اور آیہ کریمہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا سے بدلیل برگزیدگی

ظاہر ہے جس طرح امت سلف مین آیہ کریمہ واجعل لی وزیراً من اھلی ھارون اخی الایۃ
اور آیہ وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیراً سی نیابت نبویہ واضح ہی اسلیئے کہ یہ وزارت
ہارونی واشتراک درامر موسوی بقولہ واشرکہ فی امری بمقابلہ فرعون کے بغرض دعوت
اسلام کے تہی اوسوقت مین حضرت موسی صاحب تصرف فی امور الرعایا نہین تہی لہذا نیابت
اون کی حضرت ہارون کے لیئے محض ریاست دینی باتباع ریاست نبی کی تہی اور
خلافت دینیہ و دنیویہ مین عند اللہ جس مین ہر دو ریاستین بالفعل پائی جاوین
آیہ آتیناہ حکماً و علماً و آیہ قال موسی لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی ولا تتبع
سبیل المفسدین سے ظاہر ہوتی ہین کما مضی بیانہما اور
خلافت باطلہ دینیہ طاغوتیہ و جبتیہ آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم
و آیہ یؤمنون بالجبت والطاغوت و آیہ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت الخ
اور آیہ اولیاءہم الطاغوت الخ سے واضح ہی جو محتاج بیان نہین اور
خلافت باطلہ دنیویہ آیت فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض
وتقطعوا ارحامکم الآیہ سے بخوبی ثابت ہی اسلیئے کہ تولّی باب تفعّل سے ہی اور خاصیت
اس باب سے (تکلف چیزے کہ خواہان وی باشے) ہی لہذا قولہ تولیتم کے معنے (تولی خلافت
کہ خواہان اوسکی ہون) ظاہر ہوئی اور یہ مفید معنی خود متولی ہونیکو ہی عام اس سے کہ باختیار

ع۱ اے خدا میرے لیئے میرا وزیر مقرر کر میرے اہل سی ہارون میرے بہائی کو ع۲ و کر دانا ہمنے موسے کی ساتہ اوسکی بہائی ہارون کو وزیر اسکا
ع۳ کہا موسی نے شریک کر تو اے خدا ہارون کو میرے کام مین ع۴ اسکا ترجمہ صفحہ ۔ ۔ ۔ کا ترجمہ ۳۴ پر گذرا ع۵ ایمان لاتے ہین
جبت وطاغوت پر یعنے اصنام واحبار پر ع۶ ارادہ کرتے ہین کہ اپنی قضایا طاغوت یعنے ابن اشرف یہودی کے سامنے پیش کرین
ع۹ اولیاء دینے اونکے طاغوت ہین ع۱۰ ترجمہ صفحہ ۳۷ پر گذرا

خود متولی ہون یا بر طبق خواہش طبعی کے باختیار و اتفاق دیگران کے امیر بنائی جاوین چنانچہ اما مہم احمد نے ایں آیہ کو خلافت یزید صاحب غلبہ و مجمع علیہ خلیفہ سے منطبق فرمایا ہی کما فی الصواعق المحرقہ اس تطبیق سے بہی منکشف ہوا کہ ہر خلیفہ قاہر متغلب و مجمع علیہ جاہر اگرچہ اعتقاداً منافق واعمالاً فاسق ہو مصداق اسکا ہو سکتا ہی فتدبر اور

خلافت حقہ دینویہ من عند النبی بالاستحقاق نہ فی القرآن آیہ لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون سے بمذاق صاحب تحفہ کی وراثت ارضی ملکی پر واضح الدلالۃ ہی اور یہ خلافت نبوی بدلیل لفظ من بعد الذکر کے (جو بہ ظرف مقدم متعلق فعل یرثہا کے ہی) اور حرف من مخبر انتدائے زمان بعدیت نبی کا ہی علی الظاہر مفید بلا فصل کو ہی اور یہ استحقاق دینوی خلافت کا متحقق ہونے پر خلافت دینی کی موقوف ہے اور اس خلافت سے حاصل ہونے پر مستحق اوسکا وارث بالقبض ہوگا فافہم

خلافت اجماعی من عند الناس آیہ بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم اور آیہ واتخذوا احبارھم ورہبانہم ارباباً من دون اللہ اور آیہ اتجادلوننی فی اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم ما نزل اللہ بہا من سلطان سے بوجہ احسن مبرہن ہی اور یہ نقص خلافت مذکورہ میں نص روشن ہی کہ آیہ اولی مین ذکر خلافت سامری وذکر اوسکی اتباع کا ہی جس سے خلافت عامہ حضرت ہارون کی داب کھا کر مستضعف ہوگئی تہی آیہ استضعفونی وکادوا یقتلوننی اسپر شاہد ہی اور آیہ ثانیہ میں ریاست مصنوعی وامامت اختیاری احبار ورہبان کے مذکور ہے

---

[1] لغایۃ [2] کا ملخص ترجمہ صفحہ ۴۳۰ و ۴۳۱ پر گذرا [3] اور اخذ کیا اونہون نے اپنے علماء وزہاد کو ارباب سوا اللہ کے [4] آیا مجادلہ کرتے ہو تم مجہسے اسماء عنہ میں سے بالمعہ مین کہ جو تمنے اور تمہارے باپون نے اونکی نام آلہہ مقرر کرلئے ہین خدا نے کوئی حجت اونکی طاعت کرنیپہ نازل نہین کی [5] اونہون نے مجھے ضعیف کردیا اور قریب تہا کہ وہ مجھے قتل کردیتے

جواہل کتاب کے حسن عقیدت پر مُطاع مخترع اور ائمہ متخذہ قرار پا گئی تھی چونکہ اہل کتاب
اونکے اوامر ونواہی کو احکام آلہی پر مقدم رکھتے تھے لہذا تو بیخاً اونکوار بابا لکھا گیا کہ وہ معتقدین
نے اپنی رائے سے مقرر کرلئے تھے اور آیہ ثالثہ مین اشارہ اصنام کیطرف کو ہے کہ جو مشرکین
نے اونکو اپنی شفعا اور مُطاعین فی الدین اپنی دستکاری سے بنالیا تھا کما مضی آنفاً
وقولہ تعالے ما انزل بہا من سلطان دلالت صریح کرتا ہے کہ مُطاع وامام دینی کے لئے نص
من جانب اللہ ہونے چاہئے مشرکین کی نقض عقیدت پر اسی نص نہونے سے استدلال
کی گئی ہے فتدبر بعین الانصاف اور

خلافت محضا بقہر وغلبہ آیہ کریمہ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ سے پائی جاتی ہے
اور مخفی نرہے کہ خلافت سقیفی بہی بقہر سعد بن عبادہ وشکست داون قوم انصار ومخذول
داشتن بنی ہاشم تہدید احراق بیت فاطمہؑ و وعید قتل من کان فی البیت کے حاصل
ہوئی ہے لہذا اس خلافت سقیفی کو دونون شرف ایک باجماع الناس دوسرے بقہر واستیلا
حاصل ہوگئی تھی بلکہ جملہ خلفاء امویہ وعباسیہ کے خلافتین چونکہ منوال سقیفہ پر منسوج ہوئین
ہین لہذا وہ سب بہ قہری واستیلائی وجبروتی بنام نہاد اجماعی تحت مین مفاد بئسما خلفتمونی
ومفاد آیہ فہل عسیتم وآیہ واتخذوا احبارہم وآیہ اتخاذ لونتی کی صادق آتین
ہین اور کچھ باہم کراونمین فرق وانفصال نہین ہے کہ جو بعض خلافتون کو راشدہ اور بعض کو
غیر راشدہ یا سیئہ کہا جاوے اسلئے کہ صورت تقرر ونصب جملہ خلافتون کی ایک ہی ہیولیٰ
پر حادث ہوئی ہے باہم کچھ خط وخال کا بہی سر موفرق نہین ہولہے کیونکہ ہیولیٰ اونکی

ط ۱ بہ ترتیب فرعون نے اکثرین پر تعلی کی اور سراوٹہایا تہا اور ان لوگون کو جو عشرت اور صحابہ بنی گہر مین بیٹہے تھے

خلافت کا باتفاق اجماع امت ہی ہی اون مین کوئی خلیفہ ایسا نہین ہوا کہ جو اوسکی خلافت
پر اجماع امت ہونیسے انکار کیا گیا ہو بلکہ خلافت عتیقی مین تو صرف اجماع امت ہی کہا جاتا ہے
اور یزید بن معاویہ کی خلافت سے تا آواخر خلفاء امویہ و عباسیہ کے تحقق خلافت مین استخلاف
مستخلف و اجماع سلف و خلف جمع ہوا کیا ہی اگر غلطی سے امر ممیز مابین خلافت ثلاثہ و
دیگر خلفاء بنی امیہ کے حضرات ثلاثہ کے ممدوح القرآن والاخبار ہونیکو قرار دیا جاوے
تو اس مین سخت مغالطہ کہانا ہی کہ اجماع امت جو منشاء تقرر خلافت تہا اوسکو مشترک دیکہکر
ترک کر دینا حقیقۃً اصل خلافت عتیقی سے دست بردار ہوکر خلفاء ثلاثہ کا تخطیہ اپنی ہی
حجت سے ثابت کرنا اور حجیت اجماع کو باطل کر دینا ہی کیونکہ ہر ممدوح القرآن والاحادیث
کب مستفید بخلافت ہوی مثل سعد بن عبادہ کے جو صحابی بدری و صاحب بیعت رضوان تہے
اور مثل ابن ام مکتوم کی جو امام الجماعۃ علی زعمہم من عند النبی ایام غیبت پیغمبر مین مسجد نبوی کی تہے
اور مثل عمرو عاص کے جو اقدر بصالح حرب اور سریہ ذات السلاسل مین امیر شیخین من عند النبی مقرر ہوئے
تہے اور مثل عبد الرحمن بن عوف کے جنکے عقب سر علے ما رواہم رسول خدا نے نماز پڑہی تہی
اور عشرہ مبشرہ مین سے طلحہ و زبیر وغیرہما کب خلیفہ بنائے گئے جو اس صحابیہ کی ہر ہر
صفت مبینہ مذکورہ عندہم قطعاً موجب استحقاق خلافت قایم کی گئی ہی پس ترک حجت
اجماع سے دو نو طرف سے حضرات ثلاثہ کے لئے محرومی حق خلافت ہی ہوتی ہی اور
خلافت - حقۃ الٰہیہ من دون النبی علاوہ اقسام مذکورہ کے ہی جو آیہ اِنِّی جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور آیہ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ

ے اے داؤد ہم نے تجہے خلیفہ گردانا زمین مین پس درمیان آدمیون کو حکم ساتہ حق کے کرنا اور اتباع ہوا کا نکرنا ۲؎ جو بغیر استخلاف پیغمبر ہو

الناس بالحق مذکور ہی اور خلافت من دون اللہ والرسول کا بطلان احادیث صحیحہ مثل لا تدری ما احدثوا بعدک[عــه] اور اخبار حوض مین بہی ماثور ہی بلکہ اخبار مخوّہم خلافت ثلاثہ بہی قادح اجماع سقیفہ ہین جیسے کہ حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یکون ملک عضوض نے بہی تیمی وعدوی واموی خلافتونکو بوجہ اونکے متعدد النوع ہونیکی یکبسر غلط کردیا ہی کیونکہ خلافت کیسے برحق ہو سکتے ہین اگر اجماع مؤثر ہوتا تو حدیث مذکور مین مجمع علیہم خلفاء کو ملک گزندہ نکہا جاتا اس سی ظاہر ہوا کہ اجماعی خلفاء ملک عضوض ہی ہوتے ہین اور واضح رہے کہ ثلثون سنۃ کے خلافت خلیفۂ بعید کیلئے خلافت نبوی نہین ہوسکتی بلکہ وہ خلیفہ من بعد سے منتسب ہو گئے چنانچہ امارت فاروق کو خلافت عتیقی وامارت عثمان غنی کو خلافت فاروقی کہتے ہین نہ خلافت نبوی پس بتقدیر صحت حدیث کی یہ مدت ثلثون سنۃ کی عہد خلافت باطنی وظاہری خلیفہ واحد بلافصل جناب امیرؑ سے ہی منطبق ہوتی ہے نہ خلفاء متعدد وقریب وبعید سے اور خلافت ثلاثہ مشخصہ باسمائہم کے لئے شارع نے کہین راشدہ اور خلافت عضوض کے لئے غیر راشدہ نہین کہا کما مفہوم ہو جو وہ سبب یا بالعکس اونکے برحق سمجھی جاوین اور اقوی دلائل بطلان سے علاوہ نصوص شارع کے یہ ہے کہ ملک عضوض امیر معاویہ وغیرہ کی خلافت اوسی عصابہ صحابہ کے دست وبازو سے قایم ہوئی ہے جن مین اکثر موسسین بنیان سقیفہ اور ممہدین خلافت خلیفہ جمع تہے مثل عبداللہ بن عمر وانس بن مالک صحابی جلیل القدر

[عــه] وہ متعدد حدیثین ہین جنمین آپنے فرمایا ہو کہ بروز قیامت کچھ لوگ آئینگے پس وہ گرفتار کر لیجاینگے مین کہونگا کہ یہ میرے صحابی ہین پس کہا جاویگا انک لا تدری ما احدثوا بعدک کما فی الصحیح

[۱] وہ خلافتین جو استخلاف الٰہی کے سوا ہین [۲] یعنی نہین جانتا تم لے ابوبکر بعد میرے کیا احداث کروگے [۳] خلافت بعد میرے تیس برس ہوگی پھر ملوک گزندہ ہونگے [۴] یعنے جانشینی اور قایمقامی پیغمبر

محمد بن مسلمہ وعبد اللہ بن سلام واسامہ بن زید وابو ہریرہ وعثمان بن طلحہ وابو موسی اشعری وسعد وقاص وسعید بن زید وعقبہ بن عامر ودیگر اصحاب بدر ورضوان وغیرہم کے پس یا حدیث ملک عضوض کی غلط ہونی چاہیئے یا فعل بیعت اس جماعت اہل الحل والعقد کا حجت شرعیہ نہوگا اندرینصورت ایسے لوگون کی سیرت کا اثر معاملہ بیعت وخلافت ابی بکر عتیق مین کب قابل سند ہوسکتا ہی جو اپنی دستکاری ودست درازی ودست یازی کے مقابل حکم پیغمبر کو بھی نہین مانتے تھے فافہم اور صحیح ترمذی سے صاحب محاضرۃ الاوائل نے ذکر صلح امام حسن با امیر معاویہ کو اس طرح نقل کیا ہی کہ امیر معاویہ نے فرمایا کہ ماتزلت اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن اس روایت سے ظاہر ہوا کہ رسولخدا نے امیر معاویہ کے تملک وملک کی خبر دی تھی اور امیر معاویہ نے اوسکو خلافت کے لفظ سے تعبیر کیا اور خلافت بنابر معنی لغوی کے بادشاہت کو کھتے ہین تو امیر معاویہ نے بھی اپنی امارت مجمع علیہ صحابہ وتابعین کو بادشاہت ہی سمجھا مگر وہ بمعنے اصطلاحی وعرف خاص کے امارت دینی قرار دی گئی کیونکہ جس امارت کو کہ رسولخدا نے تملک فرمایا اوسکو امیر معاویہ نے خلافت دینی قرار دیا پس یہ حالت خلافت اجماعی کے ہے کہ رسول خدا کچھہ ارشاد کرین اور معتبرین اخبار اوسکے معنے بدلکر نئے رنگ سے کچھہ اور ہی تعبیر فرماتے ہین بااینہمہ تعبیر وتغیر معنے سلطنت کے لفظ خلافت

ع۱ یعنے مین ہمیشہ خلافت کا اوس وقت سی خواہشمند رہا جب سے کہ رسولخدا نے فرمایا تھا کہ اے معاویہ جس وقت کہ تو بادشاہ ہووے نکوئی کرنا انتہی ۔

امیر معاویہ اپنے کو سلطان وقت ہی فرماتے رہے دیکھو تاریخ الخلفا میں ہے اخرج ابن ابی شیبہ فی المصنف عن الشعبی قال دخل شاب من قریش علی معاویۃ فاغلظ[1] لہ فقال یا ابن اخی انہاک عن السلطان ان السلطان یغضب الصبی ویاخذ اخذ الاسد[1] پھر کہیے یہ خلافت اجماعی مترادف معنے خلافت ملکی دنیوی کے ہر وجہ ثابت ہوئی اور فاضل فضل بن روزبہان نے اپنی کتاب مسمی ابطال الباطل میں بجواب مطاعن امیر معاویہ خلیفہ مجمع علیہ مذکور کے لکھا ہے واما معاویۃ فانہ کان من ملوک الاسلام والملوک فی اعمالھم لا یخلون عن المطاعن انتہی[2] بقدر الحاجت پس جبکہ فاضل مذکور نے باوجود ثابت ہونے بیعت عامہ جماعت امت کے (جن میں صحابہ بدریین اور اصحاب رضوان و سابقین و مہاجرین و انصار شامل بلکہ اعیان سے اکثر اہل العقد والحل جن میں مؤسسین[3] خلافت سقیفہ تھی) اوس خلافت کو بادشاہت اور خلیفہ بیع[4] کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا تو تحقق خلافت اصحاب ثلاثہ اور امیر معاویہ میں کچھ ذرہ بھی فرق نہیں رہا اور محدث المتاخرین شاہ عبدالعزیز نے (جنکے لئے آیۃ اللہ فی العالمین کا لقب دیا گیا ہے) عقیدہ ششم باب ہفتم کتاب

---

[1] یعنے ایک جوان قرشی امیر معاویہ کے پاس گیا اور اونکو سخت سست کہا تو معاویہ نے اپنے سطوت و سلطنت سے اوسے ڈرایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے میں تجھے منع کرتا ہوں بادشاہ سے تحقیق بادشاہ مثل صبیان کے بہت جلد غصہ کر بیٹھتا ہے اور مثل شیر کے پکڑ لیتا ہے انتہی [2] یعنے امیر معاویہ بادشاہان اسلام سے تھے اور سلاطین اپنے اعمال میں مطاعن سے خالی نہیں ہوا کرتے استے [3] بیخ بنانے والے [4] خلیفہ بیعت کیا ہوا

کتاب تحفہ مین افادہ فرمایا ہے کہ اہل سنت قاطبۃً اجماع دارند برآنکہ معاویہ بن ابی سفیان از ابتدای امامت حضرت امیر لغایت تفویض حضرت امام حسن باو از بغاۃ بود کہ اطاعت امام وقت نداشت وبعد از تفویض امام بدو از ملوک شد انتہے اور یہ اجماع قاطبۃً اہل سنت کا امیر معاویہ کے ملک ہونے پر بعد متحقق ہوجانے معاویہ کی شرائط خلافت کے اہل حل وعقد نے اونکی خلافت پر اجماع کرلیا قاطبۃً ہادم اساس سقیفہ ہے کہ اس اجماع قاطبۃ سے ظاہر ہوگیا کہ اہل الحل کا کسی خلیفہ کی خلافت پر اجماع کرنا حجت شرعیہ واسطے صحیح ہونے اوسکی خلافت کے نہین بلکہ خلیفہ مجمع علیہ بوجہ تسلط وحکمرانی کے قاطبۃً ملک وبادشاہ دنیاہی ہوجاتا ہی اور اسپر مستزاد یہ ہی کہ شاہ صاحب نے قبل اسکے شروع عقیدہ ششم مین افادہ فرمایا ہے فرقہ اہلسنت کا امامت بمعنے بادشاہت وریاست نیز اطلاق کنند اور بجواب مطاعن عمر خطاب کے حکم خلیفہ صاحب کو بحکم سلطانی مخالف حکم قرآنی کے افادہ فرمایا ہے اور حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین متردد ہونا فاروق اعظم کا اپنی خلافت مین بقولہٖ املک انا ام خلیفۃ[1] سلمان فارسی سے نقل کیا ہی حالانکہ خود بدولت باستخلاف اوس خلیفہ مجمع علیہ کے خلیفہ ہوئے تھی جنکی خلافت سقیفی اصل اصول مذہب اہلسنت قرار پائی ہے اور صاحب سقیفہ ہی باہمہ اجماع صحابہ علی خلافتہٖ کے بذات خود اپنی خلافت مین متردد تھے اور فرماتے تھے وددت انی کنت سألت[2] النبی صلعم ھل للانصار فی ھذا الامر شئ انتہی کما نقلہ جماہیر العلماء کالطبری والمبرد والجوہری وابن ابی الحدید وابن قتیبہ فی کتاب السیاستہ وابی عبیدہ فی

[1] یعنے آیا مین ملک ہون یا خلیفہ [2] کاش مین رسول خدا سے پوچھتا کہ خلافت مین انصار کا بھی حق ہے

کتاب الاموال وخیثمہ الاطرابلسی فی فضائل الصحابۃ والطبرانی فی المعجم فی الکبیر وغیرہم فی غیرہا اگر اجماع صحابہ حجت شرعی ہوتا تو خلیفہ کو مرتے وقت اپنی خلافت مین تردد ہرگز لاحق نہوتا بہر نوع آیات واخبار اور حضرات صحابہ کی سیر و آثار سے خلافت اجماعی سقیفہ کا شرعاً حجت نہونا بلکہ اوسکا بر باطل ہونا آشکار ہوگیا اور حضرت رسالت نے جس اجماع کی تعریف خبر لَا يَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الْخَطَاءِ[1] مین فرمائی ہے اوس سے یہ اجماع علی الخلافۃ لامحالہ خارج ہی اسلیے کہ اس مین علانیہ مشابہت اوس عجل واتخاذ کی ہو کہ جسکے عمل پر تہدیدات جابجا قرآن مین وارد ہین اور وہ فعل جو مشابہ فعل منکر اصحاب کفر کے حکم واثر مین بمماثلت تامہ واقعاً ہووے وہ ضرور نامشروع ہے چہ جائیکہ اوسکو اجماع شرعی مصئون عن الخطا (باوجود واقع ہونے بر بناء غلطت کے یعنے ناگہان بلا سوچے سمجھے) اعتقاد کرلیا جاوے اور یہ فائدہ رشیقہ بطال خلافت سقیفہ مین ہرچند مکرراً حالی کیا گیا ہے لاکن توفیق معنی اتخاذ مطاع کفرہ کے ساتھ اتخاذ نصب تقرر خلیفہ کے از سر نو داعی توضیح واضح اور مقتضی تکرار بیان لائح ہے دیکھو نصب تقرر خلیفہ کا اور اختیار و انتخاب کرنا اوسکا علی الاعلان مشابہ تر اخذ و اتخاذ گوسالہ پرستی فرقہ سامری سے ہی اور حضرت رسالت نے فرمایا کہ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ[2] من کان قبلکم شبراً بشبرٍ الحدیث کما فی الجمع بین الصحیحین اور اوتعم سبحانہ اس اتخاذ پر تہدید کفر کی فرماتا ہی کما انکم ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ[3] اور اصحاب جاہلیت جسطرح اپنی قوم و قبیلہ کے اختیار کو اپنا امیر مقرر کرلیتے تھے اور احبار و رہبان کو مطاع دینی بنالیتے

[1] نہین جمع ہوگی میری امت خطا پر [2] البتہ البتہ تم اتباع کروگی طریقون کا اون لوگونکی جو تمسے پہلے تھی [3] بتحقیق تمنے اپنی نفسون کو اخذ کرنیمین گوسالہ کے ظلم کیا

تھی جسکی خبر آیہ اَلَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ
مین آئی ہی کیونکہ ارباب نفاق نے اپنے مرافعہ پیش کرنے مین خدا ورسول کو متروک رکھکر
اپنا حاکم کعب بن اشرف یہود کے سرغنہ شخص کو اختیار کیا تہا پس کہا گیا یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یَّتَحَاکَمُوْا اِلَی الطَّاغُوْتِ مین دیکھی ہے یہان اہل الحل والعقد اصحاب سقیفہ نے بھی
نصوص خلافت رب العزت وحضرت رسالت سے اعراض کرکے اپنا مطاع اپنی
قوم وقبیلہ سے بنالیا اور نص خلافت سے انکار کیا اور احکام منصوصہ مین سے بعض کو
قسم متشابہات سے گردانا اور بعض کے وارد ہونے سے محض انکار کردیا اور شرائط
قہر واستیلاء کے اس خلافت سقیفی مین داب نمرودی اور شوکت فرعونی سے اخذ
اور اختیار کی گئین ہین کہ مجلس مبایعت مین غلظت وشدت وتشدد وتعدی استعمال
کی گئی جلیسہ سعد بن عبادہ کو درہم وبرہم کردیا گیا اور شور وغل مین غوغائیون کو بھی خجل
کردیا اور اوس مین فطرتی تہذیب اخلاق کو ظاہر فرمادیا کہ سعد کو پائمال بھی کیا اور
اور بجواب شکایت پائمالی کے قَتَلَ اللّٰہُ سَعْدًا کھدیا اور بنی ہاشم منحرفین خلافت
پر خانہ سوزی اہلبیت کا زور ڈالا اور اس پائمالی اور زور رو داب ڈالنے کا نام اتفاق
امت اور اجماع رعایا بر خلافت تجویز کرلیا پس یہ زور وزبردستی کا اتفاق اور وہ بھی
شابہ اور ہم شکل عمل اشرار وفعل کفار کیونکر تحت مین حدیث لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الْخَطَاءِ

ف ۱ — ایا نہین دیکھا تو نے طرف اونکی جو زعم کرتے ہین کہ ہم ایمان لائے ساتھہ اوس چیز کے جو پیغمبر پر نازل ہوئی اور اوسپر جو پہلے نازل ہوچکی وہ ارادہ کرتے ہین کہ اپنا حاکم طاغوت کو قرار دین اور مرافعہ اوسکے سامنے لیجاوین۔

کے آسکتا ہی اور اس اجماع مین شدت شباہت بعمل فرقہ سامری کے یہ ہوئی کہ جس طرح اونہون نے ہارون خلیفہ موسی کو مستضعف کردیا اونہین کی تتبع اور قدم بقدم یہان بہی جناب امیر کو مجبور کرلیا کسطرح یہ اجماع مصداق مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کی ہوگا جسکی تصدیق احادیث انتم اشبہ الامم ببنی اسرائیل سے بخوبی ہوتی ہی

اب بعد دریافت ہونے انواع واقسام خلافت کے علاوہ دیگر آیات کثیرہ منصوص الخلافۃ الحقۃ الدینیہ من حضرت النبویہ ومحتوی خلافۃ اللصوص کے حال ہر دو خلافت من عند اللہ ومن عند الناس مابعد النبی صلعم کا دو تا آیت مذکور الصدر سے (جو وہ آیہ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ اور آیہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ہین) واضح ہوگیا کہ اس امت مین بہی مشابہت خلافت ہا امت موسوی کے یہہ دونون خلافتین واقع ہوئین بنی اسرائیل مین خلافت خود اختیاری کے بارہ مین آیہ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ آیا ہے یہان بقولہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ سے اوس خلافت خود اختیاری کو مبین فرمایا ہی وہان پر تعیین زمانہ خلافت کو بلفظ مِنْ بَعْدِي سے تعبیر کیا اور یہان لفظ عَسَيْتُمْ سے اور وہان تعریف خلافت مین لفظ بئسما آیا ہے اور یہان تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ الخ صاف فرمایا ہے جو مفاد بئسما سے

لہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اپنے طرز و انداز مین اختیار کرے پس وہ اوسی قوم سے ہے

لہ ترجمہ آیہ نمبر ۲ کا صفحہ ۳۰ مین اور نمبر ۳ کا صفحہ ۳۰ مین و نمبر ۴ کا صفحہ ۳۰ مین گذرا

اس مین زیادہ توضیح ہی غرض کہ خلافت خود اختیاری و اجماع الناسی مین فساد فی الارض و قطع ارحام کو صاف لفظون مین ارشاد کیا ہی جسکی صراحت محتاج بیان نہین ہے اور حال خلافت من عند اللہی کا مانند امت موسوی کے قول حضرت ہارون ان القوم استضعفونی و کادوا ان یقتلونی مین مذکور ہے جو مخبر اونکے عدم تصرف کا ہی اور یہان اوس عدم تصرف کو بلفظ یتربصن بہا کے انتباہ فرمادیا ہی کما قلت آنفاً اور وہان خلیفہ کے تعیین بقولہ قال موسی لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی کے فرمائی ہی اور یہان عبادی الصالحون ارشاد فرمایا ہی اور مصدق اور مشید اس توفیق خلافتہا ے بنی اسرائیل اور اس امت مرحومہ کے آیات کثیرہ اور اخبار خطیرہ ہین مشابہت رسالت مین آیہ وارسلنا الیکم رسولاً کما ارسلنا الی فرعون رسولا ہے اور مشابہت خلیفہ برحق مین حدیث منزلت مشہور ہی اور مشابہت خلافت باطلہ مین آیہ بئسما کافی ہے اور مشابہت باہمی ہر دو امت مین آیہ ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من قبل اور اخبار انتم اشبہ الامم سمتاً ببنی اسرائیل وارد ہین از انجملہ حدیث صحیح ترمذی ہی کہ جو جامع الاصول کی کتاب الفتن مین مذکور ہے کہ قال رسول اللہ لیاتین علیٰ امتی ما اتی علےٰ بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتّٰی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃً لیکونن فی امتی من یصنع ذلک الحدیث اور حدیث

۱؎ تحقیق قوم نے مجھے ضعیف کر دیا اور قریب ہی کہ وہ مجھ قتل کر دین ۲؎ بھیجا ہمنے تمہاری طرف رسول کو جیسا کہ بھیجا ہمنے رسول کو طرف فرعون کے ۳؎ کیا ارادہ رکھتے ہو یہ کہ سوال کرو تم اپنے نبی صلعم سے جیسا کہ سوال کیا گیا موسی پیغمبر قبل تمہارے ۴؎ یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میری امت پر وہ آتا ہی کہ جو بنی اسرائیل مین گذرا مطابق نعل کے نعل سے یہانتک کہ اگر بنی اسرائیل مین سے کوئی شخص اپنی مان سے علانیہ مرتکب زنا ہوا ہے البتہ میری امت مین ہوگا کہ ایسا ہی کریگا

أَنْتُمْ أَشْبَهُ الْأُمَمِ سَمْتًا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ لَتَرْكَبُنَّ طَرِيقَتَهُمْ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ وَالْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ غَيْرَ أَنِّي لَا أَدْرِي أَتَعْبُدُونَ الْعِجْلَ أَمْ لَا كَمَا فِي تَفْسِيرِ الْكَشَّافِ اور حدیث لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَتَبِعْتُمُوهُمْ الحدیث كما في الجمع بين الصحيحين من مسند ابي سعيد الخدري اور حدیث لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ وَالْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ كما في النهاية لابن اثير اس مطابقت مین آیت بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي و آیت فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ کے مُصَدِّق و مُفَسِّر واقع ہین پس امر بیعت بھی چونکہ نفس خلافت کے تابع ہے لہذا جس نوع کی خلافت ہوگی بیعت کا بھی وہی حکم ہے اگر خلافت دنیوی ہے تو بیعت بھی تحقیقاً علی السلطنۃ ہوگی اگرچہ معاہدہ بیعت علی الخلافۃ الدینیہ ہووے اسلئے کہ امر واقع کو فرض فارض اصل ماہیت سے کہین منقلب نہین کرسکتا ورنہ امیر معاویہ کی خلافت بر طبق معاہدۂ بیعت علی الخلافۃ الحقہ بغاوت وطغیان وسلطنت سے شمار نکیجاتی اور اگر خلافت دینیہ ہے تو بیعت مکرہین وہ خلافت دنیویہ اور خلافۃ باطلہ نہین سمجھی جاسکتی ہے یہان پر بضرورت مقام انواع واقسام بیعت کو بھی لکھا جاتا ہے کہ جواب معترض مین اصل مرام و دخل تام ہے **بیعت** لغۃ مین بمعنی عہد بستن کے ہے جس سے معلوم ہوا کہ بیعت ایک معاہدہ ہے جو اطاعت اور موافقت وعدم منازعت مین کیا جاتا کسی مُطاع یا متملک یا

۱؎ نہایہ کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ تم زیادہ مشابہ ہو اگلون سے رستہ چلنے مین ساتھ بنی اسرائیل کے البتہ البتہ انکی ہی طریقہ پر کوب کرنیوالی ہو برابر جوتی کے ٹکڑون کے اور تیر کے سوا اسکے کہ مین نہین جانتا ہون کہ آیا تم گوسالہ کے عبادت کروگی یا نہین ۲؎ ترجمہ البتہ اتباع کروگی اپنی پہلے لوگونکی سنتون کا بالشت بالشت اور ذراع بذراع یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کی بہٹ مین داخل ہوں

ثلک سی امور ملکی مین مرسوم تہا اور وہ عہد رسالت مین بہی بغرض تشئید نظم شریعت و
غلبہ اسلام واشاعت دین مبین کے ثابت ہے چنانچہ ایام جہاد مین تابعین اسلام سی معاہدہ
جانبازی لیا جاتا تہا چنانچہ آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ مین مذکور ہے
جو بیعت تحت الشجرہ مین نازل ہوا ہی صحیح مسلم مین جابر انصاری رض سے مروی ہے
کہ بائعناہ علی ان لانفر اور سلمہ صحابی سے منقول ہی انھم بایعوہ یومئذٍ علی الموت
اور ابن عمر اور عبادہ بن الصامت سے ماثور ہے بائعنا علی السمع والطاعۃ وان لا
ننازع اھلہ اور نواوی نے شرح مسلم مین ابن عمر سے نقل کیا ہی کہ البیعۃ علی الصبر
اور اوسکے معنی مین لکھا ہی کہ قال العلماء ھذہ الروایۃ تجمع المعانی کلھا وتبیّن
المقصود کل الروایات فالبیعۃ علی ان لانفر معناہ الصبر حتی نظفر بعدو نا
او نُقتل وھو معنی البیعۃ علی الموت ای نصبر وان آل بنا ء ذلک الی الموت لا ان
الموت مقصود فی نفسہ وکذا البیعۃ علی الجھاد ای والصبر فیہ واللّٰہ اعلم و
کان فی اول الاسلام یجب علی العشرۃ من المسلمین ان یصبروا بالمائۃ من الکفار

۱ یعنے تحقیق وہ لوگ کہ جنہون نے تجسے بیعت اے پیغمبر کی ہے سوا اسکے نہین کہ ان لوگون نے خدا سے بیعت کی ہے (اونکی نکث ونقض بیعت پر فانما ینکث علی نفسہ صادق آویگا وہ اس معاہدہ کو آسان نہ سمجہین) ۲ ملخص مرویات وعبارات کا تعریف بیعت مین یہ ہے کہ ہمنے رسول خدا صلعم سے اسپر بیعت کی کہ ہم جہاد مین فرار نہ کرینگے اور یہ کہ انہون نے رسول خدا سے آجکے دن یعنے یوم حدیبیہ مرجانے پر بیعت کی اور یہ کہ ہمنے سمع اور طاعت پر بیعت کی اور یہ کہ صاحبان حق سے یعنی مستحقین خلافت سی نزاع نکرینگے اور یہ کہ بیعت نام معاہدہ صبر وقرار کا ہے اور علمانے فرمایا ہے کہ یہ روایت البیعۃ علی الصبر کے جامع معانی جملہ مرویات کے ہے اسلیے کہ بیعت عدم فرار سے مقصود صبر وثبات جہاد مین ہے یہانتک کہ دشمن پر ظفریاب ہون یا خود قتل ہوجاوین اور بیعت علی الموت کے معنی بہی صبر وثبات کے ہی ہین اور ایسے ہی بیعت علی الجہاد مین بہی صبر وثبات کارزار مین مقصود ہے اور صدر اسلام مین دس مسلمانون پر صبر وثبات بمقابلہ ایک سو کافرون کے واجب ہوتا تہا کہ نہ بہاگین اور ایکسو مسلمانون پر مقابلہ ایکہزار کفار کے صبر وثبات واجب تہا پہر یہ حکم منسوخ ہوا اور صبر کرنا بمقابلہ المضاعف کے واجب رہا انتہی

ولا یفروا منہم وعلی المائۃ بالصبر لا تکف کافرا ثم نسخ ذلک وصار الواجب مصابرۃ المثلین
اور ان تمام مرویات صحابہ ورافادات علماے عامہ سے ثابت ومتحقق ہوا کہ صدر اسلام میں جو
بیعت جہاد مین لیجاتی تہی خواہ اوس بیعت مین لفظ سمع وطاعۃ کہا جاتا ہو یا لفظ علی ان
لا نفر یا علی الصبر وغیرہ اور ماحصل بیعت کا جانبازی کرنا تہا اور مقصود بیعت سے بیع کرنا
اپنے نفس کا اور عبد اور غلام ہوجانا من لہ البیعۃ کا (یعنے جسکی بیعت کیجاوی) نہین
سمجہا جاتا تہا جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عہد خلافت بنی امیہ مین یہ معاہدہ بیعت معاہدہ
عبدیت قرار دیدیا گیا تہا حالانکہ مرد مسلم در زمان اسلام کسیطرح غلام نہین ہوسکتا
پہر نہج یہ معاہدہ کسی منصب نبوت یا عہد امامت رب العزت کا متحقق کرنے والا نہین تہا
بلکہ غرض وغایت اس معاہدہ اطاعت اور بیعت سے اتفاق اہل اسلام کا شوکت
وترقی وشیوع دین مبین کے لئے تہا ائمہ معصومین علیہم السلام نے بہی جو مومنین
وعامہ مسلمین سے بیعت لینی اختیار فرمائی ہی غرض وغایت اوس سے اونکو متقرر کرنا
اپنی امامت کا نہین تہا بلکہ مقصود اتفاق مومنین سے تشئید نظم خلافت وترقی
دین وغلبہ ایمان مد نظر رہا ہے اور اسی لئے اس معاہدہ بیعت کا شرف اسلام مین
قرآن سے ثابت ہی اور نکث بیعت بقولہ تعالی ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ
کے اشنع شائع تہا مگر ناکثین وفارین نے اوس شرف کو ایسا عرض بازار اہل کساد
اور دستمال اصحاب فتنہ وفساد کردیا کہ ہر متغلب وطاغی ومتمرد وباغی اور ہر ظالم وفاسق
وہر مفسد وقاطع الارحام ومنافق کی بیعت علی الخلافۃ الحقہ بالسمع والطاعۃ وبالطوع

والرغبة شرعاً بلکہ بشریعت نفسانی جائز گردانی اور اوس متغلب و باغی کا امام صدق
و خلیفہ برحق ہونا داخل شریعت غرا کر لیا حالانکہ کتاب شرح مواقف مین مذکور ہے
کہ اَنَّ البیعة لیست عندنا مثبتة للامامة حتّی یتم ما ذکرتم بل ہی علامة مظہرة
لہا کالاقیسة والاجماعات اور عنقریب معلوم ہوگا کہ بیعت کا اثر حقیت خلافت مین
بو ثبوت اقسام بیعت کے مثل قیاس و اجماع کے بھی نہین نہ بیعت قوام امامت و خلافت
حقہ دینیہ سے ہی کیونکہ تحقق امامت کا من عند اللہ ہوتا ہی خواہ بیعت عام یا خاص گروہ
انام کے واقع ہو یا نہ وبھر نوع عہد رسالت مین مومنین خالصین و مسلمین مومنین بیعت
بطوع و رغبت پیغمبر خدا صلعم سے کر کے حق معاہدہ ادا فرماتے تھے اور گروہ منافقین
و مذبذبین و مولفة القلوب بطمع اموال غنائم و حصول منافع و ظہور آثار تہا سے ملکی
و حرص تصرفات امارت کے و نیز بخوف قتل کے اختیار کیا کرتے تھی جب اسلام مین
زمان فتن و ملاحم کا بدستیاری اصحاب ضغائن کے دوران ہوا جسکی خبر مخبر صادق
حضرت ختمی نبوت نے حذیفہ یمان کو دی تھی کہ تکون بعدی ائمة لایھتدون بھدائی
ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیہم رجال قلوبہم قلوب الشیاطین فی جثمان
انس قال (حذیفہ) قلت کیف اصنع یا رسول اللہ ان ادرکت ذلک قال صلعم
تسمع وتطیع وان ضرب ظہرک واخذ مالک فاسمع واطع کما فی الصحیح لمسلم

ع۱ یعنے بیعت تردہم اہلسنت کے ثابت کرنیوالی خلافت و امامت کی نہین ہی یہانتک کہ اعتراض تمہارا پورا ہوسکے بلکہ بیعت ایک ظاہر علامت خلافت کی ہے مثل قیاسات اور اجماعات کی انتہی ع۲ یعنے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ میرے بعد ائمہ ہونگے وہ میری ہدایت کی موافق ہدایت یافتہ نہونگے اور میرے طریقہ پر نہ چلینگے اور عن
پیٹھ مضروب ہو اور مال تیرا لیلیا جاوی پس سمع و طاعت بسر کر انتہی

اس حدیث سے جواز بیعت امراے جور کا علے السمع والطاعۃ ثابت ہوا اور حدیث ابن عباس
مین رسولخدا صلعم سے بجائے لفظ ائمہ کے لفظ امیر و سلطان ماثور ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین
مذکور ہی قال قال صلعم من کرہ من امیرہ شیئاً فلیصبر علیہ فانہ لیس احد من الناس یخرج
من السلطان شبراً فمات علیہ الامات میتۃً جاھلیۃً پس اوس تغیر دوران
سے شان مطاع کی بوجہ تسلط اصحاب ضغائن کے بدل گئی کہ بجائے مطاع حق کے
مطاع باطل و جائر ہوگئی جنکے بدن مین قلوب شیاطین ثابت ہوے تو شان اوس معاہدہ
بیعت کی حسب حال زمانہ کے منعکس ہوگئی کہ مومنین موقنین بیعت مطاع متغلب
و متملک کے بخوف قتل و حرق بیوت کے اور منافقین و مؤلفۃ القلوب بامید منافع
و ظہور ملۃ واحدہ کے بخوشی و رضا بیعت کرنے لگے پس تغیر حیثیات پر بیعت کی ہی چند
قسمین ہوگئین اول بیعت صادقہ مومنین صالحین کی ہے خلافت حقہ پر جسکی صراحت
محتاج بیان نہین ہی دوسرے بیعت مکرہہ منافقین یا طامعین کی ہے خلافت محققۃ اہل اسلام
پر جیسا کہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ذکر خلافت اخبار میر مین نقل کیا ہی کہ ان طلحۃ
والزبیر بایعا کارھین غیر طائعین خرجا الی مکۃ اور یہ دونون صحابی از جملہ
اصحابی کالنجوم علی زعمہم تہی جنکے اقتدا مین انکو ہدایت پانی ہی فافہم تیسری بیعت

ع ١ یعنے فرمایا کہ جو شخص کراہت پاوے کسی چیز مین اپنے امیر سے پس چاہئے کہ اوس امر مکروہ پر صبر کرے پس شان یہ ہے
کہ کوئی آدمیون مین نہین ہی کہ جو ایک بالشت اطاعت سلطان سے باہر جاوے اور وہ اوسی حال مین مرجاوے مگر یہ کہ موت جاہلیت مین مرا
ع ٢ یعنے طلحہ و زبیر مبشرین بالجنۃ نے بیعت بکراہت و بلا رغبت کی تھی پہر وہ دونون مکہ کی طرف چلے گئے بارادہ خروج کے انتہی

بلکہ مومنین خلافت باطلہ پر مثل بیعت بزمان الف شہر کے جو عامۃ الناس نے امرائی بنی امیہ وبعد ازان خلفاے بنی عباس کے بکراہت قلبی اور خواص نے گروہ اہل دیانت سے بخوف قتل ونہب کے اختیار کی تہی چنانچہ سلف صالحین اور ائمہ اہل سنت کی بیعت منصور دوانقی کی خلافت پر بر بنا قہر خلیفہ کی تاریخ الخلفا مین اسطرح مذکور ہے واذی المنصور خلقا من العلماء ممن خرج معہما (ای مع محمد وابراہیم ابنی عبد اللہ بن الحسن بن الامام الحسن علیہ السلام) او امر بالخروج قتلاً وضرباً وغیر ذلک منہم ابو حنیفۃ وعبد الحمید بن جعفر وابن عجلان وممن افتی بجواز الخروج مع محمد علی المنصور مالک بن انس وقیل لہ ان فی اعناقنا بیعۃ للمنصور فقال انما بایعتم مکرہین ولیس علی المکرہ یمین چوتھی بیعت بالرضا خلافت باطلہ پر جیساکہ نواصب شام امرائی بنی امیہ کے کیا کئے پانچوین بیعت علی الضلالۃ والبلاء ہے جیساکہ بقایاے صحابہ وصلحاے عصار اہل مدینہ طیبہ نے امیر معاویہ ویزید بن معاویہ کی اختیار فرمائی تہی چنانچہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین بروایت ابن سکندر نقل کیا ہے قال قال ابن عمر حین بویع یزید انکان خیراً رضینا وان کان بلاءً صبرنا

۱؎ الملخص ترجمہ یہ ہے کہ منصور عباسی خلیفہ نے ایک مخلوق کو گروہ علما سے ایذا پہونچائی قتل کرنے اور زد وکوب وغیرہ فرمانے سے اون لوگونکو کہ جنہون نے محمد کی ہمراہی مین منصور پر خروج کیا تہا یا حکم خروج کا دیا تہا اونمین ابو حنیفہ اور عبد الحمید اور ابن عجلان تھے اور اون لوگونمین جنہون نے خروج کا فتوی ہمراہی محمد کے منصور پر دیا تہا مالک بن انس ہین امام مالک سے کہا گیا کہ ہماری گردنون مین منصور کی بیعت ہے امام مالک نے فرمایا کہ جز این نیست کہ تمنے منصور کی بیعت باکراہ کی ہے اور مکرہ پر یمین نہین ہے انتہے

۲؎ یعنے ابن عمر نے وقت بیعت یزید کے فرمایا کہ اگر یہ بیعت بخیر ہے تو ہم راضی ہو گئے اور اگر یہ بلا ہووے گی تو ہمنے صبر کیا تہے

اس روایت سے جواز بیعت علی البلاء بنا بر سیرت صحابی جلیل ابن عمر کے ثابت ہو گیا
اور امام محمد بخاری نے تاریخ صغیر میں وہب بن کیسان مولی الزبیر سے نقل کیا ہے
انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول قدم بسر بن ارطاۃ المدینۃ زمان معاویۃ فقال لا
ابایع رجلا من بنی مسلمۃ حتی یاتی جابر فاتیت ام سلمۃ بنت ابی امیۃ زوج
النبیؐ فقالت بایع فقد امرت عبد اللہ بن ربیعۃ ابن اخی ان یبایع علی ذمتہ و
مالہ وانا اعلم انہا بیعۃ ضلالۃ۱ **چھٹی** بیعت ما فوق الضلالۃ والبلاء بدرجہ
قصوی ہے جو صحابہ کالنجوم کے آثار و سیر سے بزمان یزید بن معاویہ و عبد الملک
کے ثابت ہوئی ہے چنانچہ ابن ابی الحدید نے پندرہویں جلد شرح نہج البلاغۃ میں
بین اوسکو نقل کیا ہے کہ کانت بنو امیۃ تختم فی اعناق المسلمین کما یوسم الخیل علامۃ
لاستعبادھم وبایع مسلم بن عقبۃ اھل المدینۃ کافۃ وفیھا بقایا الصحابۃ واولادھا و
صلحاء التابعین علی ان کلا منھم عبد قن لامیر المومنین یزید بن معاویۃ الا علی بن الحسین
فانہ بایعہ علی انہ اخوہ وابن عمہ قال ونقشوا اکف المسلمین علامۃ لاسترقاقہم کما تصنع
بالعلوج من الروم والحبشۃ اور تاریخ الخلفاء میں منقول ہے وفی سنۃ اربع وسبعین

۱ یعنے جابر انصاری صحابی سے سنا کہ فرماتے تھے کہ بسر بن ارطاۃ زمانہ خلافت امیر معاویہ میں داخل مدینہ طیبہ ہوا بیعت لینے کی غرض سے
اور کہا کہ میں کسی شخص قبیلہ بنی مسلمہ سے بیعت نہ لونگا جبتک کہ جابر انصاری بیعت کر لے نہ اوے جابر فرماتے ہیں کہ میں خدمت
ام المومنین ام سلمہ کے حاضر ہوا اونھوں نے فرمایا کہ اے جابر بیعت کر لے میں نے اپنے بھتیجے عبد اللہ کو بھی اجازت دیدی کہ
بشرط حفظ جان و مال کے بیعت کر لینا کیونکہ یہ فعل بیعت کا بیعت ضلالت ہوا انتہی ۲ یعنے بنی امیہ مسلمانوں کی گردنوں پر مہریں
داغ غلامی کی لگاتے تھے جیسے گھوڑوں پر علامت کے داغ دیا کرتے ہیں اور مسلم بن عقبہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت اہل مدینہ سے
جنمیں باقیماندگان صحابہ اور صلحائے تابعین تھے عبدیت کی لی اس بنا پر کہ سب کے سب اپنے کو غلام یزید کہے ہیں اور امام زین العابدین سے
بیعت صرف اخوۃ پر فرمائی کہ یزید برادر بھائی چچا کا بیٹا ہے میں اوس سے مخالفت نکرونگا اور راوی نے کہا ہے کہ باقی لوگوں کی ہتھیلیوں پر
داغ غلامی لگا دئے گئے جیسے کہ ۳ غلامی کی نشانیاں روم و حبشہ کے ہاتھوں پر لگائے جاتے ہیں ۴ مخفی نہ رہے کہ حجاج سنہ میں

سار الحجاج بن یوسف الی المدینۃ واخذ تیعنت اھلھا ویستعف ببقایا من فیھا
من صحابۃ رسول اللہ صلعم وختم فی اعناقھم وایدیھم یذلھم کانس وجابر
وسھل بن سعد انتھی اور مختصراً اس قصہ کو صاحب حبیب السیر نے بھی لکھا ہی۔
ساتوین بیعت علی السلطنۃ ہے جیسا کہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین مستعین باللہ
بن متوکل عباسی کی خلافت پر بیعت علی السلطنۃ کو صاف الفاظ مین بدین عبارت
نقل کیا ہو کہ بویع الخلیفۃ بالسلطنۃ مضافۃ للخلافۃ وذلک فی المحرم سنہ خمس
عشرۃ اور یہ بیعت ارباب حل واہل العقد واصحاب کلام وولاۃ الامور الحکام وصاحبان
مناصب احکام او حملۃ العلم والاعلام وحماۃ السیوف والاقلام وخواص الائمۃ وعامۃ
الامۃ نے بالاتفاق کی تھی۔ یہان سے دوامر محتج بہ ثابت ہوئی ایک بیعت کر لینا اہل الحل
والعقد کا اور معاہدہ اطاعت اختیار کرنا کسی مطاع کے سلطنت پر جو یہ بیعت علاوہ
بیعت حقہ علی الخلافۃ الدینیۃ الحقہ کے ہے اور یہی مطلوب ہے ورنہ اس بیعت کے ساتھ
ضرورت اضافہ بیعت علی الخلافۃ کے (جسکو مفید خلافت دینی مین سمجھا گیا ہی) ہرگز
نہوتے لہذا یہ بیعت علی السلطنۃ مغائر اوسکے ظاہر ہوئے دوسری یہ کہ جسجگہ محض
بیعت واحدہ للخلافۃ ہووے تو لفظ خلافت چونکہ بمعنے لغوی واصطلاحی کے
(بدین معنے کہ خلافت لغت مین سلطنت دنیوی اور اصطلاح مین امامت دینی کو کہتے ہین)

مین داخل مدینہ ہوا اور اہل مدینہ کو گنہگار و نافرمان بردار عبد الملک کا قرار دیا اور باقی ماندگان کا صحابہ سول
سے استخفاف کیا اور اونکی گردنون پر اور ہاتھون پر مہرین لگائین کہ وہ ذلیل ہوئے انتہی ۱۲ یعنے خلیفہ بیعت کیا
گیا سلطنت پر باضافہ بیعت خلافت کے اور وہ بیعت علے السلطنۃ والخلافۃ محرم سنہ ۸۱۵ھ مین واقع ہوئی انتہی

مشترک ہی اور اطاعت ہر مطاع بر حق و ناحق کی ضرورۃً واجب ہی اور یہ معاہدہ نبوت پر اہل نبوت کی موقوف ہے تو ایسی بیعت کسی طرح ثبت خلافت حقہ دینیہ کسی متملک و متغلب کے لئے نہین ہو سکتی اور یہی جواب مین ایراد عامہ کے بس کافی ہے اسلئے کہ ممکن ہے بلکہ مظنون ہے بلکہ متیقن ہے کہ اون مبائعین نے (جنہون نے مبیعین کو ظالم و جائر بارہا اپنے کلام مین بیان کیا ہے) بیعت اونکی للخلافۃ یعنے لغوی سلطنت کی اپنے نیت مین کی ہووے فلا حجۃ لہم فافہم اور موکد او موکد اس بیعت علی السلطنۃ مین

باب وجوب اطاعت الامراء فی غیر معصیۃ ہی جو صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہے چنانچہ امام نواوی نے شرح مسلم کی حدیث عن عبادۃ قال بایعنا رسول اللہ صلعم علی السمع والطاعۃ مین افادہ فرمایا ہے کہ قولہ بایعنا علی السمع المراد بالمبایعۃ المعاهدۃ وھی ماخوذۃ من البیع لان کل واحد من المتبایعین کان یمد یدہ الی صاحبہ وکذا ھذہ البیعۃ تکون باخذ الکف اور قبل اسکے اپنی شرح مین رقم فرماتے ہین ومعنے الحدیث لا تنازعوا ولاۃ الامور فی ولایتھم ولا تعترضوا علیھم الی ان افاد اجمع اھل السنۃ انہ لا ینعزل السلطان بالفسق ثم قال قال القاضی عیاض اجمع العلماء علی ان الامامۃ لا تنعقد لکافر وقال بعض البصریین تنعقد لہ وتستدام

ع۱ مراد بیعت سی معاہدہ ہی اور یہ ماخوذ ہے بیع سے اسلئے کہ ہر ایک بائع و مشتری ہاتھ اپنا دراز کرتا ہے معاملہ بیع مین لین دین کے لئے اپنے صاحب کی طرف کو اسی طور پر بیعت ہوتی ہے ہاتھ پکڑنے سے ع۲ اجماع کیا اہلسنت نے یہ کہ سلطان بوجہ فسق کے معزول نہین ہوتا اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ اجماع کیا ہو علماء نے اسپر کہ امامت کافر کی منعقد نہین ہوتی اور فرمایا بعض علماء بصرہ نے کہ کافر کیلئے امامت منعقد ہوتی ہی اور وہ اسکے لئے مستمر ہوگی

انتہی ملخصاً بقدر الحاجۃ ان افادات سے واضح ہوا کہ حقیقت معاہدہ بیعت کی محض اطاعت ہی جو بوجہ مماثلت معاملہ بیع کے نام اسکا بیعت ہوا نہ یہ کہ اصل بیع ہو وے اور یہ کہ بیعت امرا اور سلاطین کے بہی عندہم جائز ہے اور یہ کہ نزاع کرنا ملوک امرا سے ناجائز ہی اور یہ کہ امام منعقد لہ الامامۃ کا کفر وفسق عندہم مانع امامت وسلطنت کے نہین پس یہ حال بیعت اور اہل بیعت کا ہی ایسی حالت مین اگر کوئی مجبور کسی متغلب کی بیعت اوسکو کافر یقین کرکے جبراً اختیار فرمائی اوس مبیع کا کفر او فسق اوسکی بیعت سے کسطرح زائل ہوسکتا ہی آٹھوین بیعت فضولی ہے کہ جو اہل الحل والعقد صلحا و فقہا و اہل فُتیا و قُضا ۃ و حُماۃ و ائمۃ و شیوخ و حُفاظ اہل سنت والجماعۃ قبل از وقت بلا تحقق شرائط متخذہ للخلیفہ کے کسی حامیی کی بیعت کرلین جیسا کہ امیر معاویہ کے قبل از سال جماعت کے قصہ حکمین پر بیعت کرلی گئی سیوطی نے کلام ابن حجر عسقلانی سے ذکر ائمہ اثنا عشرین اپنی کتاب تاریخ الخلفاء کے صدر مین نقل کیا ہے والذی اجتمعوا علیہ الخلفاء الثلاثۃ ثم علیُّ الی ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمّیٰ معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثمّ اجتمعوا علیہ عند صلح الحسن الخ اس سے ظاہر ہوا کہ معاویہ کی خلافۃ پر واقعہ حکمین کی وجہ سے اتفاق و اجماع ہوا جو معاویہ کو اوس وقتین خلیفہ کہا گیا ورنہ کوئی خلیفہ مستخلف بانی خلافت امیر معاویہ نہین تہا جسکے عہد پر وہ خلیفہ کہا جاتا لہذا یہ بیعت فضولی تہی کہ تحقق شرائط خلافت پر تحقق اوسکا موقوف رہا جو عندہم سال جماعت مین وہ شرائط بہم پہنچیں

عـ۱ اور وہ لوگ جنکی خلافت پر اجماع ہوا خلفاء ثلاثہ اور علی مین زو حکمین تک پس معاویہ آجکو دن نامزد بخلافت ہوا پہر صلح امام حسن پر اجماع اوسکی خلافت پر ہوا

اوسوقت سے بنا بر قاعدہ متخذہ البتہ خلیفہ مستقل سمجہا گیا اور خلافت عبد الملک

مین افادہ فرمایا ہے بویع لعبد من ابیہ فی خلافۃ ابن الزبیر فلم تصح خلافتہ

الی ان قُتِلَ ابن الزبیر فصحت خلافتہ من یومئذ اس عبارت سے واضح ہوا کہ استخلاف

کسی خلیفہ ماضی مستخلف سے کوئی خلیفہ نہین ہوا کرتا تا وقتیکہ خلیفہ زمان کو قتل نکرے

اوسکے قتل کرنے پر مقتول کا قایم مقام و وارث ہوتا ہی یہی وراثت خلاف شریعت

ہی اور اگر بیعت سقیفہ کو بہی عینک انصاف سے دیکہا جاوے جیسا کہ فخر رازی اور ابن تیمیہ نے

دیکہا اور اعتراف کیا نہایۃ العقول اور منہاج السنۃ مین کہ سعد بن عبادہ کی بیعت نکرنے

سے شیخین کی خلافت پر اجماع کل فی الکل نہین ہوا بلکہ خلافت عثمان مستند فی الاجماع ہے

تو فعل بیعت سقیفہ کا ضرور عقد فضولی ہوا اور وہ رضاے سعد بن عبادہ پر موقوف تہا

تہا جو وہ رضا حاصل نہوئی تو بیعت بہی فضول گی اور خلافت بہی کما قال ابن تیمیہ

وقد علم بالتواتر ان المسلمین اتفقوا علی مبائعۃ عثمان لم یتخلف عن بیعتہ احد مع

ان بیعۃ الصدیق تخلف عنہا سعد بن عبادہ وبات ولم یبایعہ وما بایع عمر فمات

فی خلافۃ عمر اور امام رازی نے بہی اجماع بیعت عثمان سے بقولہ لا نزاع فی ذلک

لکنہ ارتفع ذلک النزاع عند موت سعد بن عبادہ ونحن نتمسک بہذا الاجماع

پہر نوع عقد بیعت سقیفہ کو انہون نے فضول جانا نوین - بیعت فلتت ہی

ء بیعت کیا گیا عبد الملک بنا بر خلیفہ کرنے مروان کے زمانہ خلافت ابن زبیر مین پس خلافت صحیح نہوئی یہانتک کہ ابن زبیر قتل کیا گیا
پس اوسوقت مین خلافت اوسکی صحیح ہوگئی ء۲ بیرآئنہ جانا گیا تواتر سے کہ مسلمین نے اتفاق کیا بیعت عثمان پر کہ ایک نے بہی اختلاف
بیعت سے نہین کیا باوجود اسکے کہ بیعت صدیق سے سعد بن عبادہ نے اختلاف کیا اور بیعت نہ کی یہانتک کہ خلافت عمر
مین مرگئے ء۳ مرتفع ہوا نزاع خلافت کا سعد بن عبادہ کے مرنے پر اور ہم اسے اجماع سے تمسک کرتے ہین -

تمسک فرمایا ہی اور اجماع خلافت شیخین سے بوجہ بیعت فضولی کے قطع نظر کرلیا ہے

جس مین اکثر اقسام بیعت ہاے مذکورہ شامل ہین جو بلا اتقان و بلا حکم شرعی کے محض نادیدہ مصلحتون پر واقع ہوتی ہے جن مصلحتون کو خود اہل الحل سواے فلتت لکھنے کے نہین بیان کر سکے کما فی حدیث الفلتت لعمر اور تیرہ سو برس تک معتقدین وہ مصلحتین اپنے طبائع نقادہ سے محک امتحان پر پیش کرتے ہین اسی سلئے نام اوس معاہدہ کا بھی نہین لکھا گیا کہ یہ بیعت کونسی خلافت کو ثابت کرنے والی ہو سکتی ہے اس تیرہ سو برس کے وجوہ فلتت تو بہت ہین کہان تک ضبط تحریر ہو سکتی ہین مگر او اخر زمان محدثین کے مصلحت جو متاخر المحدثین و المتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین اہلسنت والجماعۃ شاہ عبد العزیز نے اپنے عقیدہ دوم شرائط امامت باب ہفتم کتاب تحفہ مین بغرض اثبات خلافت اصحاب ثلاثہ کے آیہ وابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ سے تمسک فرما کر افادہ فرمایا ہے قابل نظر اور حاکی قسم بیعت مذکورہ کے ہے اور وہ مختصر عبارت سراسر افادت یہ ہی کہ

معلوم شد کہ جہاد فی سبیل اللہ مقصود از نصب بادشاہ است انتہی اور اپنے عقیدہ ششم مین لکھا ہے کہ فرقہ اہلسنت گاہی امامت بمعنے بادشاہت و ریاست نیز اطلاق کنند

زیرا کہ بادشاہ ہر چند خوش سیرت نباشد لاکن در بعض امور دین مثل جہاد و تقسیم غنائم و اقامت جمعہ و عیاد پیشوائی دارد انتہی کما قرآنفا اور متقنین خلافت سقیفہ نے یہ ہی شرائط خلافت و امامت کے لئے قائم کی ہین جیسا کہ صاحب عقائد نے لکھا ہی المسلمون لابد لہم من امام یقوم بتنفیذ احکامہم واقامۃ حدودہم وسد ثغورہم وتجہیز جیوشہم انتہی

ا مقرر کر ہمارے لئے بادشاہ کو کہ ہم قتال اللہ کی راہ مین کرین ۲ مسلمانون کو لئے ضرور ہے کہ امام قائم ہو جو سرانجام نافذ کرے احکام و قائم کرے حدود و بند کرے سرحدون کو اور تیار کرے لشکرون کو اون کے لئے

اب حقیقت خلافت حضرات ثلاثہ کی بالکل کھل گئی کہ گروہ صحابہ اور زود وجوہ عصابہ نے جو سقیفہ مین بیعت کی تہی اوس سے غرض وغایت فی الذہن اونکے نافذ ہونا اون احکام کا تہا جو حسب افادہ صاحب تحفہ کے یہ ہی ہوسکتا ہی کہ عوام الناس حکم قرآن و حدیث کو خاطر مین نہین لاتے تھے اونکے لئے احکام سلطانی درکار ہین کما یاتی اور تجہیز جیوش کا بیسر ہونا نصب خلیفہ سے واسطے حصول غنایم کے ہی مطلوب تہا کہ دولت ومال مین وسعت ہو جاوے اس مین دین رہے یا جاوے مگر سر وقت تقرر خلیفہ سے سامان غنایم کا بہم ہو جاوے جسکی خبر مخبر صادق نے فرمادی تہی کہ اذا فتحت علیکم خزائن فارس والروم ای قوم انتم قال عبدالرحمن بن عوف کما امرنا اللہ تعالی فقال رسول اللہ صلعم کلا بل تنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تباغضون الحدیث کما فی المسلم اور یہ معلوم ہے کہ فتوحات فارس وروم دولت اصحاب ثلاثہ مین حاصل ہوگئی تہی پس بامید نہین فتوحات کے صحابہ عالیوقار نے ایک بادشاہ سقیفہ مین مقرر کیا اور اس غرض وغایت ومنشاء خواطر صحابہ کے تصدیق صریح عبارت مین صاحب تحفہ نے مطاعن عمر مین بجواب تحریم متعہ کے بدین الفاظ افادہ فرمائی ہی لاکن فساق وعوام الناس کہ قرآن واحکام حدیث راچہ بخاطر مے آرند این جا احکام سلطانی مے باید ولہذا گفتہ اند ان السلطان یزع اکثر مما یزع السلطان پس اضافت نہی کسو خود بقولہ وانا احرمہما

۱ یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جبکہ خزاین فارس وروم تمپر مفتوح ہونگے تم کس طرح عمل کروگے اور کس قوم کے مشابہ ہو جاوگے طرز عمل مین ابن عوف صحابی نے کہ جو از جملہ عشرہ مبشرہ کے ہین عرض کیا کہ جو ہمکو خداوند تعالی نے حکم دیا ہی وہی عمل کرینگے آپنے فرمایا ہرگز نہین بلکہ تم آپس مین تنافس وتحاسد وتدابر وتباغض کروگے الحدیث

براے این نکتہ است انتہی اس عقیدہ سدیدہ سے یہ نکتہ ضرور حل ہوگیا کہ کلام فاروقی
ہم جنس احکام قرآن وحدیث کے نہین تھا فساق وعوام الناس احکام قرآن وحدیث کو خاطر
مین نہین لاتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی تھا وہ اونکے لئے موثر ہوتا تھا اگر
کلام فاروقی حسب سیاق شریعت کے ہوتا اور قوت سلطانی نرکھتا وہ بھی اثر ہوتا یہان دوسرا
نکتہ یہ بھی معلوم ہوا کہ عہد فاروقی مین بین الصحابہ والتابعین متعہ کرنا شائع تھا چونکہ خلاف
منشار فاروقی تھا لہذا وہ عدالت کیش عصابہ متعہ کرنے والا داخل فساق وعوام الناس
ہوگیا اور جب اوس عصابہ نے کسی مسئلہ مین انحراف عترت نبی سے واتباع سنت عمری مین
اختیار کیا اوسیوقت اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ہوگیا اور تیسرا نکتہ یہ ظاہر
ہوا کہ کلام علے مرتضے چونکہ باتباع قرآن وحدیث کے ہوتا تھا اسلئے عامۃ الناس اوسکو
قبول نرکھتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی ہوتا تھا بعض طوعًا وبعض کرہًا اوسکو
واجب الامتثال گردانتے تھے پھر تجھ اس بیعت کی حقیقت آشکارا ہوگئی کہ حلی السلطنۃ
بغرض جلب منافع غنائم کی تہی اور اصحاب ثلاثہ جنکے عہد دولت مین فتوحات ممالک حاصل
ہوئی اور جنکی فتوحات ہی صحت خلافت مین بکمال نازش وافتخار پیش کیجاتی ہین ملوک
اسلام علے عقیدتہم تھے اگر یہ حضرات باجازت مستحق ووارث سلطنت کے متصرف ہوتے
اور مرتکب محدثات نہ ہوتے تو ہم بھی اونکو ملوک اسلام اور اونکی خلافت کو ریاست
حقہ سمجھتے چونکہ ایسا نہین ہوا لہذا متملکین ومتغلبین فے الاسلام لکھا جاتا ہے طبق
مفادات آیات مذکورہ الصدر کے مضائقہ نہین رکھتا اب ہم نتیجہ کلام اس باب اول کا

مختصر لفظون مین حالی کرتے ہین کہ جب اقسام خلافت وانواع بیعت مین بیعت علے السلطنۃ ہی بنا بر سیرت صحابہ ثابت ہوئی اور آیات کثیرہ سے متمکلین و متغلبین کی امامت وخلافت ظاہر ہوگئی توجن حضرات ائمہ صلوات اللہ علیہم نے بخوف جان ومال کے بیعت اختیار کرلی وہ بالضرور بیعت علی السلطنۃ تہی بدین معنے کہ ہم بادشاہ کی اطاعت کرتے ہین گے کیونکہ خلیفہ بادشاہ کو کہتے ہین عام اس سے کہ وہ مسلم ہو یا کافر فاسق ہو یا منافق پس ونکے بیعت فرمانے سے خلیفہ بیع امام برحق نہین ہوگیا اور امام حسین نے جو بیعت اختیار نہین کی اوس مین احیار اسلام واعلان سُبُل ایمان مقصود تہا اور وہ بیعت یا ذوق الضلالۃ ہی تہے اسکی توجیہات باب چہارم مین اور توضیحات اسکی فصل چہارم باب مذکور مین بذیل جواب لفظ بلفظ ایرادات معترض کے مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ

ایں مراتب کہ دیدۂ جزو نیست ⁂ کارِ کُلّی ہنوز در قدر است

باب دوم

اون شبہات کے جواب مین ہی جو امیر المومنین نفس ختم المرسلین پر وارد کی گئی ہین اصحاب فطانت وارباب متانت بملاحظۂ اقسام خلافت وبیعت کے ہے جو باب اول مین مفصلاً مذکور ہوئین تمامتر شبہات وایرادات کو مرتفع ومندفع فرماسکتے ہین مگر بپاس خاطر توضیح مطلب کے جواب شبہات کا بعنوان کُلّی اولاً لکہا جاتا ہی کہ یہ خطبات اور مکتوبات آپکی اگر غائر نظر سے دیکہے اور سلامتی فکر سے سمجہے جاوین تو وہ سب آپکی کمال حسنِ

اور حسن بلاغت اور اعلیٰ درجہ کی قدرت ادائے مطالب اور محاسن مآرب پر دلالت ظاہرہ سے بلکہ آپ کے معجزات باہرہ سے ثابت ہوتی ہین کہ انمین علاوہ اسرار معانی اور نکات مقاصد اور غوامض معارف کی ایک مابحث فیہ ہی ایسی عبارت مین مذکور ہوا ہے کہ جس مین جامعیت متضادین کے واقع ہے جو باقتضائے زمان وضرورت مقام ادائے مرام بصنعت ایہام واحتجاج بوجہ الزام وارد ہے اور سیر امر مستزاد یہی کہ ہر بیان اور ہر ایک استدلال باہمہ ایہام والزام کے بظاہر الفاظ اصول مذہب کے موافق اور راستی وصدق کے مطابق سچا کلام ہے اور شواہد اس دعوے ایہام اور احتجاج بوجہ الزام اور بلفظہا صدق کلام کے بہت ہین مگر یہان پر بعض خطبات نہج البلاغۃ اور بعض معترفات معتقدین ثلاثہ اور بعض قرائن ظاہرہ پر اقتصار کیا جاتا ہی بعد ازان حل معانی حوالہ قلم کیا جاویگا مخفی نرہے کہ ضرورت ایہام اور غرض وغایت ایہام کو عبد الحمید بن ابی الحدید معتزلی نے پندرہوین جلد شرح نہج البلاغۃ مین اسطرح افادہ فرمایا ہی کہ کان معاویۃ یتسقط علیاً وینعی علیہ ما عساہ یذکرہ من حال ابی بکر وعمر وانہما غصباہ حقہ ولایزال یکیدہ بالکتاب یکتبہ والرسالۃ یبعثہا یطلب غرتہ لینفث بما فی صدرہ من حال ابی بکر وعمر (الیٰ ان قال) فیجعل ذلک حجۃ علیہ عند اہل الشام (الیٰ ان قال) وھو ان یثبت عندھم انہ یتبرأ من ابی بکر وعمر فکانت ہذہ الطامۃ الکبریٰ لیست مقصورۃ علیٰ فساد اہل الشام علیہ بل واہل العراق الذین ھم جندہ وبطانتہ وانصارہ لانہم کانوا یعتقدون

امامۃ الشیخین الا القلیل الشاذ من خواص الشیعۃ فکان الجواب مجملاً غیر بین لیس فیہ تصریح بالتظلیم لہما ولا التصریح ببراءتہما الخ اس عبارت سراسر درایت سے ضرورت ایہام کلام وابہام مرام واضح ہے کہ امیر معاویہ درپے رہتے تھے کہ جناب امیر کی بزعم خود لغزشیں اور خطائیں ہاتھ لگیں اسیوجہ سے آپکو غضب میں لاتے تھے کہ آپ فوراً ذکر شیخین کو یاد کرکے اوٹھیں کہ اون دونو نے میرا حق غصب کیا ہے آپکی برانگیختہ کرنے کی غرض سے بتحریر مکتوبات و بارسال رسائل کے ہمیشہ کید و مکر کیا کرتے تھے تاکہ جناب امیر ظاہر فرمادیں اوس امر کو جو آپکے قلب میں شیخین کیطرف سے ہے پس اوسے آپ پر موافق عقیدت اہل شام کے حجت گردانیں اور یہ بلا عظمی اہل شام کے فاسد الخیال ہوجانے پر ہی محدود نہیں تہی بلکہ اہل عراق بہی ہم خیال اہل شام کے اس عقیدہ امامت شیخین میں تہے جو وہ آپکے لشکری اور دوست اور ناصر شمار ہوتے تہے مگر قلیل اور شاذ خواص شیعہ اہل عراق اونکے ہم خیال نہیں تھے پس جواب آپکی بنام امیر معاویہ مجمل یعنے جواب غیر واضح الدلالۃ اور غیر مبین المطلوب ہوا کرتے تہے اونمیں شکایت علانیہ ظلم شیخین کی نہوتی تہی نہ اونمیں شیخین سے برارت کرنیکی تصریح ہوتی تہی تاکہ زمانہ کے فاسد ہوجانے سے محفوظی رہی لہذا ضرورت ایہام وابہام کلام کی تہی اوسی بنا پر یہ خطبات و مکتوبات مشتمل ہیں اور ضرورت احتجاج الزامی کی محتاج بیان نہیں ہے کہ بعض وہ مکتوبات جو بنام امیر معاویہ کے ہیں مثل قولہ فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک الخ موافق اعتقاد مکتوب الیہ کے قہر مجوج کرنیکے غرض سے وارد ہوئے ہیں اور اگر اتمام حجت بنہج مذہب

حق کے فرماتے جسکے امیر معاویہ مخالف تھے تو وہ اونپر عقلاً حجت قرار پاتی اور مثل بعض آپکے خطبات کی جنمین فرقہ خاص ہی مخاطب ہے وہ بھی متضمن دلیل الزامی کے ہین جیسا کہ خطبہ اَیّتُھَا الفِرقَۃُ الَّتِی اِذَا اَمَرتُ لَم تُطِعْ وَاِذَا دَعَوتُ لَم تُجِبْ ۱ کہ اسلئے کہ مخاطب یہ نافرمان وہ لوگ تھے کہ علانیہ شیخین سے حسن اعتقاد رکھتے تھے اور اونکے عہد خلافت مین مطیع اور فرمانبردار رہے اور آپکے زمانہ خلافت مین آپکے احکام کے بجا آوری نکرتے تھے تو ایسے لوگونکے خطاب مین بھی بدلیل الزامی موافق اونکے عقیدت کے کلام کیا گیا ہے باایہمہ ضروریات کے صدق کلام بلفظہا و بدلالت باہرہ خلاف تقیہ و احکام ظاہرہ غیر خفیہ آپکے ایک خاص خطبہ سے ظاہر اور ہویدا ہے گویا کہ ان تمام خطبات اور مکتوبات کے وہ خطبہ تفسیر اور حل معانی مین واقع ہے اوس مین آپنے ولایت ملکی اور امارت حقہ دنیوے کو بیان فرمادیا ہے کیجگہ اوس مین لفظ امام اہل اسلام یا خلیفہ اہل ایمان بجز لفظ والی کے اور کہین لفظ مسلمون یا مومنون کا بجز لفظ رعیت کے اور کسی مقام پر لفظ امامت یا وصایت کا بجز لفظ دولت کے مذکور نہین ہی بلکہ اصلاح رعیت و استقامت رعیت اور نظام الفت پر اقامت مناہج الدین و عزت دین کو فرمایا ہی جس سے مستدرک ہوتا ہی کہ معاملات اصلاحی بین الوالی و الرعیۃ اور نظام الفت سے (جو یہ متعلق نظام دنیا و نظام عالم کے ہے) پورا اثر اقامت دین مین ظہور پذیر ہوتا ہے اور یہ فوائد بتامل نظر غور کرنے سے بخوبی پائے جاتے ہین اور وہ خطبہ یہ ہے صفحہ ۲۳ اَمَّا بَعدُ فَقَد جَعَلَ اللّٰہُ لِی عَلَیکُم حَقًّا بِوِلَایَۃِ اَمرِکُم وَلَکُم عَلَیَّ مِنَ الحَقِّ مِثلُ الَّذِی

لی علیکم اسمین آپ فرماتے ہین ثم جعل سبحانہ من حقوقہ حقوقاً افترضہا لبعض الناس علی بعضٍ فجعلها تتکافأ فی وجوهها و یوجب بعضها بعضاً ولا یستوجب بعضها الا ببعضٍ واعظم ما افترض سبحانہ من تلک الحقوق حق الوالی علی الرعیۃ وحق الرعیۃ علی الوالی فریضۃ فرضها اللہ سبحانہ لکلٍ علی کلٍ فجعلها نظاماً لاُلفتہم وعزاً لدینہم فلیست تصلح الرعیۃ الا بصلاح الولاۃ ولا تصلح الولاۃ الا باستقامۃ الرعیۃ فاذا ادّت الرعیۃ الی الوالی حقہ وادّی الوالی الیها حقها عزّ الحق بینہم وقامت مناہج الدین واعتدلت معالم العدل وجرت علی اذلالها السنن فصلح بذلک الزمان وطمع فی بقاء الدولۃ ویئست مطامع الاعداء واذا غلبت الرعیۃ والیها او اجحف الوالی برعیتہ اختلفت ہنالک الکلمۃ وظہرت معالم الجور وکثر الادغال فی الدین وترکت محاج السنن فعمل بالہوی وعطلت الاحکام وکثرت علل النفوس الخ ابتداء کلام مین فقرات ولایت حقہ دینیہ کے مذکور ہین اور قولہ ثمّ جعل سبحانہ سے ذکر خلافت حقہ دنیویہ کا ہی پس خطبات مذکورہ اور مکتوبات مسطورہ مستدل بہا مین جو خلافت مذکور ہوئی ہے وہ خلافت حقہ ملکیہ ہی جو امام منصوص کو باستحقاق نیابت نبوی کے ملنی چاہیے اور جناب امیر کو یوم استخلاف غدیر سے بعد گذرنے تقریباً ۲۵ سال کے حاصل ہوئی تھی اور آپ مخالفین پر اپنے اسی حق فائق کو بالتباس خلافت حضرات متملکین کے احتجاج مین پیش فرماتے تھے مگر اونکی خلافت متملکانہ دنیویہ تھی اور آپکی وہی خلافت حقہ مالکانہ تھی اور یہ دعوے خلافت جسکا ظہور اور تصرف

صلاح رعیت اور اجماع امت پر ہی منحصر تہا کیا سچا دعوی اور سچا کلام ہی کہ اس مین نہ کوئی محل تاویل ہی نہ بہ اس تقدیر پر بدلیل الزام ہے لکن عوام الناس البتہ اسی التباس کی وجہ سے آپکے احتجاجات مین تمیز نکر سکتے تہ اور یہ ہی سمجھتے تہے کہ آپکا مسلک اور آپکی خلافت موافق مسلک شیخین اور خلافت شیخین کے ہے جو باجماع امت ہوا کرتی ہی نہ بالنص اور اسی غلط فہمی نے بمتعصبین اہلبیت کو مغالطہ مین ڈالدیا اور وہ کچہ تدبر نہین کر سکتے اور نہین کرتے کہ دیگر خطبات آپکی جنمین شکایات قریش اور اتلاف حق کا بیان وارد ہے اگر وہ ظاہر الفاظ خطبات مستدلہ سے منطبق کیجاوین تو بداہتہً معارض و متناقض ہین اور یہ تناقض صریح کسی عاقل و عالم کے کلام مین واقع نہین ہوتا ہے چہ جائیکہ کلام امام معصوم مین ایک خطبہ شقشقیہ ہے ان خیالات مذہب اجماعی خلافت کے باطل کرنے مین بس کافی اور وافی ہے فاحفظ اب ہم بعد اس تمہید کے ان خطبات و مکتوبات کے شبہات کو مصرحاً دفع کرتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام نے جس خلافت کا دعوی فرمایا اوسکو بحق دیگران بوجہ عدم ... عدت زمانہ کے واگذاشت فرما دیا یا علی زعمہم تسلیم کر لیا یا شکایت غصب حق کے فرمایا کیے یا خلافت کو باجماع مہاجرین و انصار فرمایا وہ سب خلافت دنیوی تہی جسکے کہ آپ بعد تحقق خلافت حقہ دینیہ کے مستحق تہی نہ خلافت حقہ دینیہ تہی کہ تقرر اسکا من عند اللہ ہوتا ہی اب کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا نہ ہو سکتا ہی اور جواب بوجہ تفصیلی یہ ہے کہ خلافت حقہ دینیہ کا بنا بر اجماع امت ہونا ہرگز مذہب جناب کا نہین ہے جس کلام سے کہ ایسا شبہ وارد ہوتا ہے وہ خلافت مدعو دنیویہ ہی تہی ہے

اور اس مین شبہ نہین کہ خلافت [illegible] اخوان وانصار کے میسر نہین آتی جو تحقق اس خلافت کا بالاستحقاق [illegible] اسکے بموافقت اہل وفاق وآفاق کچھ ہو سکتا تھا نہ کسی اور وسیلہ سے لہذا اس مین حصہ حسبت آپ مذہب کی دربارۂ تقرر خلافت باجماع امت نہین ہی بلکہ امر واقع بھی یہ ہی ہوا در جناب امیر نے دعوے خلافت مین استدلال محض اخوت نبی پر منحصر نہین فرمایا بلکہ احادیث ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصوص قرآنی واخبار کثیرہ سے احتجاج فرمائی ہے یہانپر فقرہ مختصر آپکے کلام بلاغت نظام سے بلتقط النقل کیا جاتا ہی کہ فرمایا آپنے انا اخو رسول اللہ ووصیہ وولیہ ووزیرہ الخ ولو فرضنا کہ آپنے محض قرابت اخوت ہی امر خلافت مین احتجاج فرمائی ہے پس آپکا دعوے بنابر استحقاق قرابت بہر دو وجہ حجت تحقیقی وحجت الزامی کے سراسر صدق وواقعاً موثر برحق ہوا کہ اہل سقیفہ اوس حجت کو سنکر معترف ومتعذر ہوئے اور کہنے لگے لو کان ھذا الکلام سمعتہ الانصار منک یا علی قبل بیعتھا ابابکر ما اختلف علیک اثنان کما فی کتاب السیاسۃ والامامۃ لابن قتیبہ وترجمتہا فی روضۃ الاحباب اور حجت تحقیقی آیات قرآنی اور سنن انبیا سبحانی سے پائی جاتی ہی کہ از حضرت آدم تا زمان عیسی بن مریم خلافت مطلقہ غیر عشیرہ نبوی کی طرف منتقل نہین ہوئی اور آیہ وافی ہدایہ ومن آبائھم وذریاتھم واخوانھم واجتبیناھم وھدیناھم الی صراط مستقیم بسمین ناطق ہی اور یہ نہین فرمایا ومن حوارییھم واصحابھم ومن رایتھم الخ

۱؎ اگر اس کلام کو انصار تجھسے اے علی قبل بیعت کرنے ابو بکر کے سنتے تو دو آدمی تجھسے اختلاف نکرتے ۲؎ یعنی انبیا کو آبا وذریات واخوان کو ہمنے فضیلت اہل عالم پر دی اور برگزیدہ کیا اور ہدایت کی صراط مستقیم کیطرف انتہی

تاکہ حق برگزیدگی امر خلافت و نیابت کا قرابت سے متجاوز ہو کر صحابہ کیطرف منتقل ہونا سمجھا جاتا بلکہ اس حق کے لئے ذریت و اخوت ہی درکار ہے چونکہ نسل پیغمبر سے اولاد ذکور نہین تھی لہذا آپنے اگر قرابت اخوت رسول اللہ کے دعوے خلافت کا کیا وہ بنص مذکورہ و دیگر آیات کے حجت روشن ہے اور یہ آیہ کریمہ طہارت اسلام آبا و اجداد و اخوان انبیا علیہم السلام پر بھی ظاہر الدلالۃ ہے پس جس طرح حضرت موسی پیغمبر کے ولد نرینہ نہونے پر نیابت و وزارت و خلافت حضرت ہارون اونکے بھائی کو پہونچی وہی صورت خلافت حضرت نبوی کے لئے پیش آئی کہ آنحضرت صلعم کے بھی کوئی ولد نرینہ وارث آپکا نہین تھا چونکہ زمان سلف مشتبہ بہ اس امت مین حضرت موسی نے درخواست رب العزت سے بقولہ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی دربارۂ خلافت کے پیش کی تھی اور بارگاہ عز و جلال سے بقولہ سنشد[۲] عضدک باخیک وبقولہ وجعلنا معہ[۳] اخاہ ھارون وزیرا وبقولہ اذھب[۴] انت واخوک بایاتی وبقولہ کلا[۵] فاذھبا بایاتنا انا معکم مستمعون وبقولہ تعالے مقولۃ عن موسے قال[۶] لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی وبقولہ واخی[۷] ھارون ھو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردا یصدقنی الایہ اس استحقاق خلافت مین بحق الاخ نص جلی ہین لہذا یہ استدلال آپکا وانا اخو رسول اللہ

---

۱ گردان تو اللہ میرے لئے وزیر میرے اہل سے ہارون میرے بھائی کو ۲ قریب ہے کہ ہم مضبوط کرینگے بازو تیرا اے موسے بھائی تیرے سے ۳ گردانا ہمنے ساتھ موسی کے بھائی اوسکے کو وزیر ۴ جا تو اے موسی اور بھائی تیرا ساتھ نشانیون ہماری کے ۵ ہرگز نہین پس جاؤ تم دونو اے موسی و ہارون ساتھ نشانیون ہماری کے ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہین ۶ نمبر ۶ کا ترجمہ ہو چکا ہے ۷ اور بھائی میرا ہارون مجھسے زیادہ فصیح اللسان ہے پس اوسکو میرے ساتھ بھیجنے کا حکم دے کہ وہ میرے کلام کی

امر خلافت مین درمیان اس امت مشبہ بامت موسی کے جامع مفادات قرآن و سنن انبیاء رحمٰن واقع ہوا ہے اور اگر تمام تر نصوص محتج بہا سے غض بصر کیجاوی اور محض استدلال حدیث اخوت پر منحصر ہووے تو بمضمون قولہ تعالے واخوانا علی سرر متقابلین کے کوئی شخص بدرجہ تقابل ہمنشین و ہم چشم ختم المرسلین نہین ہوسکتا مگر بہائی جو خلیفہ نبی ہووے فافہم اور وقت محاجہ آپنے اہل سقیفہ پر اثبات خلافت مین نصوص کثیرہ سے احتجاج فرمائی ہے چنانچہ کتاب سلیم بن قیس الہلالی تابعی جلیل و کتاب احتجاج علامہ طبرسی و کتاب امالی شیخ ابو جعفر طوسی و کتاب المجالس و کتاب امالی ابن بابویہ وغیرہا مین باسناد صحیحہ منقول ہے جنکا نقل کرنا بس مطول ہے لہذا لبعض فقرات حدیث انشاد کتاب احتجاج سے نقل کئے جاتے ہین کہ جناب امیر نے ابوبکر عتیق سے فرمایا فانشدک باللہ انا المولیٰ لک و لکل مسلم بحدیث النبی یوم الغدیر ام انت اور کتاب سلیم مین بذیل ذکر سقیفہ کے آپکا یہ کلام حجت الضمام بلاغت النیام بہی مذکور ہے کہ جو آپنے فرستادہ ابوبکر صدیق سے بجواب قولہ اجب خلیفۃ رسول اللہ کے فرمایا ہے ما اسرع ما کذبتم علی رسول اللہ انہ لیعلم والذین حولہ ان اللہ و رسولہ لم یستخلف غیری اس احتجاج سے علی الاعیان ظاہر ہوگیا کہ امر خلافت مین جناب امیر کا مذہب من عند اللہ والنبی تہا اور خلافت اجماعی جو خلیفہ مجمع علیہ

ع۱ پس قسم دیتا ہون مین تجکو اللہ کی کیا مین مولا تیرا اور تمام مسلمانونکا بنص حدیث نبوی کے یوم غدیر ہوگیا ہون یا تو مولا ہوا ہم غدیر ہوا ہی ع۲ تمہی کیا اور کسقدر سرعت جہوٹ بہتہ لوتے ہین رسول خدا پر کی ہی (کہ ابوبکر کو خلیفہ رسول اللہ کہتے ہو) تحقیق وہ یعنی ابوبکر اور جو اوسکے گرد ہین البتہ جانتے ہین کہ اللہ اور اوسکے رسول نے کسیکو سواے میرے خلیفہ نہین کیا انتہی

کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تہے وہ آپکے نزدیک کاذب اور جہوٹے تھے اور حدیث انشاد
مین نصوص متوافرہ و محکمات متظافرہ مذکور ہین جنکی نقل موجب طوالت ہے اور احتجاج
فرمانا ولایتماب کا آیہ انما اور آیۂ تطہیر اور آیہ اطیعو اللہ اور آیہ مباہلہ اور آیۂ
مودّت و دیگر آیات سے اور حدیث غدیر اور حدیث منزلت اور حدیث اخوت
اور حدیث ولایت اور حدیث طیر وغیرہا سے اس مقام پر بایام سقیفہ و نیز بایام
شوری کتاب فرائد السمطین ابراہیم الحموینی اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید اور
فضائل اخطب الخطباء ابو مؤید موفق بن احمد الخوارزمی مین بہی باسناد مختلفہ مزبور ہے
اور یہ احتجاج نصوص خلافت حقہ دینیہ کے حقیقۃً بنظر استحقاق و طلب خلافت
حقہ دنیویہ کے جو مدعا اور ما نبحث فیہ ہی البتہ کارآمد ہین کما مضے بیانہ مفصلاً کہ خلافت
حقہ دنیویہ کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے کہ جو خلافت حقہ دینیہ پر من عند النبی فائز ہو اور یہ نصوص
مذکورہ سے احتجاج فرمانا خلافت دنیویہ کے لئے حقیقۃً خلاف مقتضای مقام تہا اور
جو حمقا ملت کہہ دیتے ہین کہ اگر رسالتماب صلعم جناب امیر علیہ السلام کو اپنا خلیفہ فرما دیتے
اور آپ کی خلافت پر نص من عند اللہ و من عند النبی ہوتے تو یوم سقیفہ ضرور تہی کہ آنحضرت
علیہ السلام اوس استخلاف کو حجت اپنے دعوی مین پیش فرماتے یہ کہنا علاوہ نصوص مذکورہ کے
ہر دو قسم دینی و دنیوی خلافت سے بالکل لغو ظاہر ہوگیا کیونکہ آپکا دعوی اوس خلافت کا تہا جو
آیۂ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون
مین مذکور ہے اور آپنے اون لوگون سے دعوے خلافت کا کیا تہا جو بمصداق

فهل عسیتم ان تولیتم فی الارض کے قابض ہوگئی تہی جو ہر دو آیہ کے مفاد سے واضح ہوتا ہی کہ خلافت متنازعہ تسلط ارضی و امارت ملکی تہی قولہ ان الارض یورثہا و قولہ تولیتم فی الارض اسپر نص محکم ہے پس ہم نصوص اپنی پیش کردہ سے غض بصر کرکے کہتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام کا دعوے خلافت فرمانا کتب اخبار و سیر مین بایام سقیفہ و شورے تو متفق علیہ بین الفریقین ہی کما مضے و یاتی بعض شواہدہا اور خلافت منصوصہ وقت دعوی کے محصلہ و مقبوضہ تہی نہ مغصوبہ نہ وہ غصب ہو سکتی تہی پہر وہ خلافت مدعو سوائے خلافت حقہ دنیویہ ملکیہ کے کیا ہو سکتی ہی اور حدیث انشاد مین جسکو جہابذہ محدثین عامہ نے بہی نقل کیا ہی استحقاق خلافت کا ظاہر فرمانا بنصوص آیات و اخبار کے مذکور ہے صاحب صواعق محرقہ نے بہی بعض الفاظ دارقطنی سے اس حدیث کی نقل کی ہین تو یہ نصوص انشاد صاف دلالت کرتی ہین کہ خلافت جناب امیر علیہ السلام کی منصوصہ تہی اور اوس خلافت منصوصہ کی بنا پر آپ اپنا حق اس خلافت مدعو کو جانتے تھے جو مغصوب ہوکر قبضہ ثلاثہ مین رہی ورنہ بنا بر مذہب خلافت اجماعی کے بلا حصول بیعت خلافت کے دعوے خلافت کیسا کیونکہ دعوی کرنا خلافت منصوصہ کا تو غیر قابضین سے محض بے معنی ہے حضرات ثلاثہ کب خلافت بالنص پر متمسک ہوئے تہے جو اونسے وہ خلافت طلب فرماتے اور خلافت ملکی پہر بلا اجماع مذکور کسطرح دعوی کرتے پہا پہر تو دعوی ثابتہ کیلئے جو فریقین کے یہان متواتر سے ثابت ہے کوئی وجہ موجہ نہین ہو سکتی بجز اسکے کہ خلافت ملکی چونکہ شعبہ خلافت نصی کا ہے پس وہ دعوا آپکا خلافت حقہ ملکی کا بر بنا خلافت محصلہ دینیہ کے تہا نہ اور وجہ سے

اور اگر کہا جاوے کہ آپنے خلافت کا دعوے نہین کیا مگر یہ کہ آپ کی شکایت کا منشا ر
یہ ہی تہا کہ یہ بیعت سقیفہ کی میری خلافت پر ہوتی فانا قلت یہ خیال خام کملاحظہ مضامین
خطبات مذکورہ کے بدیہیہ البطلان ہی کما یاتی مکررًا بیانہا از آنجملہ قولہ فانہا منعتنی
حقی وغصبتنی امری سے صریحًا اسکی تکذیب ہوتی ہی کیونکہ ایسے خطبات وکلمات آپکے
حق ثابت وخلافت محقق بالفعل پر بوجہ تام دلالت کرتے ہین سلمنا لاکن یہ خواہش آپکی
بالضرور موجہ کسی استحقاق پر ہونی چاہیئی جو وہ حق متملک خلیفۂ متصرف پر فائق ہو ورنہ ہر شخص
غیر مستحق مدعی ہوجاتا حالانکہ کوئی بہی متعرض خلافت سوائے آپکی بدلائل منصوصہ واحتجاجات مسکتہ نہین ہوا
پس وہ استحقاق سوا تحقق آپکی دینی خلافت منصوصہ کے پیدا نہین ہوسکتا وَہُوَ عَیْنُ الْمَطْلُوب
اور مخفی نرہے کہ بعد رفع نزاع آپکی رضامندی نہ حضرات ثلاثہ کے تسلط خلافت پر ہوئی
ہے بلکہ حسب ماموری پیغمبر خدا صلعم کے آپنے معاشرت سلاطین کو ضرورۃً وماموراً اختیار
فرمایا تہا چنانچہ حدیث خاصف النعل اور حدیث مروی صاحب صواعق والذی نفسی
بیدہ لتقیمن الصلوۃ ولتؤتن الزکوۃ اولابعثن الیکم رجلًا منی اوکنفسی یضرب
اعناقکم ثم اخذ بید علیٍ ثم قال ھوھذا شاہد ہین آپکے منصب حفاظت اسلام کے
ہین اور ہم مضمون اسکی حدیث مروی صحیح مسلم ہی کہ رسولخدا نے جبکہ حالات ائمہ اشرار
بیان فرمائی اور لوگون نے اجازت جہاد کی چاہی تو آپنے فرمایا لاما اقاموا فیکم الصلوٰۃ

لہ یعنے قسم بخدا کہ اقامت صلوٰۃ وادائے زکوٰۃ کروگی یا مین ایک شخص کو اپنی ذات سے یا فرمایا مثل اپنی نفس کی تمپر مبعوث
کرتا ہون تاکہ عدم بجاآوری پر تمہاری گردن ماردیوے اور جناب امیرؑ کا ہاتہہ پکڑکر فرمایا وہ یہ شخص ہی کہ جسکو مین مبعوث و مامور
کرتا ہون ۲ یعنے انکو قتل نکرنا جب تک کہ وہ تم مین نماز پڑہے جاوین ۔

فی حدیث ام سلمۃ فی کتاب لغتن اللہ بلا اختیار فرمانے معاشرت کی حال اقامت صلوۃ
صحابہ کا معلوم رہنا امر مشکل تہا بلکہ بحالت ہجرت فرمانے کے زیادہ صعب تہا پس وقت
محاجہ فرمانے کے کوئی حجت روشن اور دلیل دندان شکن قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم
کما احتججتم علی الانصار سے نہین تھے جسکے جواب مین لوکان ھذا الکلام سمعتہ
الانصار منک یا علی قبل بیعتہا ابا بکر ما اختلف علیک اثنان کما مضی
حامیان خلیفہ و بانیان خلافت سقیفہ نے مجبور ہوکر زبان سے کہہ دیا اور دوسرا
قول جناب امیر کا فانہا منعتنی حقی وغصبتنی امری اور تیسرا قول فانہم ظلمونی حقی الخ
اور چوتہا قول ان اللہ عزوجل لما قبض نبیہ قلنا نحن اھلبیتہ وعصبتہ وذریتہ
الخ اور پانچوان قول اللھم انی استعدیک علی قریش ومن اعانھم فانھم
قطعوا رحمی وصغروا عظیم منزلتی واجمعوا علی منازعتی امرا ھولی اور چھٹا
قول ان لنا حقا ان نعطہ ناخذہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل اور ساتوان قول
دعوالی والتمسوا غیری الخ اور آٹھوان کلام جو ایک نامہ مین بنام معاویہ درج ہے
اما بعد فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک ولنت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا
ابابکر وعمر الخ اور اسیطرح آپکے دعاوی خلافت واظہار شکایت تمامتر متعلق اوسی خلافت
سے ہین جو تسلط فی الارض وتصرف امور رعیت سے مرتبط تھے کما عرفتہا مکرر امفصلا او
واضح ہو کہ امیر معاویہ محکوم باسلام ضرور تھے خواہ بحیثیت مؤلفۃ القلوب ہونیکے یا بلحاظ فی
قلبہ مرض کے یا علی زعمہم شرف صحابیت کیوا ولسے بیعت کا طلب کرنا علی التوحید

والرسالۃ وغیرہما کب سزاوار تھا کیونکہ پیغمبر خدا صلعم نے تو منافقین سے بوجہ اونکے محکوم باسلام ہونیکے بیعت علی التوحید والرسالۃ مجدداً کبھی طلب نہین فرمائی جو جناب ولایت مآب معاویہ وگروہ مؤلفۃ القلوب سے اپنی امامت منصوصہ پر بیعت طلب کرتے بلکہ آپکا طلب بیعت معاویہ سے کرنا اوسی خلافت مجمع علیہا پر تہا جسکی مخالفت پر نظم خلافت مین رخنہ اندازی متصور تہی اور وہ خلافت ظاہری سے ہی زیادہ تر متعلق ہو سکتی ہی تاکہ رعایا وبرایا متفق الطاعۃ رہین اور کسیکو خلاف منشاء امام العصر وخلیفہ دہر کے بسبب بیعت نکرنے کے موقع تمردی کا نظام شریعت مین نہ ملی لہذا آپنے استدلال مین اوسی خلافت مجمع علیہا کو ظاہر فرمایا کہ جسکا تحقق وظہور حقیقۃً اتفاق واطاعت عامہ سے ہی ہوا کرتا ہی اور جو باعتقاد ظاہری مخاطب مکتوب الیہ کے بہی واجب التسلیم اور مسلم الطاعۃ تھے پس آپکا یہ استدلال کہ فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر مشتمل بر ہر دو وجہ تحقیقی والزامی کے صحیح ہی اور یہ کمال قدرت تادیہ کلام مین ہی کہ جو کلام واحد جامع دلیل تحقیقی والزامی کا ہووے اور یوم غدیر جو حضرت رسالت نے صحابہ کو حکم بیعت شاہ ولایت کا دیا تہا کما فی حبیب السیر وہ استخلاف حاوی خلافت دینیہ ودنیویہ کا بقائم مقامی ذات اقدس آنحضرت صلعم کے تہا فقط اور اس امر کو مرۃً بعد اولی وکرۃً بعد اخری حاصل کیا گیا ہے کہ حاصل ہونا اوس خلافت ظاہری کا بعالم اسباب یعنی اطاعت امت وبیعت رعیت پر موقوف تہا لہذا آپنے اونہین اسباب اور وجوہ سے معاویہ پر حجت فرمائی جن اسباب سے کہ تصرف فی الارض زمانہ رسالت مین حضرت ختمی نبوت کو حاصل ہوا

اور بالعموم خلافت ظاہری کے لئے وہی سامان عالم اسباب ہوا کرتے ہین یعنی
نصرت اعوان اور اطاعت مردمان واتفاق بیعت لشکریان بلکہ جناب امیر نے بنابر نقل
عبدالحمید شارح نہج البلاغہ کے اس جملہ کو دوسری نامہ مین اسطرح رقم کیا ہے لان بیعتی بالمدینۃ
لزمتک وانت بالشام کما لزمتک بیعۃ عثمان بالمدینۃ وانت امیر لعمر علی الشام جب بیعت حاضرین کی
مردمان غائبین پر بطبق مذہب مختار امیر معاویہ کے لازم العمل و واجب الطاعۃ ثابت ہوتی ہے حجت الزامی
پر آپنے فرمایا ہے کہ مرد غائب کو حق انکار کا اوس بیعت سے نہین ہے کہ جس مین وہ حاضر نہو دیکھو اگر غائبین پر بیعت
حاضرین کی حجت نہوتی تو عمر خطاب معہ عصابۂ صحابہ کے بیت الشرف جناب سیدہ پر
اگ و لکڑیان لیکر بجائی ان لوگون کو جو شریک بیعت سقیفہ نہین ہوئے تھے اور بیت سیدہ
مین جمع ہوتے تھے تہدید احراق نفرماتے اور سعد بن عبادہ کو باوجود اونکی مہاجرت
ملک شام کے خالد بن ولید و ابو عبیدہ کے تیرون سے قتل نکرانے اور مالک بن
نویرہ کی قوم غیر حاضر پر الزام ردت عائد نفرماتے یہ تمام اجتہادات اسکے مخبر ہین کہ
بیعت حاضرین کی غائبین پر حجت ہے پس اسی حجت الزامی سے امیر معاویہ کو محجوج کیا گیا
اور آپنے وہی احتجاج مین فرمایا کہ جو مہاجرین و انصار عمل مین لا چکے تھے اور یہ شکایتین
جو بطلب خلافت کے فی غیر موضع آپکے خطبون اور کلام مین وارد ہین وہ سب اسی
لمعارت تصرف فی الارض کی بنا بر استحقاق کی تھین کہ خلیفہ نبی اور نبی کا وصی اوسی
وراثت کا مستحق ہوتا ہے جو نبی کو حاصل ہو چکا ہووے چونکہ جناب امیر ثلاثہ کو
خلفاء نبی اور رسول عربی کا حق وراثت منتقل ہونا اونکے حق مین نہین جانتے تھے لہذا

عہ ہر آینہ میری بیعت مدینہ کی تجھ پر شام مین لازم ہو گئی جیسا کہ بیعت مدنی عثمان کی تجھ پر اوسوقت مین لازم ہوئی کہ تو شام مین عمر

(margin) بعمومِ العموم ۱۲

(margin) [illegible]

اس اپنے حق کی ادا سے طلبگار تھے اور ہمیشہ خواہان رہے مخفی نرہے کہ اس نامہ مین جو امیر معاویہ
کے نام پر ہی لشنا خین نے کمی و بیشی عبارت مین فرمائی ہے اور مناسب مقام و بضرورت
توضیح مرام کے ہم ساتوین قول کی شرح کو (جو بعد قتل عثمان غنی کے لوگون نے آپکی خلافت
پر درخواست بیعت کی تو اوسوقت آپنے یہ خطبہ فرمایا ہے اور بغرض دفع دیگر سفسطیات کے بھی جو تناقضا
اس سے پیدا کیے جاتے ہین کہ بزمان خلافت ابی بکر و ایام شورے کے آپنے دعوی خلافت
کا فرمایا اور جبکہ آپ کی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی پیش ہوئی تو آپنے خلافت سے
اعراض فرمایا اور خلیفہ وقت کا اپنے کو وزیر ہونا پسند کیا) مشرحا ضبط تحریر مین لاتے ہین
آپنے فرمایا ہے کہ دَعُونِي وَالْتَمِسُوا غَيْرِي فَإِنَّا مُسْتَقْبِلُونَ أَمْرًا لَهُ وُجُوهٌ وَأَلْوَانٌ
لَا تَقُومُ لَهُ الْقُلُوبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُولُ وَإِنَّ الْآفَاقَ قَدْ أَغَامَتْ وَالْمَحَجَّةَ قَدْ
تَنَكَّرَتْ وَاعْلَمُوا أَنِّي إِنْ أَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ مَا أَعْلَمُ وَلَمْ أُصْغِ إِلَى قَوْلِ الْقَائِلِ
وَعَتْبِ الْعَاتِبِ وَإِنْ تَرَكْتُمُونِي فَأَنَا كَأَحَدِكُمْ وَلَعَلِّي أَسْمَعُكُمْ وَأَطْوَعُكُمْ
لِمَنْ وَلَّيْتُمُوهُ أَمْرَكُمْ وَأَنَا لَكُمْ وَزِيرًا خَيْرٌ لَكُمْ مِنِّي أَمِيرًا یہ کلام بلاغت

۱؎ چنانچہ فقرہ کان ذلک للہ رضیٰ مین لفظ للہ اور کل فقرہ فصلیہ جہنم وساءت مصیرا اور فقرہ غیر سبیل المومنین اضافہ شدہ ہین

۲؎ مجھے خلافت کی تکلیف مدو اور میرے غیر کو (بیعت و خلافت کیلئے) ڈھونڈو اسلئے کہ ہم زخ کرنیوالے ہین ایسے امر کیطرف کہ جس کے بہت سے مونہہ اور رنگتین ہین کہ قلوب اوس امر کی متحمل نہونگے اور عقول اوس پر ثابت نرہینگی (یعنے مجھکو ایسے واقعے پیش آنیوالے ہین) اور حال یہ ہے کہ اطراف عالم کے تاریک ہوگئے اور سیدھی راہ شرع شریف کی بدلگئی ہے (اسمین اشارہ ہے محدثات و بدعات حضرات ثلاثہ کیطرف) اور جانو کہ اگر مین تمہاری درخواست بیعت و خلافت کو قبول کرلونگا تو تمہارے ساتھہ وس چیز کا عمل کرونگا کہ جسکو مین جانتا ہون اور جسکا مجھے علم ہے اور مین کسی کہنے والے اور کسی عتاب کرنیوالے کیطرف کان مدونگا اور اگر تم مجھے خلافت سے ترک کرو تو مین مثل ایک احاد کے تمہارے ایک ہونگا اور شاید کہ مین تم سے زیادہ سننے والا اور زیادہ اطاعت کرنیوالا ہون اوس شخص کے حکم کا کہ جسکو تم امر خلافت کا متولی کرو اور میری وزارت تمہارے لئے میری امارت سے بہتر ہے تمہارے لئے۔

نظام اپنی متن سے و نیز بتوفیق دیگر خطبات کے شبہات و ترہات کو کلیۃً دفع کرتا ہے
بشرطیکہ قوّت مدرکہ صحیحہ سے سمجھا جاوی کہ وجہ اکراہ اس وقت مین صاف لفظون سے
بیان کی گئی ہی جو فرمایا فانا مستقبلون امرا آور جسکی شرح مین شیخ محمد عبدہ افندی مصری
نے لکھا ہی وذلک ان الاطماع کانت تنبہت فی کثیر من الناس علی عہد عثمان
بما نالوا من تفضیلہم بالعطاء فلا یسہل علیہم فیما بعد ان یکونوا فی مساواۃ
مع غیرھم فلو تناولہم العدل انفلتوا منہ وطلبوا طائشۃ الفتنۃ
طلبا فی نیل رغباتہم واولئک ھم اغلب الرؤساء فی القوم فان اقرھم الامام
علی ما کانوا علیہ من الامتیاز فقد اتی ظلما وخالف شرعا الی ان قال فاین المحجۃ
للوصول الی الحق علی امن من الفتن وقد کان بعد بیعتہ ما تقرر قبلہا
اس سے ظاہر ہوا کہ وجہ اکراہ کی وہ واقعات آئندہ تھے جنکی طرف آپنے اشارہ فرمایا اور
وہ واقعہ جمل و صفین و نہروان مین علے الاعلان اور زمان خلافت ظاہری مین با وفات مختلف
کلام و طعن پیش آتی رہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہ کیفیت زمانہ کی جو شارح نے بیان کی وہ
حالت طغیانی کی ہی کیونکہ ممالک اسلام مین ہر چہار طرف دور بنی امیہ کا ہو رہا تھا مدعیہ الاسلام

لے الملخص ترجمہ یہ ہی کہ یہ آپکا فرمانا بوجہ طمع کرنے گروہ کثیر کے تھا کہ جو عہد عثمان بن عفان میں عطایا غنایم میں اپنے حصے اور وہی
زاید لیا کرتے تھے پس آپنے سمجھ لیا کہ اونپر آپکی تقسیم بحصص مساوی شاق ہوگی اسوقت وہ مرتکب فتنہ و فساد ہونگے
پس اگر امام معصوم اونکی خواہش کی موافق اقرار فرما لیتے تو ظلم کو بجا لاتے اور خلاف شریعت کے
عمل کرتے پس کہان حکم شریعت رہتا اور وصول الی الحق کے لئے راہ مستقیم کب باقی رہتی اور فتنہ سے امن
کس طرح ملتا اور وہی بعد بیعت کے پیش آیا جو آپنے بیعت قبول فرمانے سے پہلے ارشاد فرمایا تھا انتہی ۱۲

مین عثمان غنی کے بذل و عطائی مستحق و غیر مستحق کے حرص و طمع کو روز افزون کر دیا تہا اور
ہر صوبہ پر بنی امیہ اور انکے ہوا خواہی فایز تھے انکی تسلط و ناحق کوشی نے سفہا کو ناحق طلبی
مین زیادہ تر دلیر بنا دیا تہا چنانچہ شام مین معاویہ مصر مین عبد اللہ بن ابی سرح کوفہ مین
سعید بن العاص بعدہ ولید بن عقبہ فاسق القرآن بصرہ مین ابن عامر برادر خالوی عثمان یمن مین
یعلی بن منیہ صاحب جمل عایشہ عامل تہے جسکی ثبوت مین واقعہ جمل و صفین کافی و بس ہے کہ جو بیہ
بانبوہ کثیر خلیفہ عصر سے لڑی اور خرق اجماع سے نہ ڈری اور اسمین حدیث خیر المرسلین عہدہ نقض
ہی کہ فرمایا اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین کان دین اللہ دخلا و فی نفطۃ و فلا۹ و مال اللہ
دولا و عباد اللہ خولا کما فی کنز العمال پس یہ تسلط جبروتی اور ناجایز مال پر خوگر فتگی پہلی
اسوقت سی کب شایع تہی جو دونو زمانہ یوم سقیفہ اور بعد قتل خلیفہ کی حالت انکار اور طلب
خلافت مین یکسان قیاس کیجاوی اور علاوہ اسکے سبب آپکی اکراہ کا خلافت سے اسوقتمین اور یہ
تہا کہ عوام الناس بیعت مین شرط سیرت شیخین کی چاہتے تہے آپنے اس شرط کے پیش کرنیسے
اونکو بقولہ و لم اصغ الی قول القائل و عتب العاتب[۳] کر باز رکہا چنانچہ ابن ابی الحدید
نے اسی خطبہ کی شرح مین نقل کیا ہی کہ ان الذین رادوہ علی البیعۃ ہم کانوا العاقد بن
بیعۃ الخلفاء من قبل و قد کان عثمان منعہم او منع کثیرا منہم حقہ من العطاء لان بنی امیۃ

---

۱ جب پسران ابو العاص بن امیہ تیس نفر ہو جاینگے دین خدا کو فاسد یا فرمایا مغشوش کرینگے اور اللہ کے مال اپنے
دولت بنا وینگے اور بندگان خدا کو اپنے غلام و خدمتگار گردانین گے ۲ مین کسی کہنے والے اور کسی عتاب
کرنے والے کیطرف کان نہ دونگا ۳ یہ ساتوین جزو شرح نہج البلاغۃ مین ہے کہ تحقیق او ن

استاصلوا الاٰیام فی ایام عثمان فلما قتل عثمان قالوا لعلی علیہ السلام نبایعک
علی ان تسیر فینا سیرۃ ابی بکر و عمر الی ان نقل فطلبوا من علی البیعۃ علی ان تقسیم
علیہم بیوت الاموال قسمۃ ابی بکر و عمر فاستعفاھم و سألہم ان یطلبوا غیرہ
من یسیر بسیرتہما ایسی صورت لاحقہ مین آپ اُس بعیت سے کیونکر اعراض نہ فرماتے
جس مین شرط سیرت شیخین کی شامل کیجاتی تہی اور جس سیرت کو کہ آنحضرت ولایت منزلت
تمکن خلافت ظاہری کے سراسر جور اور اہل سیرت کو عاملین بالجور فرماتے تھے
کما نقلہ ابن قتیبہ فی کتاب السیاسۃ والامامۃ فی روایۃ رجل من بنی خثعم
اور جناب امیر نے تو اس شرط سیرت پر قصہ شوریٰ مین خلافت مدعو سے دست برداری
فرمائی تہی اور اس شرط کو قبول نکیا تہا کما فی تاریخ الخلفا للسیوطی پس جسکو جس علت
پر آپ پہلے ہی ترک فرما چکے تہے مکرر اوسی علت پر اُسکو کس طرح قبول فرما لیتے کہ اوسمین عمل بجور کرنا

اُن لوگون نے آپسے بعیت کا ارادہ کیا تہا کہ جو خلفاے سابقین کی بعیت کر چکے تہے اور جو عطاے عثمان غنی سے محروم کر دیے
اسلئے کہ بنی امیہ نے زمانہ عہد خلافت عثمان مین مستاصل کر دیا تہا پس جبکہ عثمان قتل ہوگئے تو اون لوگون نے آپسے درخواست
بعیت کی کہ ہم تمہاری بعیت کرنے مین بنا بر اسکے کہ ہمارے ساتھ سلوک کرین مثل سلوک کرنے شیخین کے اور خواستگار
ہوئے آنحضرت ع سے امر بعیت مین اس معاہدہ کے کہ جس طرح شیخین مال غنائم ہمکو دیا کرتے تہے تو آپ بہی اوسیطرح
عطا کرین پس آنحضرت ع نے اونسے بچنا چاہا اور فرمایا کہ تم میرے غیر کو ڈہونڈہ لو جو شیخین کی سیرت پر سلوک کرے
۲۷ اور ملخص ترجمہ روایت خثعمی کا یہ ہے کہ جناب امیر ع ایک شخص سے جو بنی خثعم سے تہا بیعت طلب فرمائی اوسنے بیعت
مین شرط سیرت شیخین کی لگائی کہ مین حسب حکم قرآن و سنت نبی و سیرت شیخین کی بیعت کرتا ہون آپنے شرط سیرت
شیخین کو منع فرمایا مرد خثعمی نے ترک سیرت شیخین کو قبول نکیا آپنے فرمایا کہ تو کس لیے اونکی سیرت پر اصرار
کرتا ہے ہما کانا عاملین بالجور یعنی وہ دونو ظالم تہے وہ شخص ایسا تھا کہ جنگ نہروان مین آپکے مقابلہ مین
ہمراہی خوارج مارا گیا

لازم ہوتا جو مخاطبین وعدول وثقات ومتقین وابرار سے خیلے لبعید ہے چہ جائیکہ حضرات
معصومین اوسکو اختیار فرمالیں اور متن خطبہ سے یہ کہاں پایا جاتا ہے کہ آپنے انا وزیر
الخلیفہ لکم خیر فرمایا ہے جو آپکے کلام پر وزارت خلیفہ کا اقرار کیا جاتا ہی یہ عہدہ
وزارت ایام خلافت ثلاثہ مین مقرر ہی نہین ہوا تھا جو کوئی وزیر اوسپر قایم ہوتا پس
منصب غیر واقع کو کس لئے آپ اپنے لئے تجویز فرماتے خصوصاً جبکہ فرمانروایان ماضیہ
کو آپ عاملین بالجور جانتے تھے او عثمان غنی کی خلافت کی مدح اسی خطبہ کے شارحین نے
لکھی ہے اور آپنے عاقدین بیعت سے یہ ہی فرمایا کہ اطلبوا غیری ان لیسپر تھا
پس خلیفہ بالجور کا وزیر لامحالہ بالجور ہوگا تو ایسے خلیفہ متبع بالجور کی وزارت قبول
نہ فرما سکتے تھے یہان پر الفرار من المطر والقیام تحت المیزاب صادق آتا ہے اور
یہ کلام آپکا موہم عدم استحقاق آپ کی خلافت کا نہین ہے بلکہ یہ ایسا کلام فصاحت
نظام بلاغت انضمام جامع صنایع لفظی و بدایع معنوی و محسنات ظاہری مقتبس
از کلام الٰہی واحادیث رسالت پناہی ہے کہ محو حیرت کر دیا ہے اور دریا کو
کوزہ مین بند فرمادیا ہی سچ ہے قال[۱] احادیث آل محمد صعب مستصعب
لایومن بہ الا ملک مقرب او نبی مرسل او عبد امتحن اللہ قلبہ للایمان
اگر اسپر ایمان نہین ہے اور کلام مایہ شبہ واعتراض دل ہے تو اسکو ملا علی متقی نے بھی

---

[۱] ائمہ آل محمد کی احادیث عسیر الفہم اور مشکل ہین اونپر کوئی ایمان نہین لاتا ہی مگر فرشتہ یا رسول یا وہ شخص
جسکے قلب کا امتحان یقین خدا نے کرلیا ہی کما فی الاساس و ہکذا نقلہ ابن ابی الحدید فی شرحہ علی نہج البلاغۃ من الجزو
السادس علی الصفحہ ۱۰۳

کنز العمال مین بذکر خلافت ظاہری جناب امیر کے یہ آپکا قول بدین الفاظ نقل کیا ہو فانی وزیر اخیر منی لکم امیرا اب خصوصیت جواب مین بذمہ داری فرقہ شیعہ کے نہین رہی بلکہ اہلسنت والجماعت کو بھی اس اعتراض کا جواب بحمایت خلافت رابعہ کے واجب و لازم ہے مگر وہ کیا جواب دین گے بجز اس کے کہ پیروی خوارج مین شبہات ہی وارد کرین ؎ آسمان بار امانت نتوانست نہاد * قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند اولاً اور لاً جواب اجمالاً حوالہ قلم وقت نگار کیا جاتا ہے قال اللہ تعالے فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین وقال صلعم فی قصۃ القرطاس دعونی ذرونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ فی المشکوٰۃ اب غور کرنا چاہئے کہ وقت اعراض کرنیکے مشرکین سے حضرت رسالت نبی برحق تھا اور اعراض کرنا ظاہر منافی منصب نبوت تھا کہ بحالت توجہ ہدایت فرماتے یا جہاد عمل مین لاتے پس یہ اعراض خلاف امتثال احکام رسالت کے کیا معنے رکھتا ہی جو فوائد رسانی ہدایت جہاد سے بحکم اعراض کا بارگاہ خداوندی سے صادر ہوا اور قولہ صلعم دعونی ذرونی جناب امیرؑ کے کلام دعونی والتمسوا غیری الخ سے بہت ہی مطابق ہے کہ آنحضرت صلعم نے نزاع صحابہ سے جو دربارۂ منع قرطاس اور امتثال امر کے مابین اونکے پیش آیا اوسکے قول فیصل فرمانے سے پرہیز کیا اور عبادت خداوندی اور اپنی مشغولی اوقات کو یاد

ع۱ پس بجا لا اوس چیز کو جسکا تجھکو حکم دیا گیا ع۲ یعنے چھوڑ دو اور ترک کرو مجھے پس وہ امر کہ مین جس مین مشغول ہون بہتر ہے اوس چیز سے کہ تم مجھے اوسکی طرف بلاتے ہو۔

خدا مین اوس سے بہتر فرمایا حالانکہ قول فصل بظاہر عمدہ نہی ہے فماھو جوابکم
ھہنا فھو جوابنا اب متن متین کلام مبین کی رموز جو بلحاظ اقتباس از کلام رحمن اور
مخبر بدائع بلاغت نشان ہین بعنوان تفصیلی بنظر غور سمجھنے چاہئین کہ بیان وزارت و امارت
مین محسنات لفظی و مناسبات عرفی ہین اور باعتبار معنی کے اقتباس آیات کریمہ
و احادیث خیر البریہ سے اسمین مکنون ہے اول وہ آیہ وافی ہدایہ جو دربارہ استخلاف
کے آیا ہے نقل کیا جاتا ہے قال اللہ تبارک و تعالے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ
وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (الی قولہ تعالی) فَإِذَا فَرَغْتَ
(من حجۃ الوداع) فَانْصَبْ (علیا علی الخلافۃ) والی ربک فارغب اور
وزیر صیغہ اسم فاعل کا لفظ وزر بمعنے بار و بوجھ سے مشتق ہے جسکے معنی یہانپر بار رسالت کا
بٹانے والا اور اوٹھانے والا ہوئے اور حدیث قدسی اید تہ[1] بوزیرہ و
نصرتہ بوزیرہ بحق جناب امیر منطوق کلام اس معنی کی مبین ہے اور حدیث
لایبلغ عنی الا انا او رجل منی جو آنحضرت صلعم نے مخاطباً بابی بکر بوم تبلیغ سورہ
برات فرمائی ہے بمفہوم مرام وزارت جناب امیر پر دلالت کرتے ہین حدیث
وزارت بشان شاہ ولایت پناہ اصحاب رآیت بطرق متعددہ و بالفاظ مختلفہ و بمعانی

---

[1] ایا ہینے تیرے سینہ کو ای نبی نہین کھولا اور اوتارا ہمنے تجہہ سے بوجہ تیرا ایسا یا رکہ پٹھہ تیری دگرانباری رسالت سے) توٹی جاتی تہی (سانتہہ قایم کرنے علے کے وزیر تیرا) پس جبوقت تو فارغ ہو حجۃ الوداع سے پس (علے کو خلافت پر) مقرر فرمادے [2] یعنے میری طرف سے کوئی پیغام نہین پہونچاے گا مگر مین خود یا وہ شخص جو مجہہ مین سے ہووے۔۔

متحدہ بکثرت وارد ہین اور بوجہ گنجایش نہین رکھتا جو اونکو نقل کیا جاوے وتلک الاحادیث فی مودة القربیٰ للهمدانی وفی غیرہا لغیرہ اور حدیث تبلیغ برأت سے یہ واضح ہوگیا کہ سواے نبی کے یا سواے اوس شخص کے جو نبی کا قرابت مین جزو قریب ہووے کوئی بار متعلق رسالت و تبلیغ کے اوٹھانے والا نہین ہو سکتا اور جو رسالت کا بوجھ اوٹھاے گا وہی وزیر ہوگا پس غیر شخص نبی کا وزیر نہین کہا جا سکتا اور ہوئد اور موکد اس خصوصیت جزو نبی کی وزارت کے لئے آیات مذکورہ صدر ہین جو ضرور قابل اعادہ ہین قال اللہ تعالی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی وقال اللہ وجعلنا معہ اخاہ ہارون وزیرا اور اخوت حضرت ہارون با حضرت موسے کتب علماء سیر و اخبار سے سب کو معلوم ہے پھر بہاں پر آیات مذکورہ مین بعد ذکر اسم ہارون کے جو اوس اخوت کا انتباہ فرمایا گیا وہ خالی فائدہ سے نہین ہے ورنہ الفاظ بے ضرورت کا استعمال کلام الٰہی مین لغو ہو جاتا ہے وَہُوَ مُحَال پس وہ فائدہ یہ ہی ہے کہ وزارت مخصوص بل قرابت مین وہ بھی جزو قریب مین من عند اللہ عطا ہوتی ہے اور خلاف اسکے مصداق وَلَا تَجِدُ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیلًا واقع نہین ہوتا اور کتاب امالی ابن بابویہ علیہ الرحمہ سے صاحب غایة المرام نے نقل فرمایا ہے رسولخدا صلعم سے کہ فرمایا خداوند تعالے نے کہا کہ انا اللہ لا الٰہ الا انا خلقت الخلق بقدرتی واخترت منہم من شئت من انبیائی واخترت من جمیعہم محمدا حبیبا وخلیلا وصفیا

ترجمہ ہر سہ آیہ کا صفحہ ۴۴ پر مذکور ہو چکا ۱ اس حدیث قدسی سے وصی و وزیر مقرر ہونا جناب امیر کا من عند اللہ ظاہر ہے ۲ یعنی مین نے

وبعثہ رسولا واصطفیت لہ علیاً فجعلتہ اخاً ووصیاً ووزیراً ومودیاً عنہ من بعدہ[۱]
الی خلقی وخلیفتی علی عبادی لیبین لہم کتابی ویسیر فیہم بحکمی وجعلتہ العلم
الہادی من الضلالۃ الحدیث پس قولہ وزیراً ومودیاً عنہ من بعدہ الے آخرہ
مخصوص عہدہ وزارت بعد النبی پر دلالت کرنیوالا ہے بناءً علیہ اس کلام بلاغت نظام
مین جو آپنے اپنی وزارت کو ارشاد کیا ہے وہ بطریق اقتباس مذکور وزارت من حضرۃ النبوی
عہدہ عطیہ الٰہی ہے اور یہانپر ذکر اس وزارت کا بکلام مختصر وارد ہے آنحضرت علیہ السلام نے
حدیث انشاد مین جو استدلال خلافت پر اس وزارت سے فرمایا ہے اوس مین وزارت کا
من عند الرسول حاصل ہونا مذکور ہے کما قال فانشدلت باللہ الی الوزارۃ مع رسول اللہ
والمثل من ہارون من موسیٰ ام لک قال ابوبکر بل لک وکما قال فی حدیث آخر فانشدک
باللہ الی الوزارۃ من رسول اللہ الخ ما قال اور فرمایا انا اخو رسول اللہ ووصیہ و
ولیہ ووزیرہ وصاحبہ وصفیہ وحبیبہ وخلیلہ الحدیث ہذہ فی کتب الاخبار
مثل الامالی لابن بابویہ والاحتجاج للطوسی وغایۃ المرام للہاشم البحرانی علیہم الرحمۃ پس اخبار
مذکورہ سے معلوم ہوا کہ قبل اس خطبہ کے آنحضرت اپنی اس وزارت کو دیگر مواقع پر ازمنہ
سابقہ مین بھی صاف فرما چکے ہین کہ میری وزارت من عند النبی ہے اور یہانپر اوسکو باعتماد
اظہار وتبیین ما سبق بکرر کے بالفاظ مختصر ارشاد کیا ہے اور یہ اصول مین مقرر ہے

---

[۱] کو برادر اور وصی اور وزیر اور پہونچانیوالا احکام شریعت کا نبی کی طرف سے گردانا بعد نبی کے خلق کی جانب
اور اپنا نائب اپنے بندو پر کیا تاکہ بیان کرے اونسے کتاب میری اور اونمین سلوک کرے میرے حکم کیساتھ
اور گردانا اوسکو علم اور نشان ہدایت کرنیوالا ضلالت کے راستہ سے قسم دیتا ہون تجھو اللہ کی وزارت پیغمبر کی
ہیر سے لئے ہوا ویکیل ہارون کی موسیٰ سے یا تیرے لئے ابوبکر نے کہا بلکہ تیرے لئے ع میں بھائی پیغمبر کا اور وصی اور
ولی اور وزیر اور مصاحب اور صفی اور حبیب اور خلیل اونکا ہون۔

القرآن یفسر بعضہ بعضا و الحدیث یفسر القرآن والحدیث یفسر بعضہ بعضا
اور کلام موجز عام اس سے کہ قرآن ہو یا حدیث بلا توفیق دوسری آیت یا دوسری حدیث
کے سمجھ لینا سخت دشوار ہے اور جو معنے کسی آیت یا کسی حدیث کے دوسری آیت یا حدیث
کے معنی شامل ہوکر پیدا ہوتے ہیں وہ اشارات لفظی سے ماخوذ نہیں ہوتے ہیں
پس یہ کلام رشادت التیام انا لکم وزیرا خیرمنی لکم امیرا آپکے اوس کلام ہدایت
نظام وحجت انتظام سے توفیق وتطبیق کرنا چاہیئے کہ جو قبل اس کے یوم شوری آپنے نقل
حدیث رسولخدا صلعم کی اپنے حق خلافت مین احتجاجا پیش فرمایا ہی اور اوسمین ذکر اس
وزارت کا بھی وارد ہی کہ قال صلعم علی اخی و وزیری و وارثی و وصیی وخلیفتی
فی امتی و ولی کل مومن من بعدی الحدیث کما رواہ ابراہیم بن محمد الحموینی وہو من
اعیان محدثیہم فی کتاب فرائد السمطین جس سے معلوم ہوا کہ آپنے جو اپنے کو وزیر فرمایا ہی وہ آپکے
وزارت من عند النبی ہی نہ وزارت کسی خلیفہ سابق یا لاحق کی اور ایسے ہونے سے جو وزارت
کو بہتر ارشاد کیا ہی وہ یہ ہی خلافت من عند اللہ و وزارت من عند النبی ہی کما عرفت اور
جس امارت سے کہ آپنے اعراض چاہا تھا وہ امارت دنیوی ہی جسکو صدر مین مفصلا نقل کیا
گیا ہی اور وہ تابع امارت دینی کے ہے کہ خلیفہ نبی مستحق اس امارت کا بحکم ولقد کتبنا
فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کے ہے اور یہ امارت
دنیوی ایک ایسا حق اختیاری ہی کہ مستحق چاہین اوسپر قابض ہون چاہین بمصلحت زمانہ

ع قرآن کی بعض آیات بعض آیتون کی تفسیر کرتی ہین اور حدیث قرآن کی مفسر ہے اور ایک حدیث دوسری حدیث کی مفسر ہے

اوسکو ترک کیے ہین چھوڑ دین اور جب مناسب دیکھین اختیار فرمالین دیکھو حضرت خلیل جلیل ع نے بقولہ رب ہب لی حکماً کی اور حضرت یوسف ع نے بقولہ اجعلنی علی خزاین الارض کی درخواست کر کے تصرف وحکومت فی الارض کو اختیار فرمایا اور رسولخدا نے اوس میراث وحق تصرف کو ہجرت اختیار فرما لینے سے بلد الامین سے اوٹھا لیا کیونکہ ہجرت اوسیکو کہتے ہین کہ جس مین تمام تعلقات اوطان سے ترک اختیار کر لیا جاوے پھر سال فتح مین اوسے بلد الامین کو آنحضرت صلعم نے اپنے تحت تصرف وحکومت مین اختیار فرمالیا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہ حق ترک واخذ مین امر اختیاری انبیا علیہم السلام کے رہا ہے اور اوسکی ترک سے ازالہ حق جایز کا کبھی نہین ہوا ہے ویاتی بیانہ فی الباب الثانی مفصلاً پس آپنے اوس وزارت اور منصب کو بہتر امارت سے فرمایا کہ جو حدیث قدسی فجعلتہ اخاً ووصیاً ووزیراً وموریاً عند الخ مین مذکور ہے اور اسی لئے امارت کو قبول نہین فرمایا تہا کہ طغیانی ظلم اہل زمانہ سے آپ بخوبی واقف تھے کہ موافق شریعت کے یہ لوگ سلوک کرنیوالے نہین ہونگے اور روزگار کی عدم مساعدت سے امارت کو استحکام نہ ہوگا تو آنحضرت ولایت منزلت کا اعراض فرمانا بالضرور حق وصدق اور عقلاً مناسب وانسب تہا اور جو آپنے امارت وخلافت کو قبول فرمایا وہ بکمال جبر واکراہ کے تہا جسکی خبر خطبہ شقشقیہ مین ماثور ہے کہ آپ فرماتے ہین والناس یہرعون الی کعرف الضبع قد انثالوا علی من کل جانب حتی لقد وطی الحسنان وشق عطفای مجتمعین حولی کربیضۃ الغنم

۱؎ یعنی لوگون نے بیعت کرنے کی غرض سے میری طرف ہجوم بسرعت تمام کیا مثل ہجوم کرنے کفتار کے اور ہر طرف سے مجہپر ازدحام کر لیا یہانتک کہ حسنین بسبب کثرت ہجوم کے پامال ہوگئے اور شانہ میرا پہٹ گیا یا فرمایا کوفتہ ہوگیا اور وہ لوگ مثل گلہ گوسفند کے میرے گرد جمع ہوگئے انتہی

بعد ملاحظہ کرنے واقعات مذکورہ کے کوئی شبہ قلوب مومنین مین باقی نہین رہ سکتا ہے
ولم یجعل لہ نوراً فما لہ من نور اور جو امام زادے متصدی خروج خلفائے دوران
پر ہوئے اونکی سیرت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خلافت اجماعی اہل جور کو باطل
جانتے تھے ورنہ خروج خلفائے مجمع علیہم پر نہ فرماتے اوجس خلافت کو کہ وہ خلفائے
اعصار سے اخذ کرنا چاہتے تھے وہ خلافت دنیوی ہی تھی اور یہ لکھنا کہ وہ دینی یا دنیوی
خلافت کے مدعی استحقاق تھے یہ کہین ثابت نہین کہ جو اونکی خلافت کو من عند الشارع
سمجھ کر مدعی اور متصدی خروج ہوئے ہون بلکہ خروج کرنا امام زادون کا حقیقتاً دم
اساس سقیفہ ہوا ہے اور اونکے اجبار و تعدی پر دفاع کیا گیا ہے والباقی سیاتی ....

باب سوم

ذکر مصالحت امام حسنؑ مجتبی مین امیر معاویہ سے ہی بیان اسقدر انتباہ کرنا کافی ہے
کہ یہ مصالحت و تفویض خلافت متعلق امارت ملکی و خلافت دنیوی کے تہی جسکو توضیح
ما لا کلام و بصراحت تمام صدر مین لکھا گیا ہے اور امر خلافت مین آپکا مذہب بنا بر
اجماع امت اسی امارت ملکی کی نسبت تہا کہ تصرف و تحکم بلا اتفاق رعیت و غلبہ استیلا
میسر نہین ہوتا اور باب اول مین مدللاً و مصرحاً حالی کیا گیا ہے کہ بیعت کر لینا کسی کا
بوجہ مغلوبی کے خلافت دنیوی پر کسی متغلب و ملک عضوض کے موجب خلع امامت
من عند اللہی کا اور ثابت کر لینے والا خلافت دینیہ اوس متغلب جبع کا نہین ہوتا

کیونکہ نفس بیعت علی ما افاد امامہم النواوی صرف معاہدہ ہی محض اطاعت کی لئے اور اطاعت بوجہ تاملوک دنیا کی بھی واجب ولازم ہوتی ہے کما عرفت پس مصالحت یا بیعت علی ناروا ہجم کر لینا امام حسن علیہ السلام کا اسی نوع سے تھا اسلئے کہ آپکے مضمون مصالحت سے واضح ہوگا کہ آپنے معاہدہ عدم منازعت پر بقبول خلافت ملکی امیر معاویہ کے فرمایا تھا نہ باقرار خلافت دینیہ کے اور آپکے کسی کلام اور کسی عمل وسیرت سے خلافت دینیہ کا باجماع امت منتحقق ہونا ہرگز ثابت نہین ہی اور واقعہ مصالحت اور تفویض خلافت کا بحالت مجبوری وبملاحظہ شبابت مان الف شہر کے پیش آیا ورنہ کوئی وجہ نہین تھی جو بطوع ورغبت اختیار فرماتی اور اپنے کو خلافت سے خلع فرما لیتے اور امام معصوم کی یہہ مصالحت بہت مشابہ صلح حدیبیہ حضرت رسالتؐ سے ہی کہ رسالتمآب صلعم نے بھی بنظر اصحاب ظاہر کے حدیبیہ کی صلح کو بزمان اقتدار وفتوحات دیار وامصار وغزوات قابل یادگار وجمعیت لشکر بیشمار سنہ ۶ ہجریمین مفرورین بدر واحد وخندق سے اختیار فرمایا اور اپنے حق انما الامر للہ ولرسولہ سے کما ہو فی سنن ابی داؤد اور تصرف امور اہل مکہ ودخول بیت الحرام سے بہ تحریر صلحنامہ کے دست برداری فرمائی اس مضمون سے کہ لشکر اسلام داخل مکہ نہوگا بلکہ مدینہ منورہ کو مراجعت کریگا اور مابین مسلمین ومشرکین کے خلاف حکم قتال قاتلوا المشرکین کافۃ اور خلاف حکم بشارت فان حزب اللہ ہم الغالبون کے مقاتلت ومحاربت نہوگی اور باہمدگر امن وسلامتی کے ساتھ ایک فریق دوسرے فریق کے بلاد وامصار مین آمد ورفت رکھینگے

۱؎ مقاتلت کرو تمام مشرکین سے ۲؎ تحقیق اللہ کا لشکر ہی غالب ہو

اور سال آیندہ جو مسلمان کہ مکہ مین بہ نیت مناسک حج آئینگے تین روز سے زاید قیام نکرینگے اور ہتیار نہ باندہین گے اور جو شخص مکہ سے بلا اذن کفار قریش کے بہاگ کر اہل اسلام کے سایہ حمایت مین آئیگا اوسکو اہل اسلام باوجود اوسکے مسلمان ہونے کے حوالہ مشرکین کردینگے اور جو شخص بلا اذن اہل اسلام کے مشرکین سے جا ملیگا اوسکو مشرکین واپس نکرین گے اور نیز رسولخدا صلعم نے برطبق تعرض کفار قریش کے کتابت صلحنامہ سے بجاے تحریر محمدؐ رسول اللہ کے محمدؐ بن عبد اللہ لکہا جانا ہی منظور فرمالیا اور کتابت محمدؐ رسول اللہ کو محو فرمادیا کما ہو فی مدارج النبوۃ وغیرہ اسی مقام پر فوائد عبارت صلحنامہ امام حسن ؑ مجتبیٰ کو لکہنا الغرض موازنہ مضمون ہردو صلحنامہ سے مناسب ہے امیر معاویہ نے عہدنامہ صلح مین اقرار اپنا یہ مندرج فرمایا تہا کہ ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان ان یعہد الی احدٍ من بعدہٖ عہداً وعلی الناس امنون حیث کانوا من ارض اللہ وعلے ان اصحاب علیؑ وشیعتہ امنون علی انفسہم واموالہم ونسائہم واولادہم پس اہل نظر بملاحظہ مضمون ہردو صلحنامہ کے خود اندازہ کر سکتے ہین کہ حفاظت مسلمین کی جان و مال و اولاد اور اونکی بود و باش مین امن و سلامتی کونسی صلح مین مندرج تہی اور نکث و انحراف کا وہی فریق ذمہ دار ہوسکتا ہی جو اوسکا مرتکب ہوئی نہ فریق مقابل جو کبہی نکث اپنے عہد سے نکرے پس جس طرح سے کہ پیغمبر خدا

ع ۱ یعنی معاویہ کو یہ حق نہین ہی کہ کسیکو اپنا خلیفہ مقرر کرے اور معاہدہ صلح اسپر ہے کہ لوگ مامون و محفوظ رہین جس حیثیت سے کہ زمین خدا پر بود و باش رکہتے ہین اور اسپر صلح کیجاتی ہے کہ اصحاب علیؑ اور شیعہ آپکے اپنی نفوس و اموال و نسوات و اولاد کی طرف سے محفوظ و مصئون رہینگے انتہی کما فی مدارج النبوۃ

صلعم دست برداری تصرف ارض مقدس مکہ معظمہ اور اپنے حق جائز تسلط فی امور الرعایا سے بروایتے تین سال وبروایتے دس سال کے لی جو یہ مدت آخر انتہا عمر شریف آنحضرت صلعم سے بھی متجاوز تھی اور محو فرمانے لفظ رسول اللہ سے معزول النبوۃ نہین ہوئے کیونکہ یہ تصرف حق تفضلی بالاے منصب نبوت و منصب خلافت دینیہ کے ہوتا ہی اسکی دست کشی سے اصل رسالت یا دینی خلافت مین کچھ خلل واقع نہین ہو سکتا اسی طرح امام حسن علیہ السلام کی صلح کا حال مع شے زائد ہے کہ امام معصوم نے اپنی دست برداری خلافت دنیویہ سے بشرط تحفظ نفوس و اموال مومنین کے باندراج صلحنامہ اختیار فرمائی تھی اور جو صلح حدیبیہ مین تصرف علی الملک سے دست برداری تھی وہی دست برداری اس مصالحت مین ہوئی نہ مغائر اوس صلح حدیبیہ کے اگر مصالحت امام حسن ؑ کی موجب شماتت عوام الناس ہوئی زیادہ اوس سے صلح حدیبیہ مین خواص صحابہ نے شماتت فرمائی تھی حتی کہ پیغمبر خدا کی نبوت و رسالت سے بد اعتقاد ہو گئے تھے حضرت عمر کا قول ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ کتب اخبار و سیر مین مسطور اور السنۂ اہل دین و دیانت پر مذکور ہے اور اتبک پیروان حضرت عمر در بارہ صلح حدیبیہ کے طعنہ زن رسول ہوا کرتے ہین چنانچہ شیخ المحدثین عبد الحق مدارج النبوۃ مین ذکر شرائط صلحنامہ مین لکھتے ہین و شرط دیگر عجیب شنیع آنکہ ہر کہ از ما بی اذن ولی خود پیش شما بیاید او را پیش ما باز فرستد اگرچہ مسلمان باشد و ہر کہ از شما پیش ما بیاید او را بانہ

ؑ مین نے کبھی امر رسالت پیغمبر مین شک نہین کیا جب سے کہ مین اسلام لایا ہون مگر آج شک کیا ہی

نفر ستیم مسلمانان ازین شرط تعجب کردند و گفتند سبحان اللہ چگونہ باز فرستیم کسی را کہ مسلمان آمدہ چون سہیل ذکر این شرط کرد حضرت فرمود ہمچنین باش عمر گفت الخ ما نقلت عنہ اور یہ عجیب شنیع شرط نہ باعتبار شرط کرنے مشرکین کے ہے ہوسکتی ہے بلکہ اس شرط کو جبکہ رسولخدا صلعم نے قبول فرمایا اگرچہ پیش کردہ مشرکین تھی لہذا ہر طور اور ہر طرح حق و صدق ہی نہ عجیب ہوسکتی ہی نہ شنیع ورنہ قبول کرنا اوسکا بھی معاذ اللہ عجیب شنیع ہو جائیگا کیونکہ تقیہ شارع پر عندہم جائز نہین ہی اور اگر صحت صلح حدیبیہ مین توجیہ ہی تو مصالحت امام حسنؑ مجتبی با معاویہ مین زیادہ تر توجیہات صحیحہ و مصالحہ ظاہرہ پائی جاتی ہین اسلئے کہ توجیہ قاضی کو امام نواوی نے باب صلح حدیبیہ مین شرح صحیح مسلم کی بدین عبارت نقل کیا ہے ان للامام ان یعقد الصلح علی ما رآہ ع۱ مصلحۃ للمسلمین وانکان لایظہر ذلک لبعض الناس فی بادی الرای وفیہ احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منہا او لتحصیل مصلحۃ اعظم منہا اذا لم یکن ذلک الا بذلک انتہی یہان پر فوائد ہر دو صلح کے بنا بر مذاق اہل نفاق و اصحاب وفاق دکھلائے جاتے ہین کہ صلح حدیبیہ کی برکات سے فتوحات ما بعد بیشمار ہوئین کما قالت العلماء اور یہ کہ حضرت عمر کی عقیدت باطنی کا راز کھل گیا جو قولہ ما شککت الخ سے ظاہر فرمادیا اور یہ کہ دیگر صحابہ نے اس عمل پیغمبر صلعم سے ناخوش ہوکر اپنی نمود رائی

ع۱ یعنی امام کے لئے جائز ہے کہ صلح کرے بنا بر اپنی مصلحت کے جو مسلمین کے حق مین مفید ہو اگرچہ بعض لوگون کے سرسری نظر مین وہ مصلحت نہ آوے اور اوس صلح مین مفسدہ خفیفہ کا احتمال ہووے اور مفسدہ عظیمہ اوس صلح سے دفع ہوتا ہو یا الغرض حاصل کرانی مصلحت عظیمہ کی جو بمقابل مفسدہ صلح کے زیادہ تر مفید ہو بشرطیکہ وہ مصلحت مفیدہ بلا اوس صلح کے حاصل نہو سکتی ہو ۱۲ منہ

اعتراض جماسئے اور یہ کہ صلح با مشرکین جنپر حکم سیف نافذ ہوا ہی جائز و ثابت ہوئی اور یہ کہ
صلح با مشرکین میں شرط امن و امان مسلمین کی ضرور نہین اور یہ کہ پیغمبرؐ یا امام اپنی جایز حق کو
جو تصرف فی امور الرعایا اور تسلط ملکی ہی چھوڑ سکتا اور دست بردار صلح مین ہو سکتا ہی
وہی مطلوب تہا اب اسباب ضروری مصالحت امام حسنؑ کو بیان کیا جاتا ہی کہ امام معصوم نے بلاحظ
غدر و بیوفائی اہل کوفہ کے اور اونکی سازش با معاویہ سے مجبوراً صلح اختیار کی تہی نہ بطوع و رغبت
جسکو مفصلاً عنقریب ذکر کیا جاویگا اور ظاہراً یہ مجبوری حدیبیہ مین پیش نہین آئی اور نیز یہ کہ صلح
مین پاس و لحاظ نفوس و اموال مومنین و عامۃ الناس کا اول مرعی فرمالیا اور بالاتر انکہ
اس صلح مین بنظر تحفظ دماء مسلمین کے اپنے حق جایز تصرف ملکی سے قطع نظر فرماوے
اور نیز یہ کہ حق مقطوع النظر خلافت دنیویہ ہی تہا اور یہ امر احادیث کثیرہ و افادات معتقدین
معاویہ سے بخوبی واضح ہے مشتے نمونہ لکہا جاتا ہے کہ حدیث معتبر علی زعمہم و لبسیار
مشہور بین الجمہور الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم یکون ملک عضوض کما مضی
فی الصدر مخبر ہے کہ زمانہ مصالحت پر خلافت ختم ہوگئی تہی بعد ازان تسلط ملک عضوض
کا ضروری تہا جو سنہ چالیس ہجری مین حادث ہوئی ہی کما سبق سابقاً پس سال جماعت مین
جو عہد دولت امیر معاویہ کا ہوا بدو زمان ملک عضوض کا تہا اگر آپ صلح نفرماتے اور خلیفہ ہی رہتے
تو معاذ اللہ آپ ہی مصداق ملک عضوض کے ہوجاتے اور جو حدیث امیر معاویہ کی محدث
ترمذی سے علامہ علاء الدین نے اپنی کتاب محاضرات الاوائل مین نقل کی ہی کہ ما زلت
اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن

کماذکرتہ سابقا اوس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہی کہ خلافت امیر معاویہ ملک داری بنا بر حدیث نبوی کے تہی اور تملک وخلافت مرادف المعنے بہی ہین اس لئے کہ پیغمبر خدا نے بشارت ملک کی سنائی اور امیر معاویہ نے جو مفوض الیہ خلافت تھے اوس ملک کو خلافت سے تعبیر کیا تو خلافت بمعنی ملک وسلطنت ثابت ہوئی اور بعض قاموس مین بہی الخلیفۃ السلطان الاعظم لکھا ہی اور یہ حدیث صاحب اوائل فی ذکر تفویض خلافت امام حسنؑ مین بہی نقل فرمائی ہے جس سے ملک ہونا امیر معاویہ کا بعقیدت صاحب اوائل ثابت ہوا وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی واخرج ابی شیبۃ فی المصنف عن الشعبی قال دخل شاب من قریش علی معاویۃ فاغلظ لہ فقال ابن اخی انہاک عن السلطان ان السلطان یغضب غضب الصبی ویاخذ اخذ الاسد کما مضی اس روایت سے واضح ہوا کہ امیر معاویہ جزما ویقینا اپنی کو سلطان دنیا جانتے تھے اور امام حسنؑ علیہ السلام نے بہی جو مفوض الخلافۃ تھے اوس خلافت مفوض کردہ کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا ہی جبکہ کسی شخص نے مثل عمر خطاب طاعن صلح حدیبیہ کے حضرت امام حسنؑ سے کہا السلام علیک یا مذل المومنین تو آپ نے فرمایا لست بمذل المومنین ولکنی کرہت ان اقتلکم علی الملک کما ھو فی تاریخ الخلفاء للسیوطی پس کلام مفوض ومفوض الیہ ونیز عقیدت پیروان مفوض الیہ سے ثابت ہوا کہ خلافت مفوضہ ریاست دنیویہ تہی نہ خلافت دینیہ اور جسکی خلافت امیر معاویہ کو مخبر صادق نے سلطنت فرمایا اور مفوض اور مفوض الیہ نے بہی سلطنت

۱؎ تجھ پر سلام ہو اے ذلیل کرنے والے مومنین کے ۲؎ یعنی میں ذلیل کرنے والا مومنین کا نہیں ہوں لیکن میں نے کراہت کی اس امر سے کہ ملک کے واسطے تمکو قتل کراؤں

ہی سمجھ کر دیا اور لیا تو وہ خلافت دینیہ کس طرح سمجھی جاسکتی ہے اور امام معصوم کیونکر خلافت
ناقابل الانتقال و ناقابل الخلع کو ممکن الایصال و سہل التفویض فرما سکتے تھے کہ تقرر اوسکا من
عند اللہ ہوتا ہے اور متصرف امور کے لئے وہ زمانہ ملک عضوض کا مقدر ہو چکا تہا تقدیر الہی مین
وہ زمانہ اندر الف شہر کے آگیا تہا یہ اوسکو کسطرح صالح خلافت حقہ دینیہ بنا سکتے اور یہ امام معصوم
نے مصالحت کسی مشرک یا کافر معلن سے نہین کی بلکہ طرف مقابل مسلمان صورت مدعی
اسلام تھے خلاف طرف مقابل صلح حدیبیہ کے کہ علی الاعلان مشرک و کافر تھے اور یہ کہ اس صلح کو
تاحیات معاویہ محدود فرمایا تہا دوامًا اوسکے اور اوسکی اولاد کیلئے خلافت کو تفویض نہین کیا
خلاف صلح حدیبیہ کے کہ معاہدہ دس سال کیلئے مشرکین سے کیا گیا گویا کہ آپنے بقیہ عمر کی مدت
رسولخدا صلعم نے اوسکو بہی زاید قبول فرمالیا تہا کیونکہ صلح حدیبیہ سنہ ۶ ہجری مین ہوئی اور وفات
آپکی سنہ ۱۱ کے اوائل مین حادث ہوئی جس مین دست برداری اہل اسلام کی تصرف و
تملک ارض مقدس بلد الامین سے بعد الرسالۃ بہی مستلزم تھی مگر تقدیر ایزدی نے اوسکو نافذ
نہین رکھا اور یہان امیر معاویہ نے اپنے نکث و تخلف و انحراف و غدر سے اوس حلاوت
کو اپنی اولاد مین نافذ فرمادیا اور جماعت اسلام نے اس غدر کو جایز گردان لیا اب بنظر
توضیح و تصریح واقعہ مصالحت امام کو و نیز بعض وجوہ مصلحت و مجبوری کو اونحضرت علیہ
السلام کے ابو الحسن المدائنی سے جو ابن ابی الحدید نے سولھوین جزو شرح نہج البلاغہ مین
بعد نقل واقعہ بیعت اہل کوفہ کے لکھا ہے حالی کیا جاتا ہے ثم وجہ عبید اللہ بن عباس

ع۱ یعنے امام حسنؑ نے بعد بیعت لینے اہل کوفہ سے عبید اللہ بن عباس کو معہ قیس بن

ومعہ قیس بن سعد بن عبادہ مقدمتہ لہ فی اثنی عشر الفا الی الشام وھو یرید المدائن
فطعن بساباط وانتھب متاعہ ودخل المدائن وبلغ ذلک معاویۃ فاشاعہ و
جعل اصحاب الحسن الذین وجہ مع عبید اللہ ینسلون الی معاویۃ الوجوہ واھل
البیوتات فکتب عبید اللہ بن العباس بذلک الی الحسنؑ فخطب الناس وقال
خالفتم ابی حتی حکم وھو کارہ ثم دعاکم الی قتال اھل الشام بعد التحکیم فابیتم
حتی صار الی کرامۃ اللہ ثم بایعتمونی علی ان تسالموا من سالمنی وتحاربوا من
حاربنی فقد اتانی ان اھل الشرف منکم قد اتوا معاویۃ وبایعوہ الی ان نقل عنہ
وارسل عبد اللہ بن الحارث بن نوفل الی معاویۃ یسالہ المسالمۃ واشترط علیہ
العمل بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ ان لا یبایع لاحد من بعدہ وان یکون الامر شوریٰ
وان یکون الناس اجمعون آمنون انتھی بقدر الحاجۃ ابوالحسن علی [illegible]

عبادہ سردار لشکر و بارہ ہزار محاربین کے شام کی طرف روانہ فرمایا اور خود حضرتؑ نے بعد روانگی لشکر کے مدائن
تشریف لیجانے کا قصد کیا تھا کہ اثنائے راہ میں بمقام ساباط زخمی کیے گئے اور وہاں متاع غارت کیا گیا
اور آپ داخل مدائن ہوئے اور یہ خبر معاویہ کو پہنچی اُسنے اسکو مشتہر کیا وہاں لشکر میں عمائد اور
اہل وجاہت نے معاویہ سے سازش و آمیزش کر لی اور یہ خبر سازش کی عبید اللہ نے خدمت
میں امام ہمام کے لکھ بھیجی تو آپ نے خطبہ ادا فرمایا اور اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ تم وہ
لوگ ہو کہ تمنے میرے پدر بزرگوار سے مخالفت کی یہاں تک کہ قصۂ تحکیم پیش کیا کہ وہ جناب اُس سے
کارہ تھے پھر اُن جناب علیہ السلام نے بعد قصۂ تحکیم کے تمہیں دعوت قتال کی اہل شام پر فرمائی
اور تمنے اُس سے بھی انکار کیا حتی کہ اُن جناب نے وفات پائی پھر تم نے میری خلافت پر بیعت
کی اس شرط پر کہ جس شخص سے کہ صلح کروں تم بھی اُس سے صلح کرو اور جس کسی سے کہ جنگ کروں تم بھی اُس سے جنگ کرو اور مجھے خبر ملی کہ تم میں سے اہل
شرف نے معاویہ سے بیعت کر لی ہے انتہی

واقعہ کے نقل کیا ہی کہ آپنے معاویہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اس شرط کے ساتھ کہ رعایا سے برطبق احکام خدا اور رسول کے سلوک کرے اور یہ کہ اپنے بعد اپنا خلیفہ مقرر نکرے اور یہ کہ تقرر خلافت کا برطبق مشورت مسلمین کے ہووے اور یہ کہ تمام لوگ مامون اور محفوظ ظلم و جور و قتل و نہب سے رہین انتہے اور ابن ابی الحدید نے دوسرے مقام پر اپنی شرح مین مدائنی سے اس طرح بہی نقل کیا ہی جو فی الجملہ منافی روایت مذکورہ کی ہی اور حاصل اوس روایت کا یہ ہی کہ جب امام ہمام نے خطبہ مین حال بیوفائی اہل عراق کو اعلام فرمایا تو اہل ساباط نے آپکے قول انکم بایعتمونی علی ان تسالموا من سالمت وتحاربوا من حاربت سے یہ استنباط کیا کہ آپ معاویہ سے صلح کرنا چاہتے ہین اس لئے شکایت بیوفائی اور ترغیب صلح کی فرماتے ہین حالانکہ یہ خطبہ ظاہراً بدریافت حال سازش کوفیان کے ارشاد فرمایا ہے اس روایت سے بہی ثابت ہوتا ہی کہ امام علیہ السلام کو خبر سازش لشکر کی قبل اس خطبہ کے پہونچ چکی تہی اور اوسکی دریافت حال مین آپنے استمزاجاً ذکر مصالحت کا فرمایا تہا چنانچہ قولہ قد اتوا معاویۃ وبایعوہ جو شامل خطبہ مذکورہ ہے اسکا مخبر اور مظہر ہے بہرنہج اسپر وہ ساباطی بدگمان ہوگئی فقال الناس ما قال ہذا القول الا و ہو خالع نفسہ وسلم الامر لمعاویۃ فثاروا بہ فقطعوا کلامہ وانتہبوا متاعہ وانتزعوا مطرفا کان علیہ الی ان نقل واختلف الناس فصارت طائفۃ معہ واکثرہم علیہ فقدموا سنان بن الجراح الاسدی الی مظلم ساباط فقام بہ فلما دنا منہ تقدم الیہ بکلمۃ وطعنہ فی فخذہ بمعول طعنۃ

کادت تصل الی العظم فغشی علیہ الخ اور واقعہ بدگمانی اور ضرب سنانی اور انتہاک حرمت بارتکاب غارت وغیرہ کا قبل از وقوع صلح کے ہے پس ان واقعات و حوادث ناہنجاران پر اگر آپ نے نصرت اعوان سے قطع امید فرماکر مصالحت فرمائی بعد اسکے کہ آپکو قبل از انحراف اہل ساباط کے معلوم ہو چکا تہا کہ عمائد لشکر نے معاویہ سے آمیزش کر لی ہے اور مصلحت صلح بنابر افادہ قاضی عیاض کے آنفا معلوم ہو چکی کہ امام مجاز اوسکا ہے تو اس مجبوری پر کوئی سقم شرعی اور عقلی اس مصالحت مین نہین عاید ہو سکتا نہ اس مین تفویض خلافت دینیہ کی متوہم ہو سکتی ہے اور معاہدہ بیعت بہی بعید دریافت ہونے اقسام موسعہ بیعت کے کہ بیعت علی السلطنۃ و بیعت بالکراہتہ و بیعت علی الضلالۃ و بیعت فضولی وغیرہا بنابر سیرت صحابہ جایز ہین تو آپکا بیعت کرنا اگر ثابت ہووے تو وہ منحصر بیعت علی الخلافۃ الدینیہ کے نہین ہو سکتا اور جبکہ خلافت امیر معاویہ کی بنصوص کثیرہ و افادات جمہ ریاست و سلطنت دنیوی تہی تو کسی معتقد کی بیعت علی الخلافت الدینیہ سے ایسی خلافت کی اور ایسے خلافت کیلئے جسکا کفر و فسق بہی مباح ہے قلب ماہیت نہین ہو سکتا کما فصلت فی الصدر تفصیلا وافیا پس یہ صلح حسب افادہ قاضی عیاض کے بہی موجب خلع امامت حقہ و خلافت

حاشیہ صفحہ ۱۰۸ آیعنے لوگون نے کہا کہ یہ کلام اونہون نہین ادا کیا مگر اسی ذات کو خلافت سے علحدہ کر لیا اور معاویہ کو خلافت حوالہ کر دی ہے پس وہ لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپکا کلام قطع کر دیا اور مال و اسباب آپکا لوٹ لیا اور آپ کی جادر نیچے کو اوتار لیا اور یہ لوگ چند گروہ ہو گئے کچہ آپکے تابع رہے اور بہت سے لوگ آپ سے منحرف ہو گئے (قرآن مین بہی گروہ قلیل کی مدح اور طوائف کثیرہ کی مذمت جابجا وارد ہے) سنان بن الجراح اسدی ساباط کی اندہیاری مین پیشقدمی کرکے جا کہڑا ہوا جب آپ اوسکے قریب پہونچے سنان نے طعن نیزہ سے اقدام کیا کہ جو آپکے فخذ مبارک پر زخم آیا قریب تہا کہ ہڈی تک پہونچے پس آپ بیہوش ہو گئے انتہی

دینیہ نہین ہے وہو المطلوب اور بلاشبہ آپ اور دیگر حضرات امامت درجات خلافت دنیویہ کو باعتبار قبض و تسلط کے اہلبیت مین محدود نہین سمجھتے تھے بلکہ اہلبیتؑ مین مفقود دیکھتے تھے اور ہر غیر مقید شخص و طاغی و باغی کے بیعت طوعاً ناجایز اور کرہاً جایز جانتے رہے ہین پس تابع خلفاے جور کے رہنا ائمہ طاہرین کا آپ حضرات کی امامت حقہ و خلافت دینیہ کے مزیل و منافی نہین ہو سکتا حضرات انبیاء علیہم السلام اکثر تابع ملوک و سلاطین دنیا کے رہے ہین مگر اونکی نبوت و رسالت مین شرعاً فرق نہین آیا چنانچہ بعد انقراض زمانہ خلافت و نبوت حضرت آدم کے حضرت شیث پیغمبر کیومرث بادشاہ کے بعد اور حضرت ادریس نبی بعد قلع و قمع کرنے اولاد قابیل کے اور حضرت نوح بعد زوال سلطنت فرعان شاہ مصری کے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بعد ہلاکت نمرود بابلی کے اور حضرت یوسف نبی بعد وفات ریان بن ولید بادشاہ مصری کے اور حضرت موسیٰ بن عمران بعد غرق ولید بن مصعب فرعون مصر کے اور حضرت یوشع بعد قتل کر دینے بالق بادشاہ بلقان کے اور حضرت داؤد پیغمبر بعد قتل کرنے جالوت کے اور حضرت سلیمان نبی اللہ بعد تسخیر جنات و طیور وغیرہا کے جامع النبوۃ والسلطنۃ ہوئے ہین اور قبل اسکے اکثر حضرات ان مین سے اور دیگر انبیاء ذوی الاحترام اپنے اپنے زمانہ نبوت مین تابع و مطیع و رعیت ملوک دنیا کے رہے ہین مثل حضرت الیاس و حضرت الیسع کے کہ عہد سلطنت کیقباد و کیانی مین تھے اور مثل حضرت ہود و حضرت صالح کے کہ زمانہ ملکت مین جمشید ملک عجم کے اور مصر بادشاہ مصر کے اور افریدون و آدیانی کے رہے

یہ سب ملوک دنیا انبیاء کے

اور مثل حضرت یونس و دانیال پیغمبر کے اور مثل حضرت ارمیا کے جو تابع سکندر کے تھے اور مثل حضرت زکریا و یحیی و حضرت عیسیٰ کے عہد بادشاہت خاندان اشعانیہ کے بسر فرماتے رہے اور حضرت یوسف نبی اللہ تو عزیز مصر کے تابع و منقاد بحیثیت عہدہ وزارت و خدمت ملازمت کے رہے ہین جیسا کہ محاضرۃ الاوائل مین علامۃ المتعصبین علاء الدین نے نقل کیا ہے و فرعون یوسفؑ الذی استوزرہ و ملکہ علی مصر مگر انبیاء کہ مطیع ہونے سے وہ سلاطین عصر دینی خلیفہ نہین ہوئے حالانکہ جملہ حضرات انبیاء مستحق وراثت ملکی حضرت آدم و حضرت شیث و حضرت نوح کے بالقطع والیقین تھے مگر اون مین بعض جامع النبوۃ والسلطنۃ بعد از انقراض مدت نبوت کی ہوئی اور اکثر انبیاء کو سلطنت حاصل ہی نہین ہوئی بلکہ مفہوم آیہ و یقتلون الانبیاء بغیر حق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ حضرات بحالت مغلوبی کے شہید ہوگئے پس یہی حال حضرات ائمہ اطہار نوابان سید ابرار کا گذرا ہے کہ بعض حضرات جامع الامامۃ الحقۃ الدینیہ والخلافۃ الحقۃ الدنیویہ ہوئے اور اکثر ائمہؑ کے مغلوبی کی حالت مین بسر کرتے رہے جس طرح انبیاء کی نبوت مین بوجہ حرمان سلطنت کے کوئی رخنہ نہین آیا اسیطرح حضرات ائمہ معصومین کی امامت دینیہ مین بوجہ فقدان تسلط و و تصرف مذکور کے نقصان پیدا نہین ہوا ہے جو تاریخ الانبیاء و کتب سیر و اخبار با معان نظر دیکھے ہوئی ہے اوسکو امام ہمام کا معاویہ کے تابع ہوکر رہنے مین کوئی شبہ و سفسطہ آپکی امامت حقہ مین عارض نہین ہو سکتا ہے اور حدیث ما منا احدٌ الا وقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ سے یہ متوہم نہین ہوتا ہے کہ بیعت کرنے سے ہر صاحب

شوکت خلیفۃ المسلمین ہوسکتا ہے بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اگر بیعت طاغی زمان کرلیجاوے
وہ طاغی کا طاغی باقی رہتا ہے اوس مین کچہ تغیر نہین ہوتا اور یہ حدیث منافی احتجاج
انا احتج علیکم کما احتججتم کے بہی نہین ہے اسلئے کہ دعوی خلافت بنابر قرابت
باعتبار استحقاق کے تہا اور تسلیم خلافت بسبب تغلب و استیلا کے واقع ہوئی
اور وہ تغلب بنی امیہ سے ہو یا بنی عدی سے اُسکے لئے خصوصیت کسی قبیلہ کی نہین
پس وہ بنی ہاشم سے کب مختص و مخصوص ہوسکتی ہی اس مقام سے یہ مسئلہ بہی حل ہوتا ہی کہ جسطرح
بیعت اہل الحل والعقد سے خلافت حقہ کیا خلافت مطلقہ عام اس سے کہ حلی السداد اللہ تعالیٰ ہو
بنابر عہد مستخلف کے ہو یا باطلہ ہو متحقق نہین ہوتی کالبیعۃ للمعاویۃ فی قصۃ
الحکمین وبیعۃ مروان وعبد الملک فی زمان ابن الزبیر عندھم فھکذا بیعۃ
معاشر الخلفاء منھم عندنا اسیطرح تسلیم خلافت سے خلافت باطلہ منقلب انپے بطلان
سے حق کی طرف نہین ہوتی ورنہ فضل فاضل کتاب ابطال مین نفرماتے واما معاویۃ
فانہ کان من ملوک الاسلام والملوک فی اعمالھم لایخلون عن المطاعن فافہم
پس اگر امیر المومنین و امام حسن سبط خیر المرسلین نے اون امراء کی بیعت بہی کرلی جنکی بابت
امارت کا ذکر اور جواز انکی بیعت کا احادیث ملاحم و فتن مین ماثور ہی جیسا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے بجواب ابو ذر غفاری کے اطاعت امرائے جور مین حکم فرمایا کہ

ر جیسا کہ بیعت معاویہ کے قصہ حکمین پر اور بیعت مروان اور عبد الملک کی حیات ابن زبیر خلیفۃ الاسلام مین
نزدیک اہلسنت کے بہی غیر موثر و باطل و عبث تہی پس اسیطرح بیعت معاشر خلفاء کے نزدیک ہمارے غیر موثر و باطل
ہوئی ہے معاویہ ملوک اسلام سے تہے اور ملوک اپنی حالات مین مطاعن سے خالی نہین ہوتے۔

تسمع وتطیع وان ضرب ظهرک واخذ مالک فاسمع واطع یعنی امرائے جور کی اطاعت کر اگرچہ وہ تجھے ماریں اور تیرے مال کو غصب کرلیں تاہم اونکی حکم کو بگوش تعمیل سن اور امتثالاً اطاعت کرتے ہے اور معاہدہ بیعت مین بھی یہ ہی الفاظ بالسمع والطاعۃ ہوتی ہین تو بعد از جواز شرعی بیعت امرائے جور کے آپ حضرات کی بیعت کر لینے خلافت دینی اور امامت یقینی کو ثابت کرنے والی نہین ہی اول تو الفاظ بیعت ہر دو حضرات کے کہین نقل نہین ہوئے ممکن ہی کہ وہ بیعت علی السلطنت صراحتاً یا بیعت علی الخلافہ مجملاً و مبہماً ہون دوسرے عام لفظ بیعت کیلیے بالسمع والطاعۃ للخلیفہ ہین جو واسطے خلیفہ دین و ملک دنیا کی مستعمل ہوسکتی ہین اسلئے کہ اطاعۃ السلطان واجبۃ بھی متفق علیہ ہے اور حدیث ابوذر غفاری اوسکی موید ہے تیسرے اگر بیعت مین لفظ صحیحہ شرعیہ وامثال ذلک بھی شامل ہون تاہم بعد جواز اطاعت سلطان اطاعت اوسکی صحیحہ شرعیہ بھی جاسکتی ہی چوتھے اطاعت امرا وائمہ جبروت مین صحابہ نے عبادات مین ترمیم کر دینے کو جایز رکھا ہی اور امور ملکی معاہدات دنیوی مین بدرجہ اولی اطاعت کرنے امرا جور کی شرعاً مشروط ہوسکتی ہی چنانچہ ازالۃ الخلفا مین ماثور ہی کہ صلی ابن مسعود بمنی مع عثمان اربعاً فقیل لہ اتحدثنا ان رسول اللہ صلعم صلی رکعتین وابابکر وعمر فقال بلی ولاکن عثمان امام اوخالفہ والخلاف شر واضح ہو کہ اس حدیث مین لفظ امام بسیاق لفظ شر کے بمعنی بادشاہی کی ہی اور صاحب تحفہ نے بھی عقیدہ ششم باب ہفتم مین افادہ فرمایا ہی کہ امامت نزدیک اہلسنت بمعنے پیشوائی در دین اطلاق کنند الی ان قال وگاہے امامت بمعنے بادشاہت و ریاست نیز اطلاق کنند فتند بر

لہ یعنی ابن مسعود نے (جو اضحابی کالنجوم کے نجم طالع ہین) خلیفۂ ثالث کے ساتھہ بمقام منی (کہ وہ حالت سفر مین تھی) نماز پڑھی چہار رکعت نماز پڑھی آپ نے کہا گیا کہ آپ تو ہمسے نقل نہین کیا کہ سول خدا نے دو رکعت نماز پڑھی ... ہین ابن مسعود نے کہا کہ ... لاکن عثمان بادشاہ ہی ... باوشاہ کی خلاف کرنے مین شر ... انتہی

اور مثل اسکی روایت مشکوۃ شریف کی ہے کہ ابن عمرؓ خلیفہ ثالث کیساتھ چار رکعت بحالت سفر اور تنہائی مین دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے اور سیرت صحابہ سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر خدمت مین سلاطین و ملوک اسلام کے ناجائز بلکہ موجب اہانت خدا قرار پا گیا ہے کہ جو شخص بھی ارادہ نہی عن المنکر کا کرتا تھا حضرات صحابہ سے تخویف کیجاتی تھی کہ خدا اہانت کرتا ہے اوسکی جس نے بادشاہ کی اہانت کی تو ایسے جلالت اور جبروت والے امرا اسلام جنکے فسق پر نہی کرنا عند الصحابہ موجب اہانت خدا کا تھا باقتضائے زمانہ بنظر تحفظ نفوس واموال مومنین کے ایسے امرا جور واجب الاطاعۃ ضرور تو چنانچہ مشکوۃ کی کتاب الامارۃ و الخلافۃ مین زیاد بن کسیب عدوی تابعی سے منقول ہو قال کنت مع ابی بکرۃ تحت منبر ابن عامر وھو یخطب وعلیہ ثیاب رقاق فقال ابو بلال انظروا الی امیرنا یلبس لباس الفساق فقال ابو بکرۃ اسکت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ رواہ الترمذی اور یہ ابن عامر صحابی ہی جو طرف سے امیر معاویہ کی والی مصر و بصرہ تھا اور نام صحابی موصوف کا عقبہ بن عامر اور الجہنی باعتبار نسب کے ہے اور بنابر افادہ صاحب تقریب یہ صحابہ مین فقیہ و فاضل کہا جاتا ہی اسوجہ سے کہ یہ از جملہ روسا محاربین امیر المومنین کے تھا اس روایت سے بھی تملک دنیا ہونا والیان معاویہ کا دلیل سلطنت امیر معاویہ کی ہے اور ظہور فسق اونکا ظاہر ہے

۱؎ یعنی زیاد نے کہا کہ مین ابو بکرؓ صحابی کے ساتھ تحت منبر ابن عامر کے بیٹھا تھا جبکہ وہ خطبہ پڑھ رہا تھا اور یہ باریک کپڑے پہنے ہوے تھا ابو بلال نے کہا کہ دیکھو ہمارا امیر لباس فساق پہنتا ہی ابو بکرؓ بولے ساکت رہو مین نے رسول خداؐ سے سنا ہو کہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے سلطان خدا کی جو زمین پر مسلط ہوا ہو اہانت کی اوسکی اللہ توہین فرماتا ہے انتہیٰ

شاید کہ فسق موجب تفقہ فی الدین ہوا ہو وے پانچوین بیعت آپکی بالکراہۃ خلفائے جور سے کر لینے تمامتر اشکالات کو رفع کرتی ہے جس کے جوانکی اسناد و مفصلاً احدیسمین مذکور ہوین حافظ

باب چہارم

ذکر امام حسینؑ کی بیعت اختیار نفرمانے مین ہے آپکا بیعت نکرنا اور امیر المومنین اور امام حسنؑ کا بیعت کر لینا علی مانعمت العامہ کسیطرح متبائن فی السیرۃ نہین ہو سکتا نہ حدیث الخلافۃ محرمۃ علی ولد ابی سفیان و حدیث ما منا احد الا تقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ اہل زمانہ باہم معارض ہین کیونکہ باہم متعارض نہونا ہر دو حدیث کا تو اسوجہ سے ہے کہ خلافت حقہ صادقہ ضرور اولاد ابو سفیان پر حرام ہے اور جہانتک کہ ثابت ہوا اونکی امارت دنیویہ ہی ہو سکتی ہے اوسمین بھی ریاست صادقہ دنیویہ بوجہ اونکی ضلالت اور تابع شریعت نہونے اور علی الاعلان فسق و فجور کرنے کے صادق نہین آسکتی ہے اور اونسے بیعت کرنا نفس فعل بیعت کے مصحح خلافت کسیطرح نہین کما ذکرت مکرراً کیونکہ فسق خلیفہ اور اوسکی بیعت عمل صحابہ و تابعین سے جمع ہونی پائی گئی ہین کما نبہت علیک مراراً آپس تناقض و تعارض ہی کیا ہو سکتا ہے اور تبائن فی سیرۃ الائمہ نہونا بیعت کرنے اور بیعت نکرنے سے اقسام خلافت و بیعت سے بھی ظاہر ہو چکا ہے اور جواب اسکا پانچ فصلونمین مذکور ہوتا ہے فصل اول جواب اجمالی مین فصل دوم جواب تفصیلی مین فصل سوم مین جواب آیات قرآنی سے دیا ہے فصل چہارم مین جواب لفظ بلفظ حسب احکام

ظاہری کے ہی فصل پنجم مین جواب حسب احکام باطنی کے دیا گیا ہے

فصل پہلی

اولاً اجمالاً اجمالی کیا جاتا ہی کہ حقیقت بیعت عہد خلافت یزید و عبد الملک کے تو معلوم ہو گئی کہ اوسمین اقرار و معاہدہ عبدیت لیا جاتا تہا اور داغ غلامی بیعت کرنیوالون کے ہاتہون اور گردنون پر لگائے جاتے تہے اور امام حسین کا یہ فرمانا کہ لا واللہ لا اعطیتکم بیدی[۱] اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید اوسی بیعت کیطرف دلالت کرتا ہی جسمین مسیح بندگان ذلیل مثل بہائم کے داغ لگائے جاتے تہے اور اقرار رقیت و عبدیت کا لیا جاتا تہا اور جس خلافت پر کہ بیعت امام حسین سے طلب کیجاتی تہی وہ عہدنامہ امیر معاویہ با امام حسن سے بالکل خلاف تہی اسلئے کہ بعد امیر معاویہ کے خلافت کا تقرر بربنائے شوریٰ ہونا چاہئے تہا جو امیر معاویہ نے برخلاف اوس نامہ کے یزید کو خودرائی سے خلیفہ اپنا مقرر کر دیا اور لوگون سے جبراً و کرہاً و تحذیراً عن الفتن بیعت لیلی جو یہ خلافت شرعاً بیعت طلب اور مستحق للبیعۃ قرار دیجاوی اور حدیث ابن عمر جو صدر مین گذری انکان بذا[۲] صبرنا اوس بیعت بالکراہۃ والبلاء و تحفظاً عن الشرور کے تصدیق کرنیوالی ہی اور خلافت امام حسن تک بیعت مین یہ اختراع رقیت و داغ غلامی کا نہین ہوا تہا پس مابین سیر تہا ہی

---

[۱] یعنے قسم بخدا مین اپنا ہاتہ تمہارے ہاتہ مین مثل ہاتہ دینے ذلیل لوگون کے نہ دونگا اور تم سے لڑائی مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی [۲] اگر خلافت یزید کے بلا ہو تو ہمنے اوسکی ہاتہ بیعت کر لینے پر صبر کیا

ائمہ کے منافات بوجہ تغیر حیثیت معاہدہ بیعت کے نہین ہوئی ممکن ہی کہ یہ اختراع اگر عہد امامت امیر المومنین یا عہد خلافت امام حسنؑ علیہما السلام مین واقع ہوتا تو یقین ہے کہ وہ حضرات بھی ہرگز اختیار نفرماتے جو یہ معاہدہ رقیت و داغ غلامی کسی ملت و دین مین فی وقت من الاوقات انبیا نے بھی بحالت تابع سلاطین ہونے اور اپنے ضعف و اضطرار کے کبھی جایز تجویز نہین فرمائی ہین تو امام پر ایسی بیعت کا لینا جو احاد الناس کے لئے بھی اہل اسلام سے کوئی تجویز نہین کر سکتا کس طرح اختیار کرنا تجویز ہو سکتا ہی کہ بظاہر اسلام رقیت کا اقرار و اطلاق ہر مسلمان پر روا نہین ہو سکتا نہ غیرت عرفی نہ حمیت شرعی اسکی موید ہو سکتی ہے اور علاوہ ناجوازی رقیت المسلم اور غیرت تامہ کے دیکھا جاتا ہی کہ شخص واحد بھی باختلاف اوقات و ضرورت احوال متغیرہ کے متصدی افعال متنوعہ کا ہوتا ہے اور سچا یا حضرات ائمہ معصومین کے مطابق سیرت حضرات مرسلینؑ بر طبق سنت ختم النبیین تھے اور انبیا علیہم السلام کے بھی حالات اور واقعات باعتبار حوادث واقعہ کے یکسان حالت پر نہین رہی صدر مین گذرا کہ حضرات انبیا مین بعض جامع النبوۃ والامارۃ اور بعض صاحب الرسالۃ فقط ہوئے ہین ابہام شئے زاید کہا جاتا ہے کہ حضرات انبیا مین مثل زکریا و یحیی کے جور امت سے شہید ہوئے اور حضرت جرجیس پیغمبر فلسطین کو بادشاہ موصل نے طرح طرح کے عقوبات سے اور مہرقہ سلطان بابل نے دانیال پیغمبر کو سخت ایذاؤن سے شہید کیا اور حضرت عیسی پیغمبر کی رسالت پر نطیخس بادشاہ انطاکیہ بہدایت شمعون نایب عیسی کے ایمان لایا و بالآخر

مماثلت حالات

وہ حضرت یہودیون کی شقاوت سے اس دار دنیا سے اوٹھا لیگئے اور بادشاہ انطاکیہ کچھ بھی امداد نکر سکا اور نجاشی سلطان حبش رسالتمآب پر اسلام لایا مگر اعانت اسلام مین کفار قریش کو مستاصل نکر سکا محاربات بدر و احد و خندق مین ہوا کین اور آخر حدیبیہ مین صلح باہم اسلام و کفر کی بمذاق صاحب المدارج کے عجیب شنیع ہو گئی اور بعد عزت و غلبہ اسلام وحکم قتال و غلظت علیہم بعد رفع حکم تقیہ کے واقع ہوئی ہے اور بعض انبیا ر مخالف ملوک ہے جن مین اکثر قتل ہو گئے اور اکثر موافقانہ بسر فرماتے رہے حضرت یعقوب و حضرت ایوب از انجملہ ہین چنانچہ علمائے سیر نے وجہ نزول مصائب حضرت ایوب مین لکھا ہی کہ جس وقت حضرت شعیب دربار شاہ مین بغرض دعوت اسلام تشریف لیگئے تو حضرت ایوب اوسکی مجلس مین رونق افروز تھے حضرت شعیب نے دعوت اسلام کی اور ملک نے ناشنوائی کی حضرت ایوب نے کچھ تائید حضرت شعیب کی دربارہ دعوت اسلام کی نہ فرمائی کما فی تاریخ الکامل لابن اثیر جو اس روایت سے مجلس ملوک کفرہ مین شریک ہونا انبیا ر کا اور اونکے ساتھ معاشرت رکھنا ثابت ہوتا ہی ایک کیخسرو بادشاہ مجوسی تھا جسنے چار سو نبی قتل کر ڈالے پس کہان معاشرت اور کہان مخالفت اور وہ معاشرت بھی کیسی کہ امر معروف ادا نکرین اور مخالفت بھی کیسی کہ خود قتل ہو جاوین اور حفظ نفس کو جو واجب ہی بجا نہ لا سکین جو فرار وغیرہ سے میسر آسکتا تھا یہان پر سیرتہائے مختلفہ انبیا ر مین تباین کا احتمال کب ہو سکتا ہے بلکہ ہر نبی کو جو مقتضائے وقت تھا بجا لانا اوسکا حتماً لازم و واجب تھا انبیا ر اللہ کی سیرتون اور خصلتون اور عملون کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک وقت

مین عاجز و ناچار دوسرے زمانہ مین ذی اقتدار ہوئے ہین پس نبی واحد کی اون خصائل
و شمائل و اعمال و اقوال ہین جو بزمانۂ عاجزی اور مصلحت زمان کی اونسے ظہور مین آئے
اور وہ سیرتین اور خصلتین جو بزمان اقتدار بضرورت مقام اونسے ظاہر ہوئین اونمین
باہم گو تناقض و تباعد و مباینت بوجہ تغیر مصلحت اوقات کے محظور نہین ہو سکتی یہی
حال سیر و آثار حضرات ائمہ کا ہے اور عہد رسالت ختمی منزلت مین تمام احکام شرعیہ
قبل از ہجرت نازل ہو چکے تھے مگر حکم زکوۃ و مناسک حج و حکم قتال اوسوقتمین معرض
التواے رکھی گئی جو نفاذ اونکا بعد از ہجرت سنہ ۲ ہجری مین بدر کبری سے شروع
کیا گیا چنانچہ تفسیر اتقان سیوطی مین منقول ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن مسعود
فی قولہ جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید قال السیف والآیۃ مکیۃ
علی فرض القتال ما اخرجہ الشیخان من حدیثہ ایضاً قال دخل النبی صلعم
مکۃ یوم الفتح وحول الکعبۃ ثلاثمائۃ وستون نصباً فجعل بطنہا بعود
کان فی یدہ ویقول جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید وقال ابن الحصار قد ذکر اللہ الزکوۃ
فی السور المکیات کثیرا تصریحا وتعریضا بان اللہ تعالی سینجز وعدہ لرسولہ
ویقیم دینہ ویظھرہ حتی تفرض الصلوۃ والزکوۃ وسائر الشرائع ولم توخذ
الزکوۃ الا بالمدینۃ بلا خلاف الی ان اورد من ذلک قولہ تعالی
وآخرون یقاتلون فی سبیل اللہ اور اسی قسم سے مکیہ ہی آیہ واتی ہدایہ

والخرون یقاتلون فی سبیل اللہ الآخرہ جو سورہ مزمل مین وارد ہی اور اوسوقت
حکم قتال نافذ ہے نہین ہوا تھا پس سیرت باہمد گر انبیا ہین تناقض یا تبائن یا تخالف
اور امتثال امر شریعت مین حضرت رسالتؐ کے منافات گویا اور کہہ کہا جاسکتا ہو بوجہ
تغیر احوال اور عدم مساعدت روزگار کے نہین کہا جاسکتا ہے نہ کلام ایزد باری پر
ایراد ہوسکتا ہی کہ قبل از وقت بصیغہ مضارع یقاتلون فی سبیل اللہ کیون حکم نازل کیا
اور آیہ لولا رجال مومنون ونساء مومنات الی قولہ لو تزیلوا لعذبنا
الذین کفروا منہم عذابا الیما تو بعد از نزول آیات قتال و بعد از نفاذ جہادات
شتے صلح حدیبیہ کے مصلحت مین خود خداوند تعالے نے ہی نازل فرمائی ہی پس چاہیے
کہ احکام خداوندی مین بھی تشتت اور تبائن اور تناقض کا اعتراض وارد کیا جاوے
جو عین کفر ہے اور اصل مایہ المدعا اس شان نزول آیات سے تغیر حالات زمان کو
دکھلاتا ہے کہ حضرت رسالتؐ نے باوجود نزول حکم قتال کے قبل از ہجرت جہاد نکیا
اور بعد ازان اختیار کیا اور ہر دو عمل پیغمبر کو متبائن نہین کہا جاسکتا ہی پس اسیطرح

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۱۹ الملخص ترجمہ یہ ہے کہ آیہ جاء الحق حکم قتال مین ہے اور یہ مکیہ ہے اور رسولخدا صلعم جب یوم فتح داخل
مکہ ہوے تو اصنام جو گرد کعبہ تھے اُس چھڑی سے گراے جاتے تھے جو آپکے ہاتھ مین تھی اور آپ یہ آیہ قتال الخ محقق
تلاوت فرماتے جاتے تھے (جس سے معلوم ہوا کہ بعد انقراض زمان نزول حکم جہاد ہی فرمایا گیا) اور ما جمع ہائے نے
کہا کہ اللہ تعالے نے زکوۃ کو سورہ تعالے مکیہ مین بیان فرمایا ہے بہت جگہہ اجمالاً و تصریحاً اور یکہ
قریب وعدہ پورا کریگا اللہ اپنے رسول کے واسطے اور دین قایم کریگا اور ظاہر فرماویگا یہانتک کہ
نماز و زکوۃ اور تمام احکام مفروضہ شریعت فرض کئے گئے اور زکوۃ نہین لیگئی مگر مدینہ مین ۱۰ اگر کفار مین مرد و عورتین مومنہ
ملی ہوئی نہوتین یا الی قولہ اگر مومنین مشرکین سے جدا ہو جاتے البتہ ہم مشرکین پر عذاب الیم کرتے اور محتمل ہی کہ مراد یہی ہو کہ اگر اصلاب
کفار مین مومن نہوتے اور اگر پیدا ہوکر جدا ہوے تو ہم کفار پر عذاب دردناک کرتے

اگر ایک وقت میں حضرت امام حسن نے مصالحت کو اختیار کر لیا اور دوسرے وقت میں امام حسین نے اوسکو اختیار نفرمایا تو ہر دو امام کے اختیار کرنے و نکرنے پر (مثل سنن مختلفہ پیغمبر خدا کے جو ایک وقت میں جہاد نکیا اور زکوۃ کے احکام جاری نفرمائے اور مناسک حج ادا نہ کئے اور دوسرے وقت میں وقتاً فوقتاً جاری کئے اور پھر بعد از نفاذ جہاد کے حدیبیہ میں صلح فرمائی وسی زمان وہی احکام جہاد جاری کر دیئے اس انقلابی حالت میں باقتضائے وقت) کچھ اختلاف عملی نہیں کہا جا سکتا ہے سے داند آنکس کہ فصاحت بکلامی دارد + ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد ۔ اور جس طرح ان للامام ان یعقد الصلح قاضی عیاض نے بعض آیات قتال کے فرما دیا ہے یہانپر باتباع حکم قتال کے کہا جاتا ہے کہ کافی حق امام کو پہنچتا ہے کہ علی ما رآہ مصلحۃ للاسلام قتال کو باوجود قلت انصار کے اختیار فرماوے وان کان لا یظہر ذلک لبعض الناس و فی بادی الرائ ایضاً وفیہ احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منہا او لتحصیل مصلحۃ اعظم منہا اذا لم یکن ذلک الا بذلک بل اقول ان للامام ان یجاہد مع قلۃ الانصار علی ما راہ مصالح لبقاء الاسلام وان کانت لا تظہر لبعض الناس فی بادی الرای وفیہ مفسدۃ بینۃ لدفع المفاسد التی تکون اعظم منہا و لتحصیل الفوائد الاقصے منہا اذا لم تکن تلک المصالح الا بذلک اور مقصود اس تقریر سے یہ ہے کہ جس طرح قاضی عیاض اور اونکے اہل النحلہ کے مذہب

مین امام کے لئے صلح کر لینا مشرکین سے بنا بر مصلحت واحدہ خفیہ کے جائز ہے اگرچہ اوس صلح مین مفسدہ یسیرہ ہو بغرض دفع کرنے اوس مفسدہ کے جو اوس مفسدہ صلح سے زیادہ ہووے یا واسطے تحصیل ایسی مصلحت کے جو وہ مصلحت اوس مفسدہ سے زیادہ ہووے اور وہ مصلحت زیادہ نہوتی ہو مگر جبکہ وہ صلح مفسدہ والی اختیار کیجاوے تو مین کہتا ہون کہ امام کے لئے حق پہنچتا ہے یہ کہ جہاد مع قلت انصار کے بنا بر ملاحظہ مصلحت ابقاے اسلام کے فرماوین اگرچہ وہ مصلحتین بعض لوگون پر سرسری نظر مین ظاہر نہون اور اگرچہ اوس جہاد مین مفسدہ ظاہرا اپنے تلف نفس و تاراجی خانمان کا ہووے بغرض دفع کرنے بہت سے مفاسد کے کہ جو اسلام مین طاری ہونیوالے زیادہ اوس سے ہون اور واسطے حاصل کرنے بہت سے فائدون کے کہ جو نہایت درجہ کے اوسکے مقابلہ مین ہون اور بلا اختیار کرنے اوس مفسدہ بینہ کے وہ فوائد حاصل نہو سکتے ہون اور جو طریقہ اثر سنت امام حسین کو دربارہ جہاد و عدم بیعت کے دیکھا جاتا ہے تو آپنے ایسا ہی اختیار فرمایا کہ اگر آپ تلف نفس و تاراجی خانمان کو اختیار نہ فرماتے تو تمام ریاضت نبوت حضرت رسالت کی برباد ہو جاتی اور اسلام منقلب بکفر صریح ہو جاتا اور فوائد اقصی بہی حاصل نہوتے۔

فصل دوسری

اب ہم جواب تفصیلی کو بعض دفع مفاسد عظیمہ اور بعض تحصیل فوائد فخیمہ کے بیان سے بہی شروع کرتے ہین کہ دین حضرت رسالت صلعم مین کہ جسکا بقاو نفاذ تا قیامت تامہ ہے اور بعد ختمی نبوت کے

بموجب حدیث متواتر و مشہور انی تارک فیکم الثقلین اہلبیت و عترت پیغمبرؐ مین اصحاب
کسا بس چار باقی رہے تھے جنکے ساتھ حکم تمسک کرنیکا امت کو دیا گیا ہی کیونکہ شان نزول
آیہ تطہیر سے بروایت صحیح ترمذی دریافت ہوا کہ رسول خدا نے بس انہین چار پر انحصار
اپنے اہلبیت کا بقولہ ہولاء اہلبیتی فرمایا اور جو ام المومنین ام سلمہ نے اپنا شامل ہونا
اوس کسا مین چاہا تو آنحضرت صلعم نے انت علی خیر فرما کر شامل کسا نہ فرمایا اور وہ چار علیؑ
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی تھے نہ غیر اونکے اور رسولخداؐ نے بارہا حکم تمسک کرنے ثقلین کا امت
کو ارشاد فرمایا ہے حتے کہ آخر تکلم رسول امم یہ ہی وصیت تھی کما فی الصواعق المحرقہ پس
بعد وفات سرور کائنات کے زمانہ دوار نے بفحواے آیہ ا فان مات او قتل
انقلبتم علے اعقابکم کے ظہور انقلابؑ دکھلایا کہ بیعت سلاطین کی جبراً و قہراً ایجاد نشرع
ہوگئی اور ان سلاطین کو خلفاے دینی اعتقاد کرنا بالحتم قرار پاگیا تو اسوقت منقلب ہین
جناب امیر و حضرت امام حسن علیہما السلام نے بلاحظہ قہر و استیلا و تہدید احراق بیوت کے
اور نیز بلحاظ مغلوبی قوم انصار کے کہ سعد بن عبادہ کو پایمال کر ڈالا اور اوس صحابی بدری
کے حق مین قتلہ اللہ کہا گیا مصالحت اختیار فرمالی تہی اور جناب سیدہ نے بمصداق روایت
بخاری لم تتکلم حتے ماتت کے خلیفہ وقت کی اطاعت و بیعت وغیرہ ولو کانت علی السلطنۃ
ہرگز قبول نہ فرمائی اگر جناب سیدہ کے عقیدہ مین خلیفہ سقیفہ کی امارت حقہ و امامت دینیہ
و خلافت صادقہ ہوتی تو بنا بر حدیث متفق علیہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات

ع ا پس اگر پیغمبر وفات پاوین یا قتل کیا جاوے تو تم اپنی ایڑیون پر پچھلے پاؤن اسلام سے کفر کی طرف پھر جاؤ گے

میتۃً جاھلیۃً کے بیعت خلیفہ سقیفہ مین کبھی درنگ نہ فرماتین چہ جائیکہ ترک بیعت
حتّی ماتت پس امر خلافت مین طریق واضح مذہبین کی نظر مین ملتبس رہا اور یہ اونکو اپنی کتب
صحیحہ سے منکشف نہ ہوا کہ جناب امیر نے مصالحت یا بیعت بلحاظ اونکی خلافت حقہ دنیویہ
کے بالرضا فرمائی تھی کما نقل السیوطی فی تاریخ الخلفاء وابن الحجر فی الصواعق المحرقۃ قال [1] لقد
اَمَرَ النبیُّ ابابکرٍ اَن یُصَلِّیَ بالنَّاسِ فرضینا لِدُنیانا ما رَضِیَ بِہِ النبیُّ لِدِینِنا یا بوجہ
اضطرار کے جیسا کہ بخاری نے نقل کیا ہے فلمّا ماتت [2] (فاطمۃ) انصرفت وجوہ
الناس عنہ (عن علی) الی ان روی فلما رأی علیٌّ انصراف وجوہ الناس عنہ ضرع
الی مصالحۃ ابی بکر الخ یا آپ نے بغرض وغایت محافظت وبقاے نام اسلام اور بخوف
ارتداد کے اونسے مصالحت کو مخالفت سے بدل فرمادیا جیسا کہ ابن عبد البر صاحب
استیعاب نے ترجمہ رفاعہ بن رافع انصاری مین نقل کیا ہے کہ فرمایا جناب امیر [3] اِنَّ اللّٰہَ
عزّوجلّ لمّا قبض رسولہ قلنا نحنُ اھلہ واولیاؤہ فلا ینازعنا سلطانہ احد
فابی علینا قومنا فولّوا غیرنا وایمُ اللّٰہ لولا مخافۃ الفرقۃ وان یعود الکفر و
یبور الدّین لغیّرنا فصبرنا علی بعض الالم الحدیث یا بنا بر خلافت حقہ دینیہ کے

(۱) تحقیق رسول خدا نے حکم دیا ابوبکر کو یہ کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں پس ہم راضی ہوئے اپنی دنیاوی خلافت پر ابوبکر کیلئے جو
رسول خدا ہمارے دینی عبادت کے لیے راضی بامامت ابی بکر ہوئے تھے (۲) یعنی جب سیدہ کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے
رو واری جناب امیر سے منہ موڑ لیا تب آپ مصالحت ابوبکر پر مضطر ہو گئے (۳) بہر اینا اللہ جب خدا نے نبی اپنا کو اٹھا لیا تو ہم نے کہا کہ
ہم اہل اور اولیا پیغمبر کے ہین ہم سے کوئی نزاع نہ کریگا پس ہمپر ہماری قوم نے انکار کیا اور غیر کو والی قرار
دیدیا قسم بخدا اگر خوف تفرقہ اسلام اور عود کفر اور بربادی دین کا نہوتا تو البتہ ہم بدل ڈالتے اور تبدیل
کردیتے پس ہم نے صبر ہی بعض الم پر اختیار کیا بسبب خوف امور مذکورہ کے

جسکے ثبوت مین اجتک کوئی قول کوئی حدیث کوئی کلام ماثور نہین ہے بعد اسکے زمانہ
عہد خلافت شاہ ولایت ونیز عہد امامت امام حسنؑ سبط رسالت منقرض ہوگیا اور
اوس انقلاب زمان نے پوری ترقی حاصل کرلی اور شباب ایام الف شہر کا شروع ہوگیا
کما قال اللہ تعالے لیلۃ القدر خیر من الف شہر وقال انا اعطینات الکوثر محدث
جامع الاصول نے صحیح ترمذی سے نقل کیا ہے کہ مراد الف شہر سے زمانہ خلافت بنی امیہ کا
ہی اور رسولخدا کو بطر تسلیہ خاطر کوثر عطا ہوا ہے جو آپ کو بمعاینہ تسلط بنی امیہ کے بعالم
خواب حزن وملال عارض ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ نظام عالم مین حکمرانی بنی امیہ کے
مقدر بالحتم ہوچکی تہی اور رسول محبوب خدا کے رفع ملال کا تسلیہ کوثر کی عطا سے کیا گیا
مگر بنی امیہ کی ریاست کو ملتوی یا برطرف نہین فرمایا اور امارۃ بنی امیہ کے شرور اور فتن
جو اخبار ملاحم مین ماثور ہین اور ظہور مصائب ومحن اونکے جبروت سے جو اہل زمین کو پہونچے
اور انقلاب شریعت جو اونکے اثار سے ہوا وہ زمانہ پر مخفی نہین ہین کہ اونکا سلوک طریقہ ستم
اور اونکی سیرت ظلمت ستم اور اونکی تقلیب ضلالت مجسم تہی اور کلام منقول فضل فاضل
صاحب ابطال الباطل کہ عامۃ الناس[۱] یاخذون المذاہب من السلاطین
وسلوکہم والناس علی دین ملوکہم الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل
ماہم ہی عادۃ ورسمًا وطوعًا وکرہًا مسلم ومتحتم ہے پس اونکا زمانہ پراز جور وجفا و

ع۱ عام الناس سلاطین کا ہی مذہب اختیار کیا کرتے ہین اور اونہین کے مسلک پر سلوک کرتے ہین اور
آدمی دین ملوک پر ہی ہوتے ہین مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور اعمال صالحہ بجالائے ہین اور وہ
بہت تہوڑے ہین

مخالف شریعت غرّا ضلالات افزا اخبار و واقعات ضرور ہوا ہے اگر مثالب امراء بنی امیہ میں کچھ احادیث صحاح کی نقل کیجاوین تو اصل مقصد سے بعید ہو جاتا ہے فمن شاء فلیرجع الی کتب الامارۃ والخلافۃ وکتب الفتن والملاحم من صحیح البخاری والمسلم اور واسطے ابقاے اسلام و اوامر شریعت خیر الانام ضرورت تھی کہ ایسا شخص جو ماحی بدعات اور نافی ضلالات اور محرف محدثات و مصرف مبطلات بنی امیہ ہووے اور جو مصداق حتے یمیز الخبیث من الطیب کے فاروق حق و باطل اپنی سیرت واثر سے ہو جاوے منجانب شارع مامور ہو اور اہل عالم کو اپنے طریقہ عمل سے تبلادے کہ راہ مستقیم کہان ہے اور شرور کی راہین کونسی ہین اور مامور ہونا من جانب الشارع حدیث فی کل خلف من امتی عدول من اہل بیتی فسینفون عن ہذا الدین تحریف الضالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین کما فی الصواعق المحرقہ سے بخوبی واضح ہے اور اوسوقت مین بعد وفات شاہ ولایت اور سبط اکبر نبوت پس امام حسین ہی بقیہ اصحاب کساء تھے جو یہ عہدہ تحریف ضالین کا اسوقت مین آپکی ذات سے مختص ہو گیا تھا اور حالت یہ تھی کہ عامۃ الناس باعتقاد صحیح اوسیکو خلیفہ برحق و امام صدق علے العموم سمجھنے لگے تھے کہ جس کے ہاتھ پر بیعت کرنا جبراً و قہراً طوعاً و رضاً جس طرح پر ہو واقع ہو جاوے پس اہل انصاف تجویز فرماوین کہ کیا سبیل تھی تحریف ضالین اور انتحال مبطلین اور ابطال خلافت مضلین

ل یعنے ہر پچھلے زمانہ مین میری امت مین عدول میرا اہلبیت سے ہونگے پس وہ دور کرینگے اس دین سے تحریف و تبدیل گمراہون کو اور مبطلین و مفسدین کی اوس نسبت کو جو وہ اپنے حق مین کہین گے کہ ہم خلفائے نبی ہین اور جاہلون کی تاویلات کو انتہے

مبدعین ومحدثین کے اگر امام حسینؑ بقیۂ اصحاب کیسا بیعت یزید کی اختیار فرما لیتے اور نفی تحریف وتصحیف وتاویل کو بجا نہ لاتے تو کیا یہ اسلام اور یہ ایمان جو آج دنیا مین فرق شیعہ مین پایا جاتا ہے صفحۂ عالم سے یک لخت برخاست نہو جاتا اور تمام محنت رسالت برباد نہو جاتی اندرین صورت اصحاب نصفت ہرگز یہ تجویز نہ کرین گے کہ سوائے ابطال خلافت اور انکار بیعت اہل بدعت کے کوئی سبیل ابطال باطل واحقاق حق کی ممکن تھی بلکہ اسلام مین آیندہ کے لئے اگر امام حسینؑ بیعت اختیار کر لیتے تو دیگر حضرات ائمہ طاہرین کا قول جنکو درجہ صحابیت مین نہین لیا گیا کب قابل پذیرائی ہوتا حالانکہ اسوقت تک جناب امیر کے فتوی کو بھی بمقابلہ رجل بوال علے عقبہ کے ترک کیا جاتا ہے کما فی نور الانوار فی اقسام السنۃ من شاء فلیرجع الیہ یہ ترک کرنا قول جناب امیر تو بچشم انصاف مین علے الرغم پایا بھی جاتا ہے مگر امام حسین کی بیعت یزید کی خلافت پر اسلام کو ضرور مستاصل کرنے والی تھی اسی لئے بغرض ادا امت ایمان وابقاے اسلام وشریعت خیر الانام کے خروج فرمانا خلیفہ مجمع علیہ پر آپنے بغرض ابطال خلافت اجماعی وریاست قہری کے واجب سمجھا اگرچہ اوسکا نتیجہ تلف نفوس وتاراجی خانمان تھا اور وہ پیش نظر بھی تھا مگر اسکو بمقابلہ مصلحت بقائے اسلام کے سہلتر گردانا اور بقاے دین محمدی کو گران تر ولقد ما احسن ماقال من قال ؎ سر داد و ندا د دست در دست یزید؛ حقا کہ بنا لا الہ است حسین کیونکہ اوسوقت مین خلافت یزید پر موجودین صحابہ نے جنمین بدریین ورضوانین وسابقین ومہاجرین وانصار والذین اتبعوہم حاضرین سقیفہ وتابعین خلیفہ بھی شریک ہو گئی تھی

اور عبداللہ بن عمر اپنے حشم و خدم بلکہ اہل عالم کو یزید کی مخالفت پر تخویف فرماتے تھے کہ مین نے
سنا ہے کہ رسولخدا صلعم فرماتے تھے ینصب لکل غادر لواء یوم القیمۃ[1] اور اس حدیث
کو انحراف بیعت یزید پر اس طرح منطبق کرتے تھے کہ ہمنے یزید کی بیعت کرلی ہے اور مین نہین
دیکھتا ہون اس انحراف سے زیادہ کوئی غدر کہ ایک شخص کی بیعت کیجاوے پہر اوسی
شخص سے مخالفت و محاربت کرین انتہے اس تمام قصہ تخویف کو امام بخاری نے نافع سے
نقل کیا ہے تو خلافت حقہ دینیہ نظر عوام و گروہ انام مین بعد اس اجماع صحابہ و تخویف
غدر صحابہ لامحالہ حق خالص ملوک جبابرہ و سلاطین فجرہ و امراے فساق و اصحاب
نفاق کا قائم و مستحکم قرار پاتا اور انحراف کو اونکی امارت سراسر ضلالت سے موجب غدر
اعظم حسب تہدید صحابی معظم جزماً و یقیناً سمجھا جاتا پہر تو سیرتین اور خصلتین اون خلفاے
جابرہ اور امراے فسقہ کے اگر امام حسین کا جہاد اور اختیار فرمانا مصائب کا درمیان
مین نہوتا ضرور واجب الامتثال ہوکر تمام امت مین داخل دین رسالت اور اون اصحاب
فجور کی اطاعت فی المعصیۃ و سنت و سیرت مشحونہ الضلالۃ عین عبادت رب العزت
و ہم درجہ سنت ختمی منزلت اور ہر قول و ہر فعل فجرہ فسقہ کا سلف سے خلف تک
مستحبات اور واجبات مین شمار ہوا کرتا بس ایسی حالت التباس و امر حق و دور از قیاس
مین اگر اصحاب کسا کلہم اطاعت و مصالحت کے لباس مین خلفاے وقت سے معاشرت
رکھتے تو کیا کیا کچہ اصل شرع مین افراط و تفریط مستقر و قایم ہوتی اور سراغ حقیقت دین سے

[1] یعنے ہر غادر اور بدعہد کا بروز قیامت جہنڈا نصب ہوگا۔

خدا کا روز قیامت تک دقیق نظروں کو بھی نہیں ملتا اور حضرات ائمہ طاہرین آخرین کی کوئی بھی نہیں سنتا کہ اونکو بھی بسبب استیلائے بنی امیہ و بنی عباس کے حق تصرف کافی امور الرعایا میسر نہیں آیا جو اونکی شوکت سے لوگ شنوائے حق ہوتے یہ امام حسینؑ کا ہی کام تہا کہ باوجود قلت اعوان دین خدا کو تہام لیا اور حق کو باطل سے اپنے طریقہ عمل محاربت و خروج علے الخلیفۃ الجبر علیہ سے متمیز فرما دیا اور یہ تمیز بین الحق والباطل کبھی بھی حاصل نہوتے تا ہنگامیکہ امام حسینؑ اس بار عظیم شہادت کو اختیار نہ فرما لیتے ولقد ما احسن ما قال من قال ؎

کارے کہ حسین اختیارے کردی ❊ در گلشن مصطفےٰ بہارے کردی

از ہیچ پیمبرے نیامد این کار ❊ واللہ کہ ای حسین کارے کردی

فصل تیسری

آپکے عدم بیعت اور تصدی محاربت میں اور بھی وجوہ عدیدہ و اسباب سدیدہ اور تحصیل فوائد جدیدہ ہیں لاکن یہاں پر آیات سی شروع کیا جاتا ہی فوائد جدیدہ باسناد اخبار کے بعد ازاں نقل کیجائیگی از انجملہ قولہ تعالے و تبارک مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَآ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ الآیۃ[1] جبکہ مصیبت کا مقدر ہونا پیدایش سے پہلے بنص قرآن مقرر ہو چکا تہا اور امام حسینؑ کو اس واقعہ سے اطلاع دیگئی تہی اور اوسکی قبولیت کا میثاق لیا گیا تہا کما یاتی بیانہ لہذا

[1] یعنے کوئی آفت ملک میں اور تمہاری جانوں پر نہیں پڑتی مگر وہ لوح تقدیر میں لکھی گئی پہلے انکی پیدایش سے اور یہ خدا پر آسان ہے انتہ

آپ بعلم تقدیر مذکور کے جواب مین اپنے خیر اندیشون کے اسی آیہ وافی ہدایہ کے مفہوم
اور ماحصل اور معنے کو مختلف الفاظ مین ادا فرماتے تہے چنانچہ وقت نہضت فرمانے
کے جب ام المومنین ام سلمہ نے فرمایا کہ مین نے تمہارے دادا رسول خدا سے سنا ہے
کہ میرا بیٹا حسینؑ ارض عراق مین قتل کیا جائیگا اوس جگہہ کو کربلا کہتے ہین پس ای بیٹا مجہے
اپنے سفر عراق سے غمناک نکرنا آپ نے فرمایا [1] یَا اُمَّاہُ وَاَنَا وَاللّٰہِ اَعْلَمُ ذٰلِکَ وَاِنِّیْ مَقْتُو
لَامَحَالَۃَ وَلَیْسَ لِیْ مِنْ ھٰذَا بُدٌّ وَاِنْ لَمْ اَخْرُجْ اِلَی الْعِرَاقِ یَقْتُلُوْنِیْ اَیْضًا وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ
لَاَعْرِفُ الْیَوْمَ الَّذِیْ اُقْتَلُ فِیْہِ وَاَعْرِفُ مَنْ یَّقْتُلُنِیْ وَاَعْرِفُ الْبُقْعَۃَ الَّتِیْ اُدْفَنُ
فِیْھَا وَاِنِّیْ اَعْرِفُ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ وَقَرَابَتِیْ وَشِیْعَتِیْ الروایۃ اور بطن عقبہ
مین جبکہ عمر بن یوذان نے سفر بجانب کوفہ سے منع کیا اور حالات آمادگی اہل کوفہ بیان
کیے تو آپ نے یہ فرمایا کہ [2] لَیْسَ یَخْفٰی عَلَیَّ الرَّاْیُ اور فرمایا وَاللّٰہِ لَایَدَعُوْنَنِیْ حَتّٰی یَسْتَخْرِجُوْا ھٰذِہٖ
الْعَلَقَۃَ مِنْ جَوْفِیْ کما فی اعلام الورے اور یہ روایت ناسخ التواریخ مین بسند دیگر بدین
الفاظ ماثور ہے کہ [3] لَیْسَ یَخْفٰی عَلَیَّ الرَّاْیُ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَایُغْلَبُ عَلٰی اَمْرِہٖ الخ
اور جو کوئی اپنی تدبیر یا کسی حیلہ وغیرہ سے بچنا چاہیے تو حکم الٰہی خالی نہین جاتا ضرور

۱ے یعنے ای نانی صاحبہ اور مین بہی قسم بخدا جانتا ہون کہ لامحالہ مین قتل ہونگا اور اوس سے مجہے کوئی چارہ نہین
ہے اور اگر مین عراق کو نہ جاونگا تاہم مجہے وہ قتل کرینگے اور مین قسم بخدا البتہ جانتا ہون اپنے روز قتل کو اور اپنے قاتل
اور مقتل کو اور اپنے مدفن کو اور مین جانتا ہون ان ملاعنہ کو جو قتل کرینگے میری اہلبیت اور میرے قرابتدارون اور میرے شیعون کو الخ
۲ے یعنے مجہپر یہ رائے مخفی نہین ہے قسم بخدا وہ لوگ نہی ایسے مجہے نہ چہوڑینگے یہان تک کہ میرا دل یا فرمایا میرا جگر میرے
جسم سے نہ نکال لین ۳ے یہ امر مجہپر پوشیدہ نہین ہے لاکن اللہ تعالے اپنے نفاذ حکم مین مغلوب نہین
ہوتا ہے انتہے

اسپر جاری ہوتا ہی اوراسی طرح آپنی اپنی ہمشیرہ صدیقہ صغری زینب کبری سے تسلیۃً ارشاد فرمایا کہ یا اختاہ کل الذی قضی فہو کائن اور مخفی نرہے کہ مابین من یعلم ومن لایعلم کے بہت فرق ہے عارف امور شدنی کا وہی کیا جاتا ہی کہ جو قضا و قدر پہ رضا و تسلیم اپنا شعار رکھتا ہووے اگر اعرف امور شدنی سے گریز کر جاے وہ حکم مقدر تو محو نہوگا بلکہ ضرور جاری ہوگا مگر صابرین کی فہرست سے نام اوسکا محو و حک کردیا جاتا ہے کما فی روضۃ الشہدا فی قصۂ زکریا علیہ السلام کہ از سرادقات غیبی ندائے بزکریا رسید کہ ہا تا نوانی فغانی و آہے مکنی کہ نامت از جریدۂ صابران محو کنم انتہے اسمقام پر شبہ مشہور کو رفع کرنا ضرور ہے اور رد مسئلہ جبر و اختیار مین ہی کہ جو ہر موقع پر شتبہ ہوتا ہے یہاں پر اسیقدر رفع شبہ کافی ہے کہ نزول مصائب و ورود بلایا کا سبب دو وجہ پر پایا جاتا ہے ایک موافق اس آیہ کریمہ الا فی کتاب من قبل ان نبرأہا [۱] کے دوسرے بر طبق مفاد آیہ وافی ہدایہ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر [۲] کے اور دونوں مقام پر نزول بلایا کے تقدیم نہین ہوا کرتی تا اسکا موافق الا فی کتاب من قبل مین فائدہ مزید اس مصیبت سے جو مقرر ہوئی ہے اوسکے یا اوسکے منصب کے لئے مقدر ہو جاوے اور دوسری جگہ کسب اعمال کو بعد نہ قبل حدوث اوسکے لان اللہ لیس بظلام للعبید [۳] آیات قرآنی سے ثابت اور متحقق

---

[۱] یعنے اے خواہر وہ امر کہ حکم قضا اوسپر جاری ہوگیا پس وہ ضرور ہونیوالا ہے انتہے [۲] تمہین کوئی مصیبت نہین پہونچتی مگر وہ جو تمہارے ہاتہون نے کسب کیا ہے اور اللہ بہت سے کسب معاصی سے درگذر بہی فرما دیتا ہی [۳] اسلئے کہ اللہ ظالم اپنے بندون کے حق مین نہین ہے ۔

ہی اور دوسری آیہ کے مفاد سے ظاہر ہے کہ نزول مصائب کا مکافات اعمال مین کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہین اور اس شہادت امام حسینؑ کے بعض مقاصد و نکات جو بیان ہوئے اور جو بعض آیندہ معرض تحریر آتے ہین وہ نزول مصائب کی وجہ کو بخوبی منکشف کرنیوالے ہین کہ خداوند تعالےٰ انبیا اور اولیا پر جو مصائب مقدر کرتا ہے سبب اُسکا فائدہ مزید سے خالی نہین ہوتا خواہ وہ فائدہ مصیبت زدہ کی ذات سے متعلق ہو یا اُسکے منصب اور عہدہ کے مقتضی ہو و دوسری آیہ قُل اِن کانت لکم الدار الآخرۃ عند اللہ خالصۃً من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیہم واللہ علیم بالظلمین سے شبہ واردہ رفع ہوتا ہے اس آیہ کے مفاد سے و نیز آیہ قُل یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ ہَادُوۡۤا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ اَنَّکُمۡ اَوۡلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ کے معنے سے مستدرک ہوتا ہے کہ موت سے بھاگنا اور کراہت کرنی ظلم ہے اور تمنا کرنا موت کا عند اللہ صادقین کا مرتبہ ہے نہ عامۃ الناس کا اور جنکے لئے دار آخرت ہوتا ہے اور وہ عارف ما یکون ہوتے ہین وہی لوگ موت کی آرزو کیا کرتے ہین اور اسی تمنائے موت کے معنے مین صحابہ عظام سے معاہدہ بیعت لیا جاتا تھا کما فی المسلم فی روایۃ سلمۃ انہم بایعوہ یومئذٍ ای یوم الحدیبیۃ علی الموت اور مفسرین نے مثل علامہ زمخشری و ثعلبی و امام الرازی

۱؎ کیونکہ مفاد آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ کہوائے پیغمبرؐ اگر دار الآخرۃ اللہ کے نزدیک مخصوص تمہارے لئے ہی اور دیگر مردمان اُس سے بے نصیب ہین تو تم موت کی آرزو کرو (تا کہ بہشت مین پہونچ جاؤ) اگر تم سچے اپنے دعوے مین ہو اور وہ لوگ دعویٰ کرنیوالے دار آخرۃ کا ہرگز موت کی کبھی تمنا نہ کرینگے بسبب اُس سیہ کاری کے جو اُنکے ہاتھون نے اقدام اُسکا کیا ہی اور اللہ خوب جانتا ہے ظلم کرنیوالونکو انتہےٰ۔

۲؎ کہوائے پیغمبرؐ کہ اگر تمنے زعم کیا ہی کہ ہم اللہ کے دوست ہین نہ اور لوگ پس تم موت چاہو اگر تم سچے ہو۔

ونظام الدین نیشاپوری وقاضی بیضاوی ومسعودی وبغوی صاحب معالم التنزیل کے آیہ موصوفہ کی تفسیر مین نقل کیا ہے کہ کان علیؑ یطوف بین الصفین بصفین فی غلالة فقال لہ ابنہ الحسن علیہ السلام ماھذا انبری المحاربین فقال علیہ السلام یا بنی لایبالی ابوک سقطت علی الموت او سقط الموت علی وزاد الحافظ ابو نعیم و ابن ابی الحدید لبندہ فی ہذا الکلام واللہ ان ابن ابی طالب یلعب بالموت کما یلعب الصبی بثدی امہ اور اس آیہ کریمہ سے مفرورین جہاد کا موت سے ہرب کرنا دلیل اونکے ظالم ہونیکی ہوی پائی گئی اور ظالم کو بحکم لاینال عھدی الظلمین کے منصب امامت نہین پہونچتا ہے پس جو لوگ کہ غزوات سے بہاگے وہ ظالم تھے نہ امام عادل اور امام حسینؑ نے موت سے فرار نہین کیا اور مثل شیر خدا کی بقولہ سقطت علی الموت او سقط الموت علی کے مصداق ہوکر اپنے کو امام ہونا ثابت کر دیا اور مدارج صادقین کو تمنائے موت سے زینت فرمادی پس امام حسینؑ کا موت کی طرف جانا ممدوح ہے نہ معیوب اور یہ فعل بنا بر آیہ کریمہ شریفہ کے ہے اور یہ منافی قولہ تعالے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ کے نہین کہا جا سکتا چند وجہ سے از انجملہ اس تہلکہ سے حکم حذر کرنے کا ہے کہ جس مین سوائے ہلاکت کوئی فائدہ ظاہری یا باطنی نہو مثل خودکشی کے اور بلا ضرورت کے وہ عمل کرنا کہ جو تلف جان ومال کا باعث ہو اور ثواب اوس پر مترتب نہ ہو بلکہ عدم فعل اور عدم اظہار کسی قول اعتقادی کا مرخص ومبلح ہو وے

ـــــــــــ

لـ۱ یعنی جناب امیر جنگ صفین مین دو صفونکے درمیان باریک لباس پہنے پھرا کرتے تھے تو امام حسنؑ نے عرض کی یہ محاربین کی شان سے نہین ہے فرمایا کہ اے پسر تیرا باپ نہین کہتا ہے خواہ مین موت پر گر جاؤن یا موت مجھپر گرے قسم بخدا ہر آئینہ پسر ابو طالب موت سے اس طرح کھیلتا ہے جیسے طفل شیرخوارہ اپنی ماں کی پستان سے کھیلے کرتا ہے انتہی ـ ۲ ترجمہ صفحہ ۲۵ پر گذرا

تو ایسے عمل سے حذر کرنا تحت حکم آیہ ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ کے آسکتا ہے اور
اسی بے سود موت کیلئے کہا جاتا ہے سہ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ٭ تو مرو در دہان
اژدرہا۔ کیونکہ دہان اژدہ میں بالقصد جانے اور مر جانے سے جزا اور مدارج علیا نہین
ملتے بلکہ موجب مواخذۂ اخروی ہے لہذا یہ آیہ اس مقام پر صادق نہین آتا اور نہ جو حضرات
انبیاؑ و مرسلین ظلم و تعدی منکرین اور اشقیائے امت کے ہاتھ سے بجرم دعوت اسلام کے
شہید ہو گئے وہان بھی بدلیل آیہ شریفہ کے کہا جا سکتا ہے کہ بجائے دعوت اسلام کے
اپنے گھر خاموش کیون نہین بیٹھے رہے اور اگر دعوت کرنے اسلام کی واجب تھی بعد ادائے
حق دعوت فرار کیون نہین فرمایا اور ایسے موقع پر کیون نہین چُپ رہے جو قاتلین کو اون
مواقع پر دسترس نہوتی یہ سفسطیات جو امام حسینؑ کی جناب مین عاید کیجاتی ہین وہ سب
اون حضرات انبیا علیہم السلام کی شان مین بدرجۂ اولیٰ صادق آسکتی ہین جنکا ذکر آیۂ شریفہ
ویقتلون الانبیاء بغیر حق مین آیا ہے تیسرے آیہ وافی ہدایہ ولنبلونکم بشیٔ من (سورۂ بقرہ ع)
الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا
اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم
ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ہے ہوید اسکی آیات دیگر مین جنسے ضروری ہونا امتحان
اہل ایمان کا پایا جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا

ترا اور البتہ ہم امتحان کرین گے ضرور تمہارا ساتھ کسی شے کے از قسم خوف اور گرسنگی اور نقصان اموال و تلف نفس
و ثمرات کے اور بشارت دی اے پیغمبر صابرین اور ثابتین کو کہ جب اونکو مصیبت پہونچتی ہے تو انا للہ وانا الیہ راجعون
کہتے ہین وہی لوگ ہین کہ انپر صلوٰۃ ہے اونکے رب کی جانب سے اور رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت پائے ہوئے ہین انتو

وہم لا یفتنون وقال اللہ تعالی ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم الذین جاھدوا منکم
وقال اللہ تعالے ولنبلونکم حتے نعلم المجاھدین منکم والصابرین بلکہ بہشت برین
کا داخلہ مومنین کا امتحان جہاد پر ہے پایا جاتا ہے چنانچہ آیہ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ
ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین اس معنی مین ناطق ہے
وقال ومن الناس من یقول امنا فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ
الآیۃ اور آیہ مستدلہ لشان امام مظلوم بالکل مطابق ہے جسکی تفسیر علمائے شرح وبسط سے فرمائی ہے
مگر اس مقام پر احتجاج بنوع دیگر مطلوب ہے کہ قولہ تعالے ولنبلونکم سے یہ امر محکم پایا گیا کہ نزول
مصائب کا بغرض امتحان اہل ایمان کے بحکم واجب الاذعان ایزد سبحان کے بھی ہوتا ہی پس امام حسینؑ
نے بلحاظ امر مقدر کے جو بتحتم طریقہ پر آپکو اپنے جد بزرگوار سے معلوم ہو گیا تھا تو کل الذی قضے
فہو کائن فرماکر اپنی معذوری کو ظاہر فرمایا اور بغرض حصول مراتب صابرین وبشارت رحمت
ومورد صلوات کے کہ یہ مدارج مخصوص انہین لوگون سے ہو سکتے ہین جو جامع مصائب مذکورہ
الآیہ ہون تمام مصائب امتحانی کو اختیار کر لیا اور جامعیت اسکی بلا اختیار کرنے مصائب
واشجان ونوائب وامتحان تشنگی وگرسنگی وقتل ونہب اموال وتلف اولاد کے جو ثمرات
قلب ہین ممکن نہین ونہین تھی لہذا آپنے جملہ تکالیف ناقابل برداشت کو اپنے لئے آسان
کر دکھلایا اگر آپ صبر وثبات ورضا وتسلیم کو کام نفرماتے اور قتل نفوس اور تاراجی اموال
اور بہوکہہ وپیاس اور طرح طرح کے جراحات لسانی اور بار زبانی فرقہ اشرار کا تحمل نفرماتے
اور خوف وہراس الجرم کا کرتے تو یہ جامعیت آپکی مصائب مین کہان حاصل ہو سکتی

اور چشم نابینا مین بھی آپ کس طرح مستحق صلواۃ و رحمت پروردگار کے دکھلائی دیتے یہان
پر بھی موازنہ حضرت شعیا پیغمبر اور امام حسینؑ سبط پیغمبر کی سیرت اور اسوہ مین دکھلایا جاتا ہی
کہ حضرت شعیا پیغمبر کما فی التاریخ الکامل لابن الاثیر الجزری جبابرۂ بنی اسرائیل کے خوف سے
درخت کے تنہ مین جا چھپے اوس درخت کو اشقیاے امت نے مع آنحضرت کے چیر ڈالا اور
امام حسین نے اون مصائب کو جو اِذَا اَصَابَتْہُمْ مُصِیْبَۃٌ مین مقدر کی گئی تہین بلا ہی
حذر اور روپوشی کے عارفانہ برداشت کر لیا اگر آپ بہی اختیار نفرماتے تو بھی مثل حضرت
شعیا پیغمبر کے آپکو اون بلاؤن سے گریز میسر نہوتا اور مصداق لایدعونني حتی یستخرجو
ھذہ العلقۃ من جوفی صادق آتا اور حکم لکن اللہ نعم یغلب علی امرہ کا اور کل
الذی قضی فھو کائن کا ضروری جاری ہوتا فالعاقل تکفیہ الاشارۃ والا لا یکفی لہ
البشارۃ چنانچہ حضرت عثمان غنی نے کیا کیا انتظام اپنی حفاظت کا نہ فرمایا آیہ لَا تُلْقُوْا
بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ کو پیش نظر رکہکر ہلاکت اور موت بالشہادۃ سے بچنا چاہا اور
اور حویلی مین چھپ بیٹھے رہے اور میدان مین مردانہ جانا اور بلوائیون سے مقابلہ کرنا باوجود
حشم و خدم کی کثرت کے مصلحت نہ سمجھا اور بالاے بام سے ہی کلمات مصالحت خیز
و موافقت آمیز ادا فرمایا کئے اور کمال مرتبہ تقیہ بجا لاے جو اب حرام کہا جاتا ہے حتی کہ عطیات
بنی امیہ کی واپسی کا بھی وعدہ ذاتی مال سے اور معزولی عمال بنی امیہ کا اقرار بتقرر عمال حسب دلخواہ
صلحاء کے ارشاد کیا اور ہر قسم کی رضا جوئی فرمائی کما ہو مذکور فی تاریخ الاعثم الکوفی مگر وہ
حذر اور وہ تقیہ اور وہ وعدہ اور وہ رضا جوئی کسی طرح سودمند نہوئی اور قضاء الہی

جاری ہوگئی پس ایسی مرنے سے تو مرد شجاع کا کارزار میں بفحوائے یقتلون ویقتلون کے قتل کرنا اور قتل ہونا ہے باظہار شجاعت بہتر ہے اور شجاعت بھی وہ جو امام حسین ع نے اور آپکے انصار قلیل التعداد نے لاکھوں کے مقابلہ میں بحالت عاجزی و محصوری و گرسنگی و شدت تشنگی کے دکھلا دی کہ جو بہادران عراق اور بہوران آفاق انکے آب شمشیر سے سیراب ہوکر عالم گرمائے جہنم میں پہونچے اور بیوفایان کوفہ و ساباط اونکی ثابت قدمی سے بیتاب ہوکر پسپا ہوگئے مگر یہ کہ سیرت عثمانی محبوب ممدوح ہو اور شجاعت امام حسینؑ نامرغوب و مقدوح ہو آنراچہ علاج یہی اختلاف مابین صحابہ و ائمہ کا تباین مذہبین کے ثبوت میں کافی ہوسکتا ہے کہ جو اس سیرت عثمانی کو امام حسینؑ نے اختیار نہیں کیا اگر موت بالسیف سے چھپ کر مکہ یا مدینہ کے امن میں محصور رہتے اور خون شجاعت بہاتے اور آبرو مردانگی کی کھوتے تاہم امر شدنی کل الذی قضٰی فہو کائن پیش آتا ایسے مواقع کے نسبت امام حسینؑ نے فرمایا ہے ؎ فان[1] تکن الدنیا تعد نفیسۃ: فدار ثواب اللہ اعلی وانبل وان تکن الارزاق قسما مقدرا فقلۃ سعی المرء فی الکسب اجمل وان تکن الابدان للموت انشأت فقتل امرء بالسیف فی اللہ افضل اور افضل ہونا اسی وقت صادق آئیگا جو جہاد سے فرار نکرے اور بلا اختیار خود محاربت کو اختیار کرے اور صبر و ثبات پر قائم رہے نہ یہ کہ جو سر پر آجاوے اور اُسکے

---

[1] یعنی اگر دار دنیا نفیس شمار کیجاوے پس دار ثواب خدا کا ہے اُس سے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے اور اگر رزق بندگان کا مقدر ہوچکا ہے تو قلیل کوشش کسب معاش میں زیادہ جمیل و نیکو ہے اور اگر انسان کے بدن موت کیلئے پیدا ہوئی ہیں (کہ حکم کل من علیہا فان اونپر جاری ہوتا ہی) تو راہ خدا میں قتل ہونا افضل اور بہتر ہے

لئے موقع عذر کا نہ ملے اور گریز کرنے کے حیلے معطل ہوں پس اوسوقت وہ فضیلت نہین ہے جو بحالت قدرت کے اختیار کرنے مین ہے اور عبداللہ بن زبیر نے مکہ معظمہ مین جو بحکم من دخلہ کان اٰمنا کے مامن عام مسلمین کے لئے ہے اپنی حفاظت اور خلافت مین بمخالفت یزید کے کافی ترقی حاصل کرلی تھی اور عبداللہ بن حنظلہ نے مدینہ منورہ مین علم محاربت یزید کی مخالفت پر اوٹھایا تھا اور باجماع اہل مدینہ و بقایائے صحابہ اپنی قوت کو بیعت عامہ سے جمع کرلیا تھا اور ان دونون ذی شوکت رئیسون نے حرمین کو اپنا جائے پناہ گردانا تھا مگر الف شہر کی تاثیر نے باوجودیکہ کسی نے ان مین سے باہر حرمین سے قدم نہین نکالا دونون کو نہ و بالا کردیا کہ یکے بعد از دیگرے قتل کردیئے گئے اور موجب ہتک حرمت حرمین شریفین کے ہوگئے اور جو جو خرابیان اُنکی اقامت کی وجہ سے حرمین شریفین مین یزیدیون اور لشکر عبدالملک کی بدکاریون سے ظہور مین آئین اہل سیر نے اُنکو مجمل و مفصل لکھا ہے اگر امام حسینؑ بھی ایسا ہی عمل فرماتے تو امر کائن تو ضرور پیش آتا مگر آپکی اقامت بھی سبب ہتک حرمت کسی حرم کا حرمین سے ہوجاتی اب ہم مجموع آیات مذکورہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ اور قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ الخ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ الخ سے قدرا مشترکا و نیز مجموعہ

ان آیات سے جو ذیل آیہ ولنبلونکم بشئی کی نقل کی گئین ہین ایک آیت احسب الناس ان یترکوا اور دوسری ام حسبتم ان تترکوا اتیسری ولنبلونکم حتے نعلم المجاھدین منکم چوتھی ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ پانچوین ومن الناس من یقول اٰمنا الآیہ ہین تحصیل مصالح و فوائد و دفع فتن و مفاسد کو جو قاضی عیاض نے امام مصلح کیلئے جایز تجویز کی ہین اس شہادت امام حسینؑ ہین ثابت کرتے ہین پس مخفی نرہے کہ آیات کریمہ سے قدر امشترکا مصائب کا اہل ایمان کے لئے مقدر ہونا بلا مکافات کے اور امتحان کا ضروری لیا جانا اور امتحان ہین تمنائے موت و جہاد یعنی جان و خوف و جوع و نقصان مال و نفوس و ثمرات کا شامل ہونا اور جنت ہین بلا امتحان کے داخل نہونا پایا جاتا ہے انبیا علیہم السلام جنکے مدارج کہین مومنین سے اعلیٰ وارفع ہین طرح طرح کے مصائب و نوائب ہین مبتلا ہوتے رہے اور قتل ہوا کیے جو مصداق من عبادہ المومنین کے امتحان سے مستثنیٰ نہین کیے گئے بلکہ ابتلاء انکا عام مومنین سے زیادہ تر ہوتا رہا ہے حدیث البلاء موکل بالانبیاء ثم الاوصیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل فی درجات العلی اسکی شاہد ہے مگر حضرت ابراہیم خلیل جلیل کا امتحان ذبح اسمعیل ہین جسکی خبر آیہ قال یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ہین آئی ہے بحکم محکم وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کے مبدل بفدیۂ عظیم ہوگیا چونکہ حضرت تقدس و تبارک و تعالےٰ نے اوس فدیہ کے واقع ہونیکو فرمادیا تہا اور ظہور اوسکا بفحوائے کل الذی قضے فھو کائن کے لابدی تہا اور فدیہ اسمعیل کے لئے اولاد اسمعیل ہی سزاوار تہے نہ اولاد حضرت اسحاق سے لہذا انبیاء بنی اسرائیل ہین جو شہید ہوئے وہ فدیہ اسمعیل

عہ بلا مقرر کیو گئی انبیاء کیلئے پہر اوصیاء پہر اولیاء پہر اونکی امثال اور اونکی امثال کیلئے درجہ بدرجہ عہ کہا ابراہیم نے اپنی [illegible]

نہین قرار پائے پس وہ عظیم فدیہ ازمنہ انبیا مین سلف سے خلف تک ملتوی ہوتا چلا آیا حتے کہ حضرت عبداللہ پدر عالی قدر پیغمبر بھی وہ فدیہ مقرر ہوے آخر وہ بھی مستثنی کر دیئے گئے اور تصدیق کریمہ صدقت الرؤیا کے عالم شہود مین بوجہ فدیہ عظیم مقرر بنانیکی نہوئی کہ فدیہ معصوم کا معصوم سے مقبول درگاہ و منظور نظر بارگاہ قدس تھا پس بدستور وہ فدیہ عظیم ظہور مین نہ آیا لاکن اُس فدیہ کی خبر حضرت زکریا پیغمبر اور ہماری نبی آخر الزمان کو کہیعص مین دی گئی ہے چونکہ سرور عالم سید وُلد آدم ختم المرسلین جامع فضائل اولین و آخرین تھے اور انبیا و مرسلین مین اکثر حضرات انبیا امتحان شہادت مین کامیاب ہوے تو وہ فدیہ عظیم بعرض حاصل ہونے جامعیت کمالات مدارج انبیا کے بھی آنحضرت صلعم کیلئے زیبا او ضروری تھا ورنہ وہ جامعیت صادق نہ آسکتی تھی مگر آنحضرت صلعم بھی بوجہ ختم نبوت و بقاے دین تا یوم قیامت کے درجہ شہادت سے باز رکھے گئے تا کہ کوئی معاند اسلام و منتمر داز گروہ ظلام نہ کہہ سکے کہ مسلمانون کے پیغمبر نے دعوی نبوت کیا تھا آخر اپنے دعوے مین سچے نہین تھے احقاق حق نکر سکے لہذا قتل کر دیئے گئے اوسوقت بنا بر اس اعتراض کے تمام نظام شریعت رب العزت جسکا بقا الی یوم القیامۃ ہے او رہیگا بوجہ قتل پیغمبر کے درہم و برہم ہوجاتا اور مثل قصۂ اُحد کے ھلمّ اِلَیَّ اُدْیَانکمُ خاص و عام پکارنے لگتے اس التواے شہادت نبی کے سبب ضرور تھا کہ بدل مین آپکی فدیہ قرار پانیکے کوئی ہم مثل آپکا فدیہ کر دیا جاوے چونکہ آپنے بحق امام حسینؑ حُسَینٌ مِنّی وَاَنَا مِن حُسَین فرمایا ہے لہذا معلوم ہوا کہ وہ ہم مثل آپکا بس حسینؑ ہی تھی جو فدیہ کے لئے آپکے بدل قرار پائی اور یہ آنحضرت صلعم

ع اپنے پہلے دین کی طرف پھر جاؤ ۔ ع حسین مجھ سے ہے اور مین حسین سے ہون

کا امتحان مثل دیگر انبیاء رسلف کے امر شہادت مین باقی رہگیا تہا اسی لئے آپکے کمالات جامع مین بمقابلہ شہداے مرسلین کے کمی تہی اوسکو امام حسینؑ کی شہادت نے پورا کردیا گویا کہ امام حسینؑ متمم کمالات رسالتمآب ہو گئے اور رسالتمآب نے اسی لئے سمجھتی و نیز دیگر مدارج تمہید کی نظر سے حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ فرمایا ہے اگر آپ بھی ... شکر کرتے اور وعدہ شہادت کا نہ فرماتے تو فدیہ عظیم ٹلنے والا نہین تہا اور جمع ہو کمالات ... مرسلین کا بھی ... وخاتم النبیئن مین ضرور تہا تو وہ فدیہ یا ذات بابرکات سرور کائنات کے ہونے یا بوجہ محذورات صدر کے آپکی ذریت طیبین مصداق اوس فدیہ عظیم کے کیجاتے کیونکہ اب موقع اوس فدیہ کے ملتوی رہنے کا آیندہ کے لئے باقی نہین رہا تہا او خداوند تعالےٰ قد صدقت الرویا الی قولہ وترکنا علیہ فی الاخرین[۱] فرماچکا تہا لہذا واقع ہونا اسکا لابدی وضروری حتماً وجزماً ہوگیا تہا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اور کوئی مصداق اس فدیہ عظیم اسمٰعیل کے لائق بھی نہین تہا اوسکو بس خاصان آل عبا نے ہی اختیار فرمالیا پس جو عدا ذبح اسمٰعیل مین واقع ہوا تہا اور خداوند تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کی امتثال مین امر خواب کے قد صدقت الرؤیا تا آیہ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ[۲] وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ[۳] فرمایا ہے اسکو کٓھٰیٰعٓصٓ پر عالم اعیان مین ظاہر کردیا کما مضی کر راؤن حروف مقطعہ مین کاف سے کربلا اور حرف ہا سے ہلاکت اور یا سے یزید اور عین سے عطش اور صاد سے صبر حسینؑ مراد ہے اور خبر اس فدیہ کی حرف مقطعات مین اس وجہ سے صادر فرمائی اور واضح ارشاد نکیا کہ یہ امر شدنی عالم اسباب مین رمز خفی رہے تاکہ خفقاء اپنے افعال کو عالم تکلیف

[۱] تو نے اے ابراہیم اپنی خواب سچی کردی ۔ [۲] اور ہمنے پیچھلے لوگون مین اوسپر باقی رکھا ۔ [۳] اور فدیہ دیا ہمنے اسمٰعیل کا ساتھہ ذبح عظیم کے ۔

ہین تابع مشیت الٰہی نہ سمجھ لین غرضکہ یہ حادثہ شہادت کا بوجوہ عدیدہ ناگزیر بہت اور گریز کرنا خاصان خدا کے خواص وشعار سے لامحالہ محال عادی ہے ۵ اگر زکوہ فرو غلطد آسیا سنگی ؛ نہ عارفست کہ از راہ سنگ برخیزد۔

فصل چوتھی

اب ہم بعد شواہد قرآنی کے بعالم اسباب ظاہری کے امام حسینؑ کی مجبوری کو ثابت کرتے ہین کہ آپ کو بلا اختیار کرنے سفر عراق وورود کربلا کے وبلا اختیار کرنے مقاتلت کے چارہ کار ہی نہین تہا اس وجہ سے کہ بعد تسلط یزید کے مدینہ منورہ مین آپ اس خوف سے اقامت نہ کرسکتے تھے کہ جناب امیر نے جو بزمان خلافت ابوبکر کے اہل مدینہ سے خانہ بخانہ تشریف لیجاکر اپنی نصرت کی ترغیب دی تو سواے وعدہ ہاے زبانی کے کسی نے انصار سے آپ کی نصرت نہ فرمائی کما رواہ الجوہری فی کتاب السقیفہ وفدک نقلہ ابن ابی الحدید عنہ فی شرحہ علی نہج البلاغہ اور مکہ معظمہ مین بہی آپکے جان نثارون مین کوئی سوائے خیر طلبان زبانی کے موجود نہین تہا بلکہ کلہم منحرفین مبغضین دونون مقام پر بلکہ اکناف واطراف عالم مین بہرے ہوئے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے ابوجعفر اسکافی سے نقل کیا ہے کہ کان اہل البصرۃ کلہم یبغضون علیاً[1] وکثیر من اہل المدینۃ واما اہل مکۃ فکلہم یبغضونہ قاطبۃً وکان قریش کلہم علی خلافہ اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین نقل کیا ہے اخرج[2] السلفی فی الطیوریات عن عبد اللہ بن احمد بن حنبل انہ قال سألت

[1] و [2] کا ترجمہ صفحہ ۱۴۳ پر مذکور ہے

ابی عن علی ومعاویۃ قال ثم اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء چونکہ دونون حرم مین آپ کو ہتک حرمت کا بہی پاس ولحاظ بمعائنہ امر شد فی شہادت کے بہت تہا جو وہ عبداللہ بن خنظلہ وعبداللہ بن زبیر کی اقامت مین پیش آگیا تہا ذکر جا بجا ہوا اور یمن اور حوالی یمن اس وجہ سے اقامت کو قبول نہین رکہا کہ جنگ جمل کا منبع فساد یمن ہی تہا ابو یعلے بن منیہ یمن سے ہے وہ جمل لائے تہے جسپر ام المومنین سوار ہو کر میدان جنگ مین آئین تہین اور ابو یعلی کی کمک پر طلحہ وزبیر مراد انجنگی ہو گئی تہی بہر نوع یمن مین منخضین کا مجمع بحیلہ چون عثمانی مستقر تہا کما ہو فی کتب السیر مذکور مفصلاً پہر کس طرح ہو سکتا تہا کہ آپ الفرار من المطر والقیام تحت المیزاب کی مثل مین تشریف لیجا کر اعتبار کرتے اور باقی ممالک اسلام بہی تسلط بنی امیہ سے مبرا نہین تہے سوائے اسکے کہ بعد شہادت امام حسن ؑ کے بس اہل عراق نے ہی سلسلہ جنبانی نصرت واعانت کی جناب امام حسین سے کی تہی چنانچہ ابو مخنف نے لکھا ہے کہ تحرکت الشیعۃ بالعراق وکتبوا الی الحسین ؑ بعد قتل اخیہ فی خلع معاویۃ والبیعۃ لہ اور جلد عاشر بحار مین اس طرح مذکور ہے و بلغ اہل الکوفۃ ہلاک معاویۃ وہو فواخبر الحسین ؑ فاجتمعت الشیعۃ فکتبوا الیہ ثم سرحوا بالکتاب مع عبداللہ بن مسمع وعبداللہ بن وال الی ان نقل ثم لبثوا اہل الکوفۃ یومین بعد تسرحہم بالکتاب وانفذوا قیس بن مسہر وعبدالرحمن بن عبداللہ وعمارۃ بن عبداللہ الی الحسین ؑ

ملخص ترجمہ صفحہ ۱۴۲ سطر ۵ روایت کا یہ ہو کہ کل اہل بصرہ اور اکثر اہل مدینہ اور کل اہل مکہ و قریش جناب امیر کے عدو تہے اور جناب امیر کے بہت سے دشمن تہے انتہی ۱ یعنی بعد شہید ہونے امام حسن ؑ کے اہل عراق نے درخواستین خدمتین امام حسین ؑ کی دربارہ معزولی معاویہ اور خلع کرنے بیعت کر اسکی خلافت سے بہیجین کہ معاویہ کا انتقال ہو گیا ۲ یعنے اہل کوفہ کو مرگ معاویہ

ومعہم نحو مائۃ وخمسین صحیفۃ من الرجل والاثنین والاربعۃ وھو مع ذلک یتانی
ولا یجیبہم فورد علیہ فی یوم واحد ستمائۃ کتاب وتواترت الکتب حتی اجتمع
عندہ فی ثوب متفرقۃ اثنا عشر الف کتاب انتہی پس روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ
اہل عراق نے حیات امیر معاویہ سے ہی خلع بیعت معاویہ پر ارادہ کر کے امام حسین سے
اجازت چاہی تھی اور بعد معاویہ کے تو اونکی اصرار نے کوئی حد ہی نہین رکھی آپ کہانتک
حجت خدا کو تمام نہ فرماتے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اطراف ممالک اسلام مین تو آپکے
معاند جمع تھے مدینہ منورہ چھوڑ کر اونکی طرف کس طرح جاتے اور یہان اہل عراق اپنی حجت
خطوط متواترہ کے ذریعہ سے تمام کر چکے تھے پس بحکم شریعت ظاہرہ امام حسینؑ ضرور مجبور تھے
کہ بغرض اتمام حجت عراق ہی تشریف لیجائین دیگر مقامات کی طرف نہ جائین اور باسباب
ظاہر اونکی طلب پر کوئی وجہ انکار کی پیدا ہی نہین تھی مگر آپ نے حضرت مسلم کو بغرض
انتقادی قلوب اہل عراق کے بہیجا اما مہم شعبی سے مروی ہے قال بائع الحسین ؑ
اربعون الفا من اہل الکوفۃ علی ان یحاربوا من حارب ویسالموا من سالم

کی خبر پہونچی اور اونہین دریافت ہوا کہ امام حسینؑ مدینہ سے مکہ مین تشریف لے آئے ہین تو شیعان کوفہ جمع ہوئے اور
آپ کو خطوط طلب مین لکھے اور ہمراہ ابن سمع اور ابن والی کے بہیجے پہر دو دن کے بعد ڈیرہ سو خط قیس وعبد الرحمن
وعمارہ کے ہاتھ ایک ایک اور دو دو چار چار شخصون نے لکھکر روانہ کئے اور امام حسین خطون کے پہونچنے
پر تامل کنان تھے اونہین جواب نہین دیتے تھے اسپر چھ سو خط ایک دن مین آپکی خدمت مین پہونچے اور متواتر
خطوط آتے رہے یہان تک کہ متفرق لفافون مین بارہ ہزار خط جمع ہو گئے اً یعنے امام حسین ؑ کی بیعت چالیس
ہزار اہل کوفہ نے اس معاہدہ پر کی تہی کہ جس سے امام حسین ؑ لڑین ہم بھی لڑینگے اور جس سے صلح کرین
ہم بھی صلح کرینگے۔ اسکے بعد اخبار صحابی پر آپ اعتماد کر کے کسطرح نقض عہد مسلمین کو منظور فرماتے

جب آپ کو خبر بیعت اہل کوفہ معلوم ہو گئی اور مکہ مین اشرار خونخوار ملبباس حجاج جمع ہونے
شروع ہو گئے تو پاس حرمت حرم آپنے فرما کر سفر عراق اختیار فرمالیا پس آپکا عراق کو
تشریف لیجانا باسباب ظاہر بوجہ مامون نہونے صفحات اسلام بخوف تعرض عامل مدینہ
و بدخواہی والی مکہ اور بوجہ طلب و اتمام حجت اہل کوفہ اور بغرض ہدایت امت اور مخلصی
رعیت کے پنجہ اہل ضلالت سے ضروریات سے ہو گیا تھا نہ یہ کہ اپنی تنہائی اور اہل کوفہ
کی بیوفائی پر بھی آپنے قصد جہاد مورد ایراد مصمم و متحتم فرمالیا تھا جو محل
اعتراض ہو سکے پس اس مقام سے وہ شبہ بوجہ احسن مرتفع ہوتا ہے کہ جو مفاد آیہ فان یکن
منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین سے پیدا کیا جاتا ہے تاکہ امام حسین علیہ السلام بلاحظہ عدم لشکر
غیر موجود کے ترک عزم سفر کو اختیار فرمالیتے کیونکہ یہ احکام بحالت اختیار جہاد کے
لئے وارد ہوئی ہین اور بحالت اضطرار و معدومی قلت اعوان و انصار کے
اوسی محاربت کو دفاع کہتے ہین کہ جو بغرض دفع ضرر پیش آمدہ کے کیجاوے اور اس مین
کسی عدد اعوان کی شرط نہین ہے اور آثار راہ مین جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو معلوم
ہوئین تو ایسی حالت مین کہ آپکے لئے کہین جگہ رستگاری کی نہین تھی تمام عالم دشمن
تھا یا گروہ عہد شکن تھا کہ نصرت پر آپکی آمادہ نہوا کیونکہ اہل مکہ و اصحاب مدینہ سب جانتے
تھے کہ یہ سفر آپکا خالی ہلاکت سے نہین ہے مگر کوئی ان مین سے سوائے عزیز و قریب
قلیل العدد کے ہمراہ نہوا آپ کہان واپس تشریف لیجاتے اہل کوفہ بھی نہ تھے کہ جنکو
غیرت دلا کر تابع فرما سکتے اور وہ نہین حجت اپنی طلب کی ختم کرتے و جہ سوم حفت

قریب کوفہ پہونچے اور نوبت داخلہ شہر کوفہ کی نہین پہونچی تہی کہ وہ امر تقدیری آپ کو مقام کربلا پیش آیا جو رسولخدا کو حدیبیہ پیش آگیا تہا کہ ناقہ سواری پیغمبر کا یکایک تہم گیا صحابہ نے ہر چند ناقہ کو سرزنش کیا مگر وہ نہین اُٹہا اوسوقت آپنے فرمایا ماخلات (۱) القصوی وما ذالک لہا بخلق ولکن حبسہا حابس الفیل ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یسألونی خطۃ یعظمون فیہا حرمات اللّٰہ الا اعطیتہم ایاہا الخ کما فی المشکوۃ وہ حالت آپکو ذوالجناح کے رُک جانے سے بمقام کربلا پیش آئی کہ ہر چند آپنے ذوالجناح کو بڑہانا چاہا اوسنے ایک قدم بڑہنا نہ چاہا کما فی روضۃ الشہدا پس جس طرح رسولخدا نے اپنے ارادہ دخول حرم کو بوجہ مانع ہونے امر تقدیری کے ملتوی فرمایا اور خلاف مصالح ظاہری حشم کو تاہ بینان کے نہ حکم سیف جاری کیا نہ داخل حرم ہوئے اسیطرح امام حسینؑ نے حکم تقدیری کی امتثال مین قیام کرکے اقامت کربلا کی اختیار فرمائی اور کوئی حیلہ یا دوسری جگہ اختفا کی تلاش نہ کی کیونکہ امام حسینؑ کے مرکب کا کربلا مین رکنا اور آگے نہ بڑہنا مصداق ماخلات القصوی کے واقع ہوا اور جس طرح پیغمبر خدا نے حدیبیہ کی صلح پر فرمایا تہا کہ مین وہی منظور کرونگا جو مشرکین چاہینگے جس مین تعظیم کعبہ رہے اسی طرح امام حسین نے بہی یہ باور فرمالیا تہا کہ اشقیا کو میرا قتل کرنا مقصود ہے اور بیعت وغیرہ کا بہانہ ہے کیونکہ امام حسنؑ مصالحت کرکے سم قاتل سے کب بچے

(۱) یعنی ناقہ قصوی کی عادت ایسی نہین تہی تہک رہنے کی مگر اُسکو اُسنے روکا ہے جس نے فیل ابرہہ کو روکا تہا اور قسم بخدا کہ قریش کچہ خواہش مجہسے نہ کرینگے کہ جس مین تعظیم حرم ہو مگر میں اُسے قبول کرونگا انتہے

جو بعد بیعت محفوظ رہونگا بسوالی ارادہ قتال کو مسلم و منظور فرمالیا تہا اور یہی امر تقدیر سے آپکے لئے مقدر ہوچکا تہا لقد ما احسن ما قال من قال ؎ چلتے چلتے جو رکا اسپ تو حضرت نے کہا ✤ نہیں معلوم کہ اس دشت کو کیا کہتے ہیں ✤ آئی ہاتف کی صدا گھوڑے سے اوترو شبیر ✤ یہ وہ صحرا ہے جسے کرب بلا کہتے ہیں - یعنے وہ کربلا جس کا پتہ تمکو رسولخدا صلعم نے دیا تہا کہ وہ تمہارا مقتل ہے پس نوبت یہ آئی کہ آپ افواج یزیدی کے ہجوم میں محصور ہوگئے اسوقت بہی آپنے لڑائی سے بغرض اتمام حجت کے بہت بچنا چاہا لاکن سواے دفاع کے کوئی چارہ کار نہیں ملا اور اسکے ثبوت میں ایک روایت ہے جس میں عمر سعد نے ابن زیاد کو نامہ لکہا ہے بدین مضمون کہ هذا حسين قد اعطاني عهدا ان يرجع الى المكان الذي اتى منه وان يسير الى ثغر من الثغور فيكون رجلا من المسلمين له ما لهم وعليه ما عليهم وان ياتي الى امير المومنين يزيد فيضع يده فى يده فيرى ما بينه وبينه وفى هذا رضاء لله وللامة صلاح پس یہ نامہ شاہد ہے کہ امام حسینؑ نے انتہا درجہ پر حجت اشقیاء امت پر یہ طرح سے ختم فرما دی تہی حتی کہ پسر سعد شقی نے بہی اوسکو تسلیم کرلیا تہا

ع یعنے یہ حسین ... سے انہون نے پیمان کرلیا ہے کہ اپنے وطن کو واپس جائین یا کسی سرحد کو کفار کی ... ون میں سے چلے جائین اور ایک شخص معمولی عام لوگون میں مسلمانون کے ہونگے اور اونکے لئے وہی حق ہوگا جو عام مسلمانون کے لئے ہے اور اونکے ذمہ پر وہ واجب و لازم رہیگا جو عوام مسلمانون کے ذمہ ہے اور اگر یزید خلیفہ کے پاس جائین تو اپنا ہاتھ اوسکے ہاتھ میں دیدینگے اسوقت یزید جو امر درمیان اپنے اور انکے مناسب سمجہیگا اوسی کی موافق ہوگا اور اس میں رضا سے الہی اور امت کی صلاح ہے انتہے

یہان پر یہ شبہ البتہ سخیف ہو سکتا ہی کہ آپ کے لئے واپسی وطن کی اور اطراف عالم کی پرخطر تہین تو آپنے وعدہ رجوع اور واپسی کا کس منشاء پر فرمایا اور جب آپ خلافت اولاد ابو سفیان کو حرام جانتے تہے اور داغ غلامی کو کسیطرح گوارہ نفرمانے تہے تو یہان اوسکو کیون قبول فرمایا پس بنابر صحتؔ ایت کے کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب معاہدے حقیقۃً منظور نہین تہی صرف اتمام حجت تہا کما احسن ما قال ؎ حسین اور طلب آب آمعاذ اللہ ۔ تمام کرتے تہے حجت سوال آب تہا اسیطرح اقرار بیعت بغرض اتمام حجت کے تہا ورنہ معاذ اللہ اور اس وجہ سے بنی امیہ کی شقاوت و عداوت کو اس انتہاے اقرار سے عالم پر ظاہر کر دینا تہا تاکہ اہل زمانہ علانیہ طور پر جان لین کہ مایہ النزاع جو امر بیعت کو کہا گیا تہا وہ بہی بنی امیہ کو مد نظر نہین تہا بلکہ خون عثمانؓ کا بہانہ و دل مقصود تہا جیسا کہ عبید اللہ بن زیاد کے جوابات سے بنام ابن سعد کے یہ منشاء دلی انکا ظاہر ہوتا ہے چنانچہ عمر سعد کا نامہ جب اوس شقی ازلی کے پاس پہونچا تو یہ شعر لسکے پڑہا الآن قد علقت مخالبنا بہ یرجو النجاۃ ولات حین مناص اور عمر سعد کو لکہا انی لم ابعثک الی الحسینؑ لتکف عنہ ولا لتطاولہ ولا لتمنیہ السلامۃ ولا لتعتذر لہ ولا لتکون لہ عندی شافعاً الخ اور ایک خط مین ابن سعد کو تحریر

۱ یعنے اب تحقیقی طور پر کہ چنگل ہمارے اونکے بدن مین گہپ گئے اوسپر وہ آرزو نجات کی رکہتے ہین حالانکہ وقت رستگاری نہین رہا ۲ یعنے مین نے تجہکو ہرگز امام حسینؑ کی طرف نہین بہیجا تاکہ تو دست کشی کرے مخنثانہ اور نہ اس لئے بہیجا ہے کہ تو اونکے بارہ مین فکر کرے اونکی رستگاری مین نہ اسلئے بہیجا ہے کہ اونکے واسطے سلامتی کی خواہش کرے اور نہ اسلئے کہ اونکے واسطے معذرت جوئی چاہے اور نہ اسلئے کہ تو مجہسے اونکی شفاعت کرے الخ

کیا کہ ان حل بین الحسین واصحابہ وبین الماء فلا یذوقوا قطرۃ کما صنع بالتقی
عثمان بن عفان اور ایک خط میں ابن زیاد نے رقم کیا اذا ورد کتابی فامنعہم من حفر الآبار
ما استطعت وضیق علیہم ولا تدعہم یذوقوا الماء وافعل بہم کما فعلوا بالزکی ۱۳ان
عثمان یہ مکتوبات ابن زیاد کے بعد اسکے کہ وہ حال الطاعت اور وعدہ بیعت امام حسینؑ
سے مطلع ہو چکا تہا علے الاعلان منادی کنان ہین کہ اگر امام حسینؑ تقیۃً وتحذراً لنفسہ
بیعت بہی فرما لیتے تاہم شر بنی امیہ سے جان بر نہوتے امام حسن نے مصالحت فرما لی تہی وہ
کب شہید ہونے سے محفوظ رہے اور عبداللہ بن جعفر طیار کا امان نامہ عامل مدینہ سے
لکہوا کر پاس امام حسینؑ کے بہجوانا اور قیس بن اشعث کا انزل علی حکم من بنی عمک فانہم
لن یریک وابلت الامامحبّ باعتبار اثر نجات کے بمقابل معاہدہ تحریری صلحنامہ
عامل المومنین امیر معاویہ با حضرت امام حسنؑ کے گیدڑ کا فرمان اور بادشتران تہا
ہیں لئے کہ امیر معاویہ کی عظمت اور عدالت اور دینی صلابت کے سکے سواد کثیر
کے قلوب پر اب تک منقش ہین اونکا معائدہ بہی واجب التعظیم اور واجب الاذعان
ہونا چاہیے اور عامل مدینہ تو وہی شخص اموی تہا کہ جس نے خبر شہادت امام حسینؑ سنکر
شعر عجیت نساء بنی ہاشم عجۃً ؛ کعجیع نسوتنا غداۃ الارنب پڑہا تہا اور انما الدیۃ بلدیۃ لصدقہ

---

۱ یعنے درمیان حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے اور درمیان آب دریا کے حایل ہو کہ وہ ایک قطرہ بہی پانی کا نہ چکہین جیسا کہ کیا گیا
ساتہہ پرہیزگار عثمان بن عفان کے ۲ یعنے جبکہ میرا نامہ پہونچے تو امام حسین اور اون کے اصحاب کو کنوئین
ہودنے سے حتے المقدور باز رکہا اور اون پر تنگی کر اور اونکو مہلت نہ دے کہ وہ پانی چکہ لین اور اون کے
ساتہہ وہی عمل کر جیسا کہ اونہون نے عثمان پاک کے ساتہہ عمل کیا ہے انتہے ۳ طعن جسکا یہ ہے کہ زنان
بنی ہاشم کا گریہ مثل گریہ زنان بنی امیہ کے روز قتل عثمان کے ہے اور اونکے نوحہ وزاری عوض مین صدمہ عثمان کے ہے

کھاتا تھا پس ایسا شخص اپنے امان نامہ کی کیا تعمیل کرتا بجز اسکے کہ خدع و مکر سے شہید کر دیتا اور قیس بن اشعث خارجی ابن خارجی کا قول و بول برابر تھا اور جبکہ امیر معاویہ جیسا حاکم عادل نے اپنے عہدنامہ پر وفا نفرمائی بلکہ عکس و نقیض سے کام لیا تو یہ گروہ عثمان عامل مدینہ ہوں یا سردار لشکر خلیفہ کب وفا کر سکتے تھے مضمون صلحنامہ امیر معاویہ سابقا گذرا کہ اسمین یہ اقرار انکا مندرج ہوا تھا کہ ان الناس امنون حیث کانوا من ارض اللہ و ان اصحاب علی و شیعتہ امنون علی انفسہم و اموالھم الخ[1] کما فی الصواعق جو اس صلح کی بنا پر جملہ گروہ صحابہ اور شیعہ علیؑ کا تابع و منقاد انکا ہو گیا تھا اور کوئی ان میں مدعی خلافت اور داعی بغاوت نہیں ہوا لاکن ایفا اوس معاہدہ امن و امان مردمان و شیعان شاہ مردان کو امیر عادل نے کس طرح نکث سے پورا کیا ہے کہ رشید ہجری اور حجر بن عدی الکندی کو جو ذوی الوجوہ اصحاب امیر المومنین سے تھے معہ جماعت شیعہ و اتباع امیر المومنین علیہ السلام کے بجرم شیعیت قتل کر دیا کہ عراق میں کوئی نام اور شیعان علی سے نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اوسکو زیاد بن سمیہ عامل معاویہ نے قتل کیا یا اوسکے ہاتھ پانوں کاٹ ڈالے یا اوسکی آنکھیں نکال لیں یا اسکو سولی دیدی اور بقیۃ السیف کو عراق سے خارج کر دیا اس واقعہ کو ابن ابی الحدید نے گیارہویں جلد شرح نہج البلاغہ میں ابو الحسن المداینی صاحب کتاب الاحداث سے شناعات امیر معاویہ میں بسط و اطناب کے ساتھ نقل کیا ہے اور عبارت موجزہ ملخصہ اسکی یہ ہے[2] وکان اشد الناس بلاء

---

[1] بتحقیق مردمان محفوظ رہینگے جیسے کہ اب مامون ہیں خدا کی زمین میں اور اصحاب اور شیعہ اپنی جان اور مال سے محفوظ رہینگے [2] یعنے امیر معاویہ کے عہد سلطنت میں شدید تر

حینئذ اہل الکوفۃ من بہا من شیعۃ علی فاستعمل (معاویۃ) علیہم زیاد بن سمیہ وضم الیہ البصرۃ فکان یتتبع الشیعۃ وہو بہم عارف فقتلہم تحت کل حجر و مدر واخافہم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون وصلبہم علی جذوع النخل وطردہم وشردہم عن العراق فلم یبق بہا معروف منہم انتہٰی اور امام حسینؑ تو ہادی اور پیشوائے شیعیان تھے وہ بعد اختیار کر لینے صلح کے ناکثین عہد اور مستغفیر خواہان دم عثمان کے ظلم و جور و تعدی سے کس طرح مصئون رہ سکتے اونکے دعوے امامت کرنے نکرنے پر کچھ تعدی منحصر نہین تھی اُنکا امام شیعہ ہونا ہی حیلۂ قتل کو کافی تھا یہانتک جواب باسباب ظاہر اور مطابق شریعت مطہر حالی کیا گیا ؛

فصل پانچوین

اب باحکام باطنی بنا بر بشارات و اخبار رسول یزدانی و بر طبق سجایائے انبیاء علیہم السلام کے تکالیف مقربین کو بیان کیا جاتا ہے جس سے ماموریت امام حسین کا اخذ شہادت کے لیئے ثابت ہوتا ہے مخفی نرہے کہ تکالیف مخصوصہ بندگان مقربین کیواسطے مقرر ہوتی ہین جو عامہ آدمئین سے وہ بالکل متعلق نہین کیگئین اور حضرات مقربین

ترجمہ بلاد اہل کوفہ تھی کہ اسی جگہ کثرت شیعان علیؑ کی تھی پس امیر معاویہ نے انپر اور اہل بصرہ پر زیاد بن سمیہ پلید ابن پلید ملعون کو عامل مقرر کیا اور وہ شیعان علیؑ کو خوب جانتا تھا اُسنے تتبع کر کے یعنی ڈہونڈ ڈہونڈ کر پتہر اور ڈیلون کے نیچے شیعونکو قتل کیا اور اُنکو خوفناک کر دیا اور ہاتھ پاؤن اُنکے کاٹ ڈالے اور آنکھین اُنکی نکال لین اور شاخہائے خرما پر اُنکو سولی دیدی اور عراق کے ملک سے اُنکو بدر کر دیا اونمین سے کوئی مشہور شیعہ عراق مین باقی نہین چھوڑا انتہٰی

علے قدر مراتب اُن تکالیف خاصہ کے مکلّف کئے گئے ہین حضرت آدم ابو البشر جنت ادنی ہین جو باغہائے دنیا سے تہا اکل گندم سے ممنوع کئے گئے حالانکہ گیہون ازجملہ ماکولات طیّبہ کے ہے اور خداوند تعالے فرماتا ہے الطیّبات للطیّبین اور حضرت آدم ضرور معصوم اور طیّب تہے تاہم ماکول طیب سے ممنوع کی گئی اور نہی آلہی ازجملہ احکام شرعیہ ہی باقی نوع لبشر مین کسیکو شریعت مین اس ماکول حلال سے ممانعت نہین ہوئی اور ممنوع ہونا آپ کا دلیل مکلف ہونے کی ہی اور مکلف ہونا اُنکی دار تکلیف مین ہونے کی ہی اور خلد برین دار التکلیف نہین ہے پس وہ بہشت آدم باغہائے دنیا سے تہا ورنہ شیطان رجیم کا خلد برین مین داخل ہونا اور اُنکو یا حضرت حوّا کو اغوا کرنا اور اُن دونون مین سے کسیکا فریب مین آنا اور مرتکب ترک اولی ہونا بفحوائے حَتّیٰ یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ محال ہی اور فریب وارتکاب وغیرہ خلد برین سے تعلق نہین رکھتا جیسا کہ حضرت آدم وحوّا اور شیطان سے ظہور مین آیا نہ کوئی خلد برین سے خارج ہوتا ہے حالانکہ حضرت آدم وحوّا جنت سے نکالے گئے اور ابلیس بہی داخل ہوگیا تہا معہ طاوس خارج از جنت کیا گیا اور صاحب مواقف نے بہی تنزیہ حضرت آدم مین آپکا نبی ہونا زمانۂ قیام جنت کے اور حضرت حوا کا آپکی امت مین ہونا بیان کیا ہے اور نبوت اور نبی ہونا اور اُنکی امت کا موجود ہونا جنت مین دلیل کامل دار التکلیف ہونے اوس جنت کی ہے بہر نوع حضرت آدم پر نہی اکل گندم

ے تے کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین کو نکل جائے۔

کی ذات تکلیف مین وارد ہوئی اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اپنے فرزند اسمٰعیل کی قربانی پر مامور ہوئے کما مضی ذکرہ اتفاقاً یہ حکم قربانی کا مخصوص و منحصر حضرت کی ذات خاص سے تہا ورنہ انسان کی قربانی شریعت الٰہی مین بوجہ عام جاری نہین ہوئی اگر یہ حکم داخل ملت حنیفی ہوتا تو تمام اسلام و یہود و نصاریٰ انکی اقتدا کرتے چنانچہ آیہ فبھداھم اقتدہ آیا ہی اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ جنگ عمالقہ مین بلاشرط وجود لشکر کم و کمتر و بیش و بیشتر کے مامور ہوئے تہے اور حکم محکم ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین پر انکا جہاد منحصر نہین تہا اگر بنی اسرائیل ہمراہ آپکے لڑائی مین شریک ہوتے یا وہ شریک نہوتے اور قولہ تعالےٰ بمقولۂ عنہم اذھب انت والھک وانا ھھنا قاعدون[ع۲] کہہ کر بیٹہہ رہے ہر حالت مین آپ مامور بجہاد تھے کہ آپکو تن تنہا عمالقہ سے لڑنا لازم ہوچکا تہا چنانچہ آپ بذات واحد عوج بن عنق کے مقابلہ مین تشریف لیگئے اور اسکو قتل کیا اگر آپ قتل ہوجاتے تو بوجہ خصوصیت حکم جہاد کے کسیطرح مطعون نہوتے تھے اور حضرت داؤد پیغمبر نے بھی لشکر جالوت سے تنہا ہی مقابلہ کیا تہا اور تاریخ کامل ابن اثیر مین منقول ہی کہ حضرت ایوب پر جبکہ مصائب کے شدائد ہوئے تو انکی بی بی نے کہا کہ تم مستجاب الدعوات ہو دعا کرو کہ یہ مصیبتین ٹل جاوین حضرت ایوب نے قبول نہین کیا اور صبر کرنا ہی ان مصائب پر اختیار کیا کیونکہ آپ مرتبہ رضا و تسلیم مین فرد کامل تہے لہذا مال اور اولاد و زراعت و مویشی کے تلف و ہلاک ہوجانے کو اپنے نفس پر آسان کرلیا اور دعا سے حذر فرمایا تاکہ جریدہ صابرین مین نام مندرج رہے اور رسول خدا صلعم

ع۱ ترجمہ صفحہ ۲۶ پر گزرا ع۲ تم اور تمہارا اللہ لڑنے جاؤ اور ہم یہان بیٹھے ہوئے ہین

بہی بعض تکالیف عبادتی مین مخصوص تہے اور خصائص آنحضرت صلعم بہت ہین جو امت
اُنسے علحدہ ہے ازانجملہ آیہ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج
ہین آپکے لئے ممانعت ہے اور امت کیلئے تبدیل بدل ازواج کے مباح ہی اور
امہات المومنین ازواج ختم المرسلین کے لیے بہی آیہ یا نساء النبی من یات منکن
بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لها العذاب ضعفین وکان ذلک علی الله یسیرا
ومن یقنت منکن الی قولہ نؤتہا اجرها مرتین الآیہ مین عذاب وثواب المضاعف
مقرر ہوا ہے جو عامہ امت کی عورتین اور مرداس مضاعف سے بوجہ عام بری اور محروم
ہین اور ان تکالیف مخصوصہ مین وہ امتحان بہی شامل ہوئے ہین جو ما فوق لاحرج
فی الدین کے ہین کما عرفت مفصلاً فبناءً علی ذلک حضرت امام حسینؑ علیہ السلام
بہی خروج الی العراق اور محاربت اہل شقاق پر پہلے ہی سے مامور ہو چکے تہے جو بحسب
شرع شریف کے وہ محاربت حکم دفاع کا رکہتی ہے اور تکمیل مدارج ختمی رسالت
اور شفاعت ملت وفدیہ عظیم صاحب خلت اسیر متوقف تہی اس مقام پر شواہد
دعوی شفاعت ومدارج صاحب شہادت کو نقل کیا جاتا ہی حدیث صحیح مین وارد ہے
کہ قال جبرئیل[1] یا نبی الله ان الله قد حکم علیهما ان الحسن یموت مسموما
والحسین یموت مذبوحا وان لکل نبی دعوة مستجابة فان شئت کانت
دعوتک لولدیک الحسن والحسین فادع الله تعالی ان یسلمها من سم
القتل وان شئت کانت مصیبتهما ذخیرتک للعصاة من امتک یوم

[1] ترجمہ ... یہ ہے کہ جبرئیل امین نے کہا کہ یا نبی الله بیشک الله تعالے نے مقدر کیا ہے ان دونون

القیتہ فقال للنبی یا اخی جبرئیل انا راض بحکم ربی لا اریدالا ما یریدہ و قد احببت ان تکون دعوتی ذخیرۃ لشفاعتی فی العصاۃ من امتی و یقضی اللہ فی ولدی ما یشاء کما فی المنتخب للفخری اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ رسولخدا نے قبل از واقعہ شہادت ہر دو صاحبزادگان کی بغرض شفاعت امت کے شہادت کو قبول فرما لیا تھا پس شہادت سبطین گویا مونہہ مانگی مراد رسول الثقلین کی تھی اور رسولخدا کی مصلحت اور اقرار اور قبول بالرضا امام حسین کے اختیار فرمانے سے بدرجہ اقصے اصلح و انسب و مفید تر ہے لہذا امام حسین کو قبولیت اپنے جد بزرگوار کی واجب الانتثال اور لازم التعمیل تھی ہر چند بلا اجر شفاعت ہوتے اگر محض رضا و تسلیم ہے اوس مین ملحوظ ہوتی تاہم ضروری و لابدی تھی اور جبکہ اوس شہادت مین ذخائر شفاعت اور حصول مدارج بھی مکنون و مضمون تھی تو اوسکا اخذ فرمانا بدرجہ اولی و اقصی و بمرتبہ اعلی و قصوی امام حسینؑ کو بطیب خاطر و بشوق ما فوق واجب و لازم ہو گیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ امام حسینؑ روز عاشورا بدا کا خوف فرماتے تھے کہ کہین ایسا نہو کہ شہادت میری ملتوی ہو جاوے اور شہادت امام حسین کی

کے لیے یہ کہ حسنؑ زہر سے شہید ہون اور حسین ذبح کئے جاوین اور پیغمبر کے واسطے دعا ے مستجاب ہے پس اگر آپ چاہین تو دعا کیجیے گا کہ حسنؑ اور حسینؑ کو خداوند جلیل زہر اور قتل سے بچا دیوے اور اگر آپ چاہین تو یہ مصیبت اون دونون کی شہادت کی آپ کی امت عاصی کے لیے ذخیرہ شفاعت بروز قیامت ہووے پس رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اے بھائی جبرئیل مین حکم رب سے راضی ہون اور مین وہی ارادہ کرنیوالا ہون جسکا خدا عزوجل نے ارادہ فرمایا ہے اور مین دوست رکھتا ہون یہ کہ میری دعا امت عاصی کی شفاعت مین ذخیرہ ہووے اور جو خدا نے میرے دونون فرزندون کے حق مین مقدر فرمایا ہے وہ جاری ہو گا انتہی

خبر بدت ممتد قتل واقعہ سے اسرار مخفیہ وامور باطنہ سے نہین رہی تہی کہ زمانہ خلافت
ظاہری جناب امیر مین زبان زد عرفا . وقرع سمع اشقیا ہوچکی تہی جناب امیرؑ نے راہ صفین
مین بمقام کربلا پہونچکر اس واقعہ کے اطلاع اپنے اصحاب کودی اور آپکی صحابہ جب
عمر سعد کو مسجد کوفہ مین داخل ہوتے دیکہتے تہے تو کہا کرتے تہے کہ ھذا قاتل الحسین
بن علی جسپر عمر سعد نے امام حسین سے کہا کہ سفہا مردم ایسا زعم کرتے ہین کہ مین آپکو قتل
کرونگا امام حسین نے فرمایا انہم لیسوا السفہاء ولکنہم حلماء اما انہ تقر عینی ان لا تاکل
بر العراق بعدی الا قلیلاً کما فی الارشاد للمفید رح تو یہ خبر مشتہر مسلمات سے ہوچکی تہی جسکے
واقع ہونے کا بالیقین تحتمات سے مستقر تہا اس مین کوئی حیلہ جا بنری کا مخطور نہین ہوتا تہا
نہ یہ امور باطنی سے رہا تہا جسکو احکام ظاہری سے معارض ومخالف توہم کیا جاوے
اور جلد عاشر بحار مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسین نے جب یزید
کا فرمان دربارہ طلب بیعت یا قتل کردینے کے عامل مدینہ سے سنا تو آپ اپنے
جد امجد کے روضہ مین شب کے وقت تشریف لیگئے اور شکایت امت اور طلب
رخصت فرمائی اور خداوند عزوجل سے مناجات کی کہ آلہی اس معاملہ مین جو تیری
رضا ہووے وہی مین اختیار کرون اوسوقت امام حسین خضوع وخشوع مین
مصروف بکا تہے اور قبر مطہر رسول داور پر اپنے سر مبارک کو رکہے ہوے مناجات

سنہ ۱ سہ آینہ وہ لوگ سفیہ نہین ہین بلکہ عاقل وعارف ہین خبردار ہو کہ میرے خنکی چشم کا باعث ہی کہ تو میرے
بعد عراق کی گیہون نہ کہائیگا مگر تہوڑی یعنی میرے بعد دنیا مین کم مدت متمتع ہوگا۔

فرماتے تھے کہ جو آپ کی آنکھہ اس حالت خشوع مین جھپک گئی تو عالم رویا مین دیکھا کہ یکایک پیغمبر خدا صلعم تشریف فرما ہین اور ملائکہ آپکے یمین و یسار اور سامنے حاضر ہین اور آپ فرماتے ہین حبیبی یا حسین اراک عنقریب مرملا بدمائک مذبوحا بارض کرب و بلا من عصابۃ من امتی وانت مع ذلک عطشان لاتسقی وظمان لاتروی حبیبی یا حسین ان اباک وامک واخاک قدموا علیّ وھم مشتاقون الیک وان لک فی الجنان لدرجات لن تنالھا الا بالشہادۃ فجعل الحسین علیہ السلام فی منامہ ینظر الی جدہ ویقول یا جداہ لا حاجۃ لی فی الرجوع الی الدنیا فخذنی الیک ادخلنی معک فی قبرک فقال رسول اللہ صلعم لابد لک من الرجوع الی الدنیا حتی ترزق الشہادۃ وما قد کتب اللہ لک فیہا من الثواب العظیم اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام حسین نے مناجات مین اپنا معاملہ بطریق تعدی اشقیا کے خداوند تعالے کی رضا پر منحصر فرما دیا تھا جو رویاے صادقہ مین اپنے جد بزرگوار رسول مختار سے امر تقدیری کو سنلیا کہ پیغمبر نے خبر عالم قدس سے آپکو حالی فرما دی کہ مین تجھے

(۱) یعنے پیارے میرے اے حسین مین تجھے دیکھتا ہون کہ عنقریب تو اپنے خون مین آلودہ ہے اور اس حالتمین تو پیاسا ہے اور سیراب نہین کیا جاتا ہے (کہ اشقیاے امت سے کوئی تجھے پانی نہین دیتا ہے) وہر آئنہ پیارے میرے اے حسین باپ اور ماں اور بہائی تیرے میرے پاس آئے تھے اور وہ تیرے دیدار کے اور تیری ملاقات کے مشتاق ہین اور ہر آئنہ تیرے لئے جنت مین البتہ درجات عالیہ ہین کہ تو ان مقامات پر فائز ہوگا تاوقتیکہ شہید ہووے این رویاے صادقہ مین امام حسین اپنے ناناکو دیکھتے تھے اور کہتے تھے یا جداہ مجھے دنیا کے جانے کی ضرورت وحاجت نہین ہے مجھے ابھی اس قبر مین لیلیجیے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ تجھے چارہ نہین ہے کہ جو دنیا مین نہ جاوے یہانتک کہ شہید کیا جاوے اور وہ ثواب عظیم جو خداوند تعالے نے تیرے لئے مقرر فرمایا ہے تجھے ملے انتہے

خون بھرا اور پیاسا اور مذبوح دیکھتا ہون بمقام کربلا کے اور تجھے بلا اخذ شہادت کوئی چارہ نہین ہے پس امام حسینؑ سفر عراق اور فوز شہادت سے بعد اطلاع پانے امر تقدیر الٰہی کے کسطرح باز رہ سکتے تھے جن حضرات اور جن اشخاص نے کہ اپنے کو ہلاکت سے بچانا چاہا چاروناچار امر قضا اونپر بھی جاری ہو گیا کما نہت علیک سابقًا اور جو امام حسینؑ نے خود برضا و رغبت اسکو اختیار فرمایا تو آپکے مدارج عالیہ وس سے ظاہر ہوئے کہ رسولخدا صلعم نے حسین منی وانا من حسین فرمایا پس امام حسینؑ کا طرف کربلا کی جانا برطبق اسوہ ہای اولوالعزم انبیاء کے دونو وجہ پر صادق آتا ہے ایک یہ کہ اگر آپنے حرمین سے بہ نیت حذر از ہتک حرمت حرمات اللہ و خوف جان و مال و کف بیعت جو سفر اختیار کیا تھا تو حضرت ابرہیم خلیل اللہ نے ایک مرتبہ خوف آرز سے کوہستان ایران کو ہجرت فرمائی دوسری مرتبہ بخوف نمرود کے طرف شام و مصر کی ہجرت اختیار کی کما فی کتب السیر اور حضرت موسی نے بخوف فرعون کے سفر شام کا اختیار فرمایا دوسری مرتبہ بیت المقدس سے بصرہ تشریف لے آئے کما قالہ محمد بن الحنفیہ فی احتجاج ہجرتہ الی جبل العقیق اور رسالتمآب صلعم نے بخوف قریش مکہ کے چند مرتبہ طائف وغیرہ آخرش مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی جو سراقہ بن جعشم نے پیغمبر خدا صلعم کا بہ نیت قتل تعاقب کیا مگر تقدیر ایزدی سے اوسکا ارادہ پورا نہوا ورنہ مثل حادثہ امام حسینؑ کے یہی سانحہ بسبب عدم نصرت مصاحب کے رسولخدا صلعم کو بھی پیش آجاتا اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ مطلق ہجرت فرمانا اور سفر عراق اختیار کرنا معیوب نہین تھا ایسے مواقع پر ہجرت حضرات انبیاء پہلے اختیار کر چکے ہین اونکی جان بسلامت

رہنے اور امام حسین کا شہید ہو جانا نہ اونکے قبضہ قدرت مین تہا نہ آپکی اختیار مین تہا بلکہ یہ امور تقدیری ہین اور اگر آپنے شہادت کو جانکر سفر کیا تو آپکا جانا مثل تشریف لیجانے حضرت اسماعیل کے بغرض قربانی بجانب منی کے تہا کہ جس طرح ذبیح اللہ اپنے حال قربانی سے مطلع ہوکر تشریف منی کو لے گئے اور اثنائے راہ مین اغوای ابلیس پر ملتفت کچہ بہی نہوئے اسی طور پر امام حسین نے بملاحظہ مصالح و فوائد و حصول مدارج وشفاعت امت کے یہ سفر اختیار فرمالیا اور جو اخبار موحش بیوفائی اہل کوفہ کے اثنائے راہ مین آپکو معلوم ہوتی تہین وہ تمام مصدق آپکی تعبیر رویا کے تہین جبکہ آپ مامور ہوئے تہے تو وہ خبرین آپ کیلئے موجب انصراف کیونکر ہوتین بلکہ سبب زود روی کا طرف شہادت کی سمجہنی چاہئین آپ تو بشارت شہادت تہی اور امر تقدیر الٰہی پر شاکر اور راضی بہ رضا اوتعالی ہو چکے تہے ایسی مین تو آپکا مرتبہ عرفانی اعلی وارفع ظاہر ہوتا ہی اور حال رضا و تسلیم اور پیشقدمی فرمانی آپکی انصار جانثارونکا دیکہنا چاہیے کہ باشتیاق تقرب الٰہی کے پیش قدمی شہادت کیلئے فرماتے تہے اور اپنے سینون کو تیر و سنان مین دیکر جہاد مین غرق بخون و آلودہ بخاک ہو جاتے تہے پس امام حسین اس ماموری شہادت پر حرمین شریفین مین یا مین یا سواد و نواح بلاد مین کس طرح اقامت اختیار فرما سکتے تہے کہ خود عالم رویا مین رسولخدا صلعم سے بشارت شہادت کی معہ تعین مقتل کے پاچکے تہے اور اوسکا لابدی ہونا معلوم فرما چکے تہے بلکہ اثنا سفر مین جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو ملتی تہین وہ قدرۃً مثل اوس غرض مصلحت کی ہوگئین کہ جو حضرت اسماعیل کو راہ منی مین منع قربانی

مین بمقام جمرۂ اُولیٰ و وُسطیٰ و اُخریٰ کے حالی گئی ہین اور آسی وجہ سے امام حسین اپنی
خیر اندیشون سے برطبق بیوفائی اہل کوفہ کے فرماتے تہے کہ انّی رأیتُ رسولَ اللہِ فی المنام
و امرنی بما انا ماضٍ [۱] اور یہ بہی فرماتے تہے کہ للہ الامر من قبل و من بعد و کل یوم
ربنا ہو فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد اللہ علی نعمائہ وہو المستعان علی
اداء الشکر وان حال القضاء دون الرجاء فلم یبعد من کان الحق نیتہُ والتقوی
سریرتہُ اسیکا ترجمہ ہے جو صد رمین لکہا ہے [۲] اگر زکوہ فرو غلطد آسیا سنگی نہ عارف
است کہ از راہ سنگ برخیزد اور امام حسین کا رخصت کی اجازت دینا اپنی رفیقون کو
بقولہ ع فمن احبّ منکُم الانصراف فلینصرف غیر حرج فلیس علیہ ذمام بوجہ عام
نہین تہا بلکہ یہ خطاب حقیقۃً اوُنہین لوگون سے تہا کہ جو اثنائے سفر مین آپ کے
عزم کوفہ اور بیعت اہل کوفہ بدست حضرت مسلم و مرگ معاویہ کو سنکر بامید واری مناصب
امارت کی ساتہہ آپکی ہو گئی تہی اور نام اونکی آپکو معلوم تہے کہ فہرست شہدا رمین تقدیر
مندرج نہین کئے ہین ایسے طماع لوگ اگر حاضر رہتے تو انسے اندیشہ مخالفت کا تہا
اور وہ زیادہ موثر ہوتا اب ملخص جواب دربارہ اختلاف سیر تہائی ائمہ علیہم السلام
کے یہ ہے کہ متتبع کتب اخبار و سیر پر پوشیدہ نہین ہے کہ آثار حضرات صحابہ مین علاوہ
حرج و مرج بحالات اختیار و اقتدار کے بہت سے تعارض و تناقض ہین جو اس سالہ

---

[۱] یعنے ہر آئنہ مین نے رسولخدا صلعم کو خواب مین دیکہا ہے اور مین اُسے بجا لاتا ہون جو مجہو حکم دیا ہے اور ہر امر اللہ ہی کی قبضۂ قدرت مین ہے قبل سے اور بعد سے اور ہر یوم کی نئی شان اوسکی ہی حکم سے ہے اگر حکم قضا نازل ہووے جسکو کہ بندگان مرغوب رکہتے ہین پس ہم اللہ کی حمد اوسکی نعمتون پر کرتے ہین اللہ وہی مددگار ادائے شکر مین ہے اور اگر قضا حیلولہ کرے خلاف امید کے پس وہ شخص کہ نیت اس شخص کی حق کے ساتہہ ہے اور اوسکی خصلت مین پرہیزگاری ہے اوس قضا سے حذر نکریگا۔

[۲] ترجمہ صفحہ ۸۲ پر گذرا

مختصرہ مین بالاستیعاب نقل کرنا موجب طوالت ہے پس ایسے ایرادات واہیہ تقدماً بالحفظ
اور دفعاً للمدخل فی الصحابہ حضرات ائمہ طاہرین پر وارد کیے جایا کرتے ہین تاکہ طرف مقابل
سے کوئی معترض سیرت صحابہ پر نہو وے حالانکہ مابین آثار صحابہ اور اسوہ ہاے
ائمہ طاہرہ اسیقدر بون بعید کافی ویس ہے کہ حضرات ائمہ طاہرین بنا بر تغیر حالات
وتبقاضائے مقامات وبضرورت اوقات بسر فرماتے تھے جو بحالات متغیرہ وضرورت
وقتیہ کے طریقۂ عمل آپ حضرات کی مختلف فیہ نظر آتے ہین حالانکہ اصل شریعت سے
کوئی فعل کوئی اثر الحضرات کا متجاوز نہین ہوا جیسا کہ مفصلاً گذرا اور بادی النظر مین
بلالحاظ مراتب بندگان مقربین وبلا اعتبار مدارج انبیا وائمہ طاہرین کے کہ اونکی لئے
احکام مخصوصہ اور خصائص مختصہ ہین اگر باحکام ظاہر امر بیعت ومصالحت فی امر
الخلافہ کو دیکھا جاوے تو یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ جس طریقہ بیعت کو علی زعمہم امیر المومنین
و سبط اکبر ختم المرسلین نے اختیار کر لیا تہا وہ بیعت علی السلطنۃ تہی اور معاندہ سلوک
کا اوس مین بنا بر حکم قرآن وسنت کے مشروط ہوتا تہا اور حضرات مبیعین باسباب ظاہر
مرتکب فسق وفجور کے حین مصالحت ومبائعۃ نہین تہے اور یزید کی بیعت بمعاندہ
عبودیت بلاشرط وشروط کے کیجاتی تہے اور یزید جیسا خلیفہ تہا ضرور ننگ اسلام و
ننگ اہل اسلام وموجب ہتک شرع خیر الانام وسبب شماتت کفرہ ظلام تہا اوسکی بیعت
بین علانیہ مخالفت احکام ملک علام لازم تہی جسکی خبر مخبر صادق مصدوق نے
حدیث اذا بلغ بنوابی العاص ثلثین مین بقولہ عباد اللہ خولاً کے اعلام فرما دی تہی اور

۱؎ جبکہ اولاد ابو العاص ۳۰ نفر ہوجاوین گے بندگان خدا کو خدمتگار و غلام بنا وین گے

اسی خبر کے ترجمہ کو امام حسینؑ نے فی قوله لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید بیعت نکرنیمیں یزید کے ارشاد فرمایا تھا لہذا اُس مبایعت مزعومہ اور اس مبایعت مختومہ مین کہ جو داغ غلامی بھی لگائے جاتے تھے تباین کلی ہی اور اوسکے اختیار کرنے اور اسکے اختیار نہ کرنے مین منافات متوہم بھی نہین ہوتے خصوصًا درباره خلافت دنیویہ کے جس کا اخذ کرنا اور ترک کردینا امر اختیاری تھا اور ترک اوسکا منافی شان خلافت دینیہ کے نہین تھا جیسا کہ گذرا کہ رسولخدا صلعم نے تصرف وحکمرانی بلد الامین کو صلح حدیبیہ مین فروگذاشت فرمادیا تھا تاہم حضرت رسالت نبی اللہ متحققا و حقیقی اگرچہ شاک فی النبوۃ شک کنان رہے اسیطرح ائمہ طاہرہ کی ترک حکمرانی سے اگرچہ تابعین شکک صلح حدیبیہ آنحضرت علیہم السلام کی امامت سے انکار کریں مگر عنداللہ اونکی امامت متحقق ہی بر خلافت قول وفعل حضرات شیخین کے کہ بلا تغیر احوال و بلا توجیہ مآل از حد گر مخالف فی الفتوی و فی الاعمال ظہور پذیر ہوتے رہے ہین یہانپر بفحوائے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے چند تا اختلاف بطور نمونہ از خروارے حالی کیجاتی ہین سابقًا ارشارۃً مذکور ہوا کہ حصص غنائم مین مابین سنت شیخین کے یون بعید تھا کہ جو عہد رسالت مین اور زمانہ ابوبکر مین مسلمانون کو علی السویہ تقسیم ہوا کیا وہ عہد خلافت فاروق اعظم مین مبدل ہوگیا کہ حصے مہاجرین اولین مع کے آخرین سے اور انصار سے اور اونکے حصے تابعین سے از حد گر متمیز فرمادیے گئے کما نقلہ ابن ابی الحدید فی الجزو السابع من شرح علی نہج البلاغۃ اور عثمان غنی نے

تو سب نے علحدہ سنت مقرر فرمائی کہ اپنی قوم کے حقوق کی افزائش مین ایسے بڑھے کہ خزاین
ارض اونکے ہی ہاتھ مین دیدیئے اور فرماتے تھے کہ لو کان بیدی مفاتیح الجنۃ لاعطے
بنی امیۃ اور امر استخلاف مین بھی ایسا ہی تباین رہا کہ جمہور صحابہ اور مسلمین نے جنکا اجماع
علی خطاء علی اعتقادہم واقع نہین ہو سکتا حضرت عتیق کو خلیفہ بنایا اور حضرت رسالت
صلعم کی نسبت کہا جاتا ہے کہ استخلاف من عند النبی و نیز من عند اللہ موجب ہرج
و مرج و سبب فتنہ و فساد کا ہو جاتا جیسا کہ صاحب تحفہ نے عقیدہ اول و چہارم مین
مین اس ہرج و مرج کو بسط و اطناب سے افادہ فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ باتفاق
رعایا و برضا سے برایا ہی مقرر ہونا چاہیئے چنانچہ صاحب تحفہ نے عقیدہ چہارم مین تصفیہ
استخلاف مین جو باتفاق رعایا ہو یہ فقرہ تعریضا بالثلاثۃ و ترجیحا لفادہ بھی جواز قلم کیا ہے
زیرا کہ نصب امیر و ذمہ مکلفین واجب است کہ وقت حاجت بر وفق مصلحت آنوقت
یکے را از خود رئیس سازند پس تعیین آن رئیس مفوض بصوابدید ایشان باشد تا در اطاعت
او قصور نکنند و مثل مشہور کہ نو اختہ را نباید انداخت ملحوظ دارند انتہی بقدر الحاجۃ
اور افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ مصلحت وقت حاجت کی ملحوظ خواطر
حضرات ثلاثہ نہوئی کہ خلیفہ اول نے نصب امام کو ذمہ مکلفین کے واجب بجانا اور
اس مثل نو اختہ را نباید انداخت کو فراموش فرما کر استخلاف من شخص واحد دون الرعایا
کو اپنی خودرائی سے اختیار کر لیا اور نہ شوری کی حرمت بھی علی عمہم ترک استخلاف
مین باد ہوائی فرمادی اور خلیفہ دوم نے تو سب سنتون کو بالائے طاق رکھہ کر

استخلاف کو بھی قایم رکھا اور اُسکو ترک بھی کردیا اور مصلحت ذمہ مکلفین کو بھی ملحوظ رکھا اور اسے ترک بھی فرمایا نہ حق استخلاف ادا کیا نہ ذمہ رحایا اُسکو چھوڑا بلکہ جلسہ شوری پر نصب امام کو منحصر کیا اگر خلافت عثمان غنی کی بر طبق اجماع مکلفین کے ظہور مین آتی تو مصداق نواختہ را نبایدانداخت کے ہرگز نوبت بلوی کی نہ آتی لہذا شوری بحکم اجماع امت کی نہین ہوسکتا اور خلیفہ ثالث نی باوجود یقین کر لینے اپنی موت کے ایک سیر کو بھی شیخین کی اختیار نکیا چالیس روز تک محصور رہے اور کسیکو اپنا خلیفہ مقرر نکیا نہ کسیکا استحقاق خلافت بیان فرمایا تا امت اُسکو اپنا خلیفہ بنا لیتے نہ امر خلافت کو شوری پر چھوڑا یہ بھونچال سیر تھا ئے ثلاثہ حضرات کے اگر صاحب تحفہ کو مد نظر ہوتین تو ہرگز نصب امام کو بصوابدید مکلفین کے افادہ نفرماتے مگر وہ کیا کرین ایک قاعدہ بنا بر عمل ایک خلیفہ یا بر طبق جماعت صحابہ کے مقرر کرتے ہین وہ دوسرے خلیفہ یا دوسری جماعت صحابہ کے عمل سے منتقض ہوتا ہی کہان تک ان بل بے جوڑ سیر تون کو صحابہ کی جمع کر سکتے ہین کہ ہر ایک متعارض و متناقض ہے ہین یہان تو امیر خسرو کا بھی دم بند ہی کہ کسی بیت مین آثار متباینہ صحابہ کو خسرو نے باقتضای عاجزی و بیچارگی جمع نہین کیا

باب پنجم

بیان مین اولاد ائمہ طیبین کے دربارۂ دعوے خلافت و انحراف از امامت ائمہ ہدی کے

سے جاننا چاہی کہ خروج فرمانا صاحبزادگان ائمہ معصومین کا دلیل اونکے دعوی امامت
کی نہین ہی اور دعوے خلافت کرنا مجبر خلافت حقہ دینیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ علانیہ خروج
انکا متغلبین پر بنا بر دفاع مظالم تہا یا بغرض انتزاع خلافت دنیویہ مغصوبہ کے ہوا ہے
جس خلافت کو کہ وہ حق ثابت سادات کا جانتے تھے اگر وہ فی الواقع مستحق بھی تھے اور خروج [illegible]
رہتے تاہم یہ امر غیر ثابت تہا کہ اُنہون نے اذن تصرف ائمہ معصومین سے [illegible]
بلکہ ممکن تہا کہ اوسوقت مین تصرف اونکا باذن آنحضرات کے بطور جائز ہو [illegible]
نہین ہوا لہذا محض خروج پر اُنکے مذہب کو محمول کرنا بنا بر خلافت اجماعی کے درست
نہین ہوتا اور دعوے خلافت اولاً غیر ثابت ہی ثانیاً خلافت باعتبار معنی کے [illegible]
بوجہ عموم کو ہے ممکن ہی کہ دعوے سلطنت کا کیا ہو وہی اور خلافت دنیویہ کو [illegible]
حسب استعمال و عرف کے خلافت سے تعبیر کیا کیونکہ اونکے عہد مین بادشاہون کو اسلام مین خلفائے
کہتے تہی چنانچہ عہد خلفاء عباسیہ مین دو دو و تین تین و چار چار فی وقتٍ واحدٍ خلیفہ
ہوئے ہین چونکہ اُن سلاطین کی بہی سلطنت باجماع امت اور بر طبق بیعت از یوم
فلتت مرسوم ہو گئے تھے تو اُن دو دو و چار چار خلفائے دنیویہ کی خلافت و سلطنت
پر عامۃ الناس کی بیعت ہوتی رہی ہو خلف الدنیہ دیکھو اوائل صدی ثالث مین عباسی بغداد
کے خلفاء اور سادات طبرستانے ملک ری و دیلم کے خلفاء اور طباطبائی علوی حسینی
سادات یمن کی خلفاء اور اموی اندلس کے خلفاء قائم و مستقر تھے کما فی تاریخ الخلفاء
للسیوطی پس اسی عہد اور اسی رسم پر اگر دیگر سادات اولاد ائمہ نے بہی سلطنت خواہی

از نام خلافت فرمائی اور اونکے غیر وقتاً فوقتاً سادات اور غیر سادات سے فی وقت واحد خلفا ہوتے رہے تو یہ خروج اور یہ دعوی اُنکا کسیطرح اور کسی طور پر موہم اُنکی خلافت دینیہ کیلئے نہین ہو سکتا اور چونکہ امارت دنیویہ مین بھی حقیت بنہج خاص ہے کما سبق فی الصدر اگر اولاد ائمہ نے اِس امارت کو اپنا حق ہی سمجھ لیا ہووے اور اپنی امارت کو دینی ہی کہا ہو تو امارت حقہ دینویہ کے اعتبار سے تاہم محل اعتراض نہین کہ ائمہ اربعہ کوفی و اصبحی و شافعی و شیبانی اہل امارت کبرے و خلافت عظمی کے ممہدہ اور تیار کردہ قواعد اہلسنت سے محض مخالف اور منکر یا نابلد رہے ہین جنکی بحالت مخالفت و انکار یا عدم معرفت اور شناخت امام زمانہ کی ہے قضا کر لئے اور حدیث من مات و لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ[1] پر کچھ التفات نفرمایا نابر سیرت ابن عمر صحابی جلیل کے کہ اونھون نے بپاس حدیث مذکور کے حجاج بن یوسف کے پاون پر عبد الملک مروانی خلیفہ کے بیعت فوری کر لی کما نقلہ ابن ابی الحدید فی الجزو الثالثہ عشر من شرحہ علی نہج البلاغۃ اور موکد اسکی حدیث آخر فانہ لیس احد من الناس یخرج من السلطان شبراً فمات علیہ الامات میتۃ جاہلیۃ کما فی الصحیح لمسلم ہی دیکھو خلفاے بنی امیہ و بنی عباس جو ائمہ اربعہ کے امام زمانہم تھے اور جنکی خلافت باحادیث متوافرہ مرویہ کنز العمال و کتاب الانافہ و تاریخ الخلفا للسیوطی اور نیز حسب افادت قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کے خلافت انکی امیہ

[1] جو شخص بغیر جانے اپنے امام زمانہ کے مرجاوے تو وہ کافر مرا[2] ترجمہ اسکا صفحہ ۲۳ پر گذرا

مسلم الثبوت اور بنابر اعتراف ابو شکور صاحب کتاب التمہید کے خلافت
عباسیہ داخل شریعت حقہ اور نافذ بغیرہ عیوب تھے وہ ایمہ اربعہ کے مذہب میں
ظالم و لص و متغلب تھے اور اونپر خروج کرنا مسلمانوں کو واجب تھا چنانچہ علامہ زمخشری
نے تفسیر آیہ ولاینال عہدی الظالمین میں لکھا ہے کہ وکان ابو حنیفہ رحمہ اللہ
یفتی سرا بوجوب نصرۃ زید بن علی رض وحمل المال الیہ والخروج معہ علی اللص
المتغلب المتسمی بالامام والخلیفۃ کالدوانقی واشباہہ وقالت لہ امراۃ اشرت
علی ابنی بالخروج مع ابراہیم ومحمد ابنی عبد اللہ بن الحسن حتی قتل فقال لیتنی
مکان ابنک وکان یقول فی المنصور واشیاعہ لو ارادوا بناء مسجد وارادونی
علی عد آجرہ لما فعلت اور محمد شہرستانی صاحب ملل نے ترجمہ فرقہ جارودیہ میں لکھا
ہے وکان ابو حنیفہ رحمہ اللہ علی بیعتہ (ای علی بیعۃ الامام محمد بن عبد اللہ بن الحسن) ومن
جملہ شیعتہ حتی رفع الامر الی المنصور فحبسہ حبس الابد حتی مات فی الحبس ولما قتل محمد بالمدینۃ
بقی الامام ابو حنیفۃ علی تلک البیعۃ تھے اور مذہب امام مالک کا باب اول

ع۱ ابوحنیفہ پوشیدہ نصرت زید کی واجب ہونے میں فتوی دیتے تھے اور زید کی نصرت میں اور خروج کیلئے خلفا پر مال بھیجتے تھے کہ وہ دزدا
دین اور مستولی بالقہر نام رکہی تھی ساتھ امام و خلیفہ کے مثل دوانقی کے اور اوسکے جو مشابہ خلافت اجماعی پر ممتاز ہوئی (زید
بن علی نے ہشام بن عبدالملک پر اور محمد و ابراہیم نے دوانقی پر خروج کیا تھا) اور ایک عورت نے ابوحنیفہ سے کہا کہ تمنے میرے
بیٹے کو ابراہیم و محمد پسران عبداللہ بن الحسن بن امام حسن کے ساتھ خروج کرنیکا اشارہ کیا تھا حتے کہ وہ بیٹا میرا قتل ہوگیا فرمایا
کہ کاش میں تیرے بیٹے کی جگہ ہوتا اور ابوحنیفہ فرمایا کرتے تو منصور دوانقی اور اوسکے مشابہ خلفاء کی حق میں کہ اگر یہ لوگ مسجد بنانیکا ارادہ
کریں اور وہ مجھے اوسکی خشت شماری پر مامور کرنیکا ارادہ فرمائیں تو میں بجا نہ لاونگا ع۲ ابوحنیفہ بیعت پر امام محمد بن عبداللہ بن
حسن کے اور اونکے شیعوں میں تھے حتے کہ امر طرف منصور کے مرتفع ہوگیا پس ابوحنیفہ کو منصور نے دائم الحبس کردیا یہانتک کہ قید میں ہی ابوحنیفہ
مرگئے اور جب امام محمد مدینہ میں قتل کئے گئے تو ابوحنیفہ اونکی ہی بیعت پر ثابت رہے اور منصور دوانقی کی بیعت اختیار نہیں کی

ذکر بیعت یکے مین مذکور ہو چکا ہی بلکہ امام مالک بیعت عامہ و خلافت ہر یکے گانہ کو دیکھکر
اصل طریقہ خلافت اجماعی و استخلاف اہل الحل سے بدل ہوکر خلافت مروجہ الوقت
مین تمیز شخصے فرماتے تھے چنانچہ ابن الزبیر کی خلافت کو مروان بن الحکم خلیفہ بیع و مجمع علیہ
الامتہ اور عبدالملک مروانی کی خلافت پر کہ جو بہ خلفاء اثنا عشر سے شمار کیا گیا ہی ترجیح
دیا کرتے تھے کما نقلہ ابن عبدالبر صاحب الاستیعاب فی ترجمۃ ابن الزبیر حالانکہ یہ انکا عقیدہ
مخالف مذہب جمہور محدثین اہلسنت اور منافی اونکے قواعد و آئین شرائط امامت کے ہے
اسلئے کہ عبدالملک مروانی کو بافادہ راس المحدثین قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر کے
خلفاء اثنا عشر مین منسلک کیا ہی اور خلافت مروان کی بالقطع و الیقین منوال سقیفہ
پر منسوج ہوئی ہے اور جو شرط دعوے امامت مع السیف کے خلیفہ و امام کے لئے متفق
اہلسنت ہی وہ مروان کو فتوحات اور تسلط ممالک اور تسخیر صفحات اسلام اور قبل ازین
بیعت اہل الحل و اصحاب دول سے بعدہ وجہ ثابت ہی چنانچہ علامہ دمیری نے حیوۃ
الحیوان مین تحت لغت اود کی خلافت مروان کو سلسلہ خلافت ثلاثہ مین بعد معاویہ
بن یزید کے اس طرح لکھا ہی [۱] ثم قام مروان بن الحکم بویع له بالخلافة بالجابیة
ثم دخل الشام فاذعن اهلها له بالطاعة ثم دخل مصر بعد حروب کثیرة فبایعه اهلها
اور امام محمد بن ادریس شافعی اپنے امام زمانہ ہارون رشید کی خلافت سے مثل سادات

---

۱ پھر مروان بن الحکم قایم ہوا بعد معاویہ بن یزید کے اور اوسکی خلافت پر بیعت بمقام جابیہ کی گئی پس از ان مروان داخل شام ہوا اہل شام نے اوسکی اطاعت قبول کی پھر وہ بعد محاربات کثیرہ کے داخل مصر ہوا اوسوقت اہل مصر نے بھی مروان کی بیعت کر لی ؛

بنی فاطمہ کے منحرف تھے چنانچہ بجرم انحراف ہمراہ سادات کے یمن سے گرفتار ہوکر رشید خلیفہ کے حضور میں دس و س ملزم کے شمول میں پیش ہوئے امام رازی رسالہ فضائل امام شافعی میں نقلاً عنہ لکھتے ہیں کہ فلما انتہے الامر الی قلت یا امیر المومنین عبدك وخادمك محمد بن ادریس قال الرشید یا غلام اضرب عنقہ قلت یا امیر المومنین کانت اتہمنی بالانحراف عنك والمیل الی العلویہ انتہی بقدر الحاجہ اِس عبارت سے صاف صاف انحراف امام شافعیؓ کا امام زمانہ رشید خلیفہ مجمع علیہ الامۃ من اہل السنۃ سے ثابت ہوا اور امام احمد بن حنبل شیبانی کا انحراف معتصم امام زمانہ وخلیفہ یگانہ معتصم باللہ عباسی کے مذہب خلافت سے ۲۲۰ھ کے واقعہ سے ہی ظاہر ہے جو حافظ سیوطی نے ترجمہ معتصم میں اشارۃً لکھا ہے وضرب (المعتصم) الامام احمد بن حنبل وکان ضربہ فی سنۃ عشرین اور علامہ دمیری نے ترجمہ معتصم میں نقل کیا ہے واستمر الامام احمد بن حنبل محبوساً الی ان بویع المعتصم فاحضر الامام احمد الی بغداد وعقد لہ مجلساً للمناظرۃ وفیہ عبد الرحمن والقاضی احمد بن ابی داود وغیرھما فناظروہ ثلثۃ ایام ولم یزل معہم فی جدال الی الیوم الرابع فامر بضربہ فضرب بالسیاط فلم یزل الواعظ فی جدال الی ان قالوا یا امیر المومنین اقتلہ ودمہ فی اعناقنا فرفع المعتصم یدہ ولطم بہا وجہ الامام احمد فخر مغشیاً علیہ ولم یزل احمد یتوجع منہا حتی مات انتہی ملتقطاً

ہے جبکہ میری باری پیشی کی آئی تو میں نے کہا کہ یا امیر المومنین تیرا بندہ تیرا خادم محمد بن ادریس ہوں رشید نے فرمایا اے غلام اسکی گردن مار دے میں نے کہا یا امیر المومنین کیا تو نے مجھے اپنی خلافت سے متہم بانحراف فرمایا ہے اور جانب دار علویہ کا سمجھا ہے ۲ معتصم نے امام احمد کو مارا اور امام احمد ایک مدت

پس یہ ایمہ اربعہ اگر مخالف مذہب و عقیدت مین خلفاء زمانہ اور منحرف اونکی خلافت سے
نہوتے بلکہ اونکو خلفا مفترضین طاعت یین باور کرتے اور پیشوائے دین اونکو مانتے اور
اونکے بوجہ اطلاق تابع و منقاد اور اونکی خلافت پر صحیح الاعتقاد رہتے تو اونپر خروج
کرنے کے فتوے جاری نکرتے اور بیعت کرنے والونکو اونسے انحراف کرنے پر ترغیب
نہ دلاتے کما مضی فی الباب الاول اور خود حبس اور ضرب سے ممتاز نکیجاتے اور مثل سادات
علویہ کے گرفتار ہو کر مجرم قرار نہ دیجاتے اور اونکو اپنی جان بچانے مین تقیۃً اتہمنی
بالانحراف عنك والمیل الی العلویۃ کی عرض کرنیکی ضرورت موافق مذہب شیعہ
پیش نہ آتی اور اونکی تعمیر مسجد کو ناجائز نگردانتے جو یہ ناجوازی خلفاء کے کفر پر دلالت
کرنے والی ہے ورنہ مرد مسلم کا تعمیر مسجد کرنا کسیطرح ناجائز نہین ہوسکتا ان تمام واقعات
ذلت و خواری اور تعمیر مسجد کی ناجوازی سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرات اربعہ
اونہین خلفاء زمان کو جنکی خلافت عامہ مثل خلافت یوم سقیفہ ہجوم مردمان سے قایم
اور مستقل ہوگی تھی خلیفہ برحق نہین جانتے تھے جو اس عقیدت سے خلافت ثلاثہ
خود بخود مستاصل ہوتی ہے یا یہ کہ یہ ایمہ اربعہ قواعد و شرائط امامت متخذہ اہلسنت
سے نابلد تھے جو اپنی امام اور خلیفہ انام کے لئے علماء متاخرین اہل سنت نے

بقیہ صفحہ ۱۶۹ قید مین رہے حتی کہ معتصم سے بیعت کیا گیا اور مجلس مناظرہ منعقد ہوئی تین دن امام احمد سے مناظرہ رہا آخر اونکو کوڑے مارے گئے یہانتک کہ علما نے کہا کہ امام احمد کو قتل کرو خون ہماری گردنون پر ہے اگر یہ صادق ہے پس معتصم نے امام احمد کے مونھہ پر تھپڑ مارا کہ وہ غش کھا کر گر گئے اور ہمیشہ دردناک ہی رہے کہ مر گئے ۔

وہ شرائط مثل استیلا بر متغلبین وقہر متسلطین واستیصال متبدعین واقامت جمعہ
واعیاد وتجہیز جیوش برائے جہاد وتنفیذ احکام اور حفظ حدود دار السلام اور
تزویج صغار اور قسمت غنائم بر انصار قرائح نقادہ سے تجویز فرمائی ہیں اور یہ سب
امور خلفائے بنی امیہ وبنی عباس میں مع استخلاف مستخلفین واجماع مسلمین خاطر خواہ ان
کے جمع تھے خصوصاً استیصال متبدعین عندہم میں یہ خلفاء بحکم محکم سرور عالم امراء
جور کے لقب سے سرفراز ہو چکے تھے کہ قتل واستیصال سادات فاطمیہ وعلویہ میں کوشش
کامل حاصل کر چکے تھے تاہم یہ ائمہ اربعہ حق خلافت مطلقہ اپنی خلفاء زمانہ کے معرفت
سے کئے اور انسے منحرف ہی رہکر رہگرائے عالم بقا ہوگئے یہ جہل علانیہ امام زادوں کے
خروج علی الجبابرہ مجمع علیہم سے جو بنظر دفاع ہوا ہے کہیں زائد بلکہ باہم نسبت مناقضت
کے رکھتا ہے کیونکہ دفاع شرعاً واجب ہے اور عدم معرفت امام زمانہ بالاتفاق مستوجب
موت جاہلیت ہے فافہم وزیادہ ازین ہا احکام شریعت ظاہرہ کے اکثر مواقع پر حضرات
صحابہ بھی مغالطات میں غوطہ زن رہے ہیں جنکی تفصیل طویل ہے مختصراً ایک دو روایتیں
لکھی جاتی ہیں صاحب جامع اصول نے فضائل قبائل مخصوصہ میں عمران بن حصین
سے نقل کیا ہے مات النبیؐ وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیفاً وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ
اور ابوہریرہ سے روایت کی ہے قال رسول اللہ الملک فی قریش پر اہل الحل نے
حضرات صحابہ وتابعین میں سے اسی قوم بنی امیہ کے ملک وسلطنت پر بیعت بنام
زندگی خلافت حقہ دینیہ کو فرمائی اور کراہت نبوی کو فراموش کیا کہ آنحضرت تا رحلت

اسی قوم سے رنجیدہ و ناراض رہے اور انکی امارت کو ملک فرمایا ہے نہ خلافت دینیہ
اور نہ سمجھی کہ انکی خلافت برخلاف سنت حضرت رسالت سزاوار نہین تہا کہ اجماع امت
ہوا اور یہ کہ اہل الحل یہ بہی اپنے تواجد مین نہ سمجھے کہ تقیہ کو امت خلف اہلسنت کے حرام گردانیگی تو
ہمارا یہ فعل تقیہ پر بہی محمول نہوگا بجز اسکے کہ ہماری سیرت مخالف سنت ہو کر امیر معاویہ کی
سنت کی تبعیت مین شمار ہوگا اور یہی وجہ بہی ہی کہ اہل الحل نے بملاحظہ استحقاق تصرف
بیت المال کہین ہر جگہہ بیعت کو اختیار فرمایا ہی جو نقادی فعل ہر بیعت سے یہ راز منکشف
ہوسکتا ہی کہ اہل الحل بنظر مسائل فقہیہ کبہی بیعت الخلافہ ذریت ختم المرسلین پر جمع نہوئی کیونکہ
حضرات ائمہ طاہرین اسراف اموال کیلئے وہ مال نہین رکہتے تھے اسلئے اونکی طرح طرح سے معترض ہین
جسے کہ اخذ روایات مین بہی او سکے منحرف ہین اہل الحل والعقد نے براہ نقادی امرا بنی امیہ و
وخلفا بنی عباس کے بیت المال کو شام و عراق مین دیکہکر انہی سکونت دار الخلافتون مین
اختیار فرمائے تاکہ حسب ضرورت فوراً ہر فاسق و ظالم مدعی خلافت کی بیعت ہو جاوے حجاز و یمن و
خراسان کے اہل الحل کی غلہ بہین انتظار کیا جاوے اور جمیل صحابہ مین روایت ضرب نہیب صحابہ کے جو جامع
الاصول کی کتاب الجہاد مین مروی ہی بس کافی ہی کہ فرمایا رسول خدا نے لا لا احد کم متکیا علے
اریکتہ قد یظن ان اللہ تعالی لم یحرم شیئا الا ما فی القرآن الحدیث اور یہ لوٹ مار صحابہ کی
اور عمیل تاراجی ملک کا عروج سادات علی شخص واحد کے مرتبہ مین کہین زائد ہی جو صحابہ کا جہل
قبیح اور حرص فضیحت اس تاراجی سے ظاہر ہی اور زید شہید کو فرقہ زیدیہ بر بنا اپنی مروتیات کی خواہ کچہہ ہی اعتقاد

لہ ایا تم مین کوئی تکیہ لگائی ہوئی نہین ہی جو گمان کرتا ہی کہ خدا نے کوئی شئے حرام نہین کی مگر جو قرآن مین مذکور ہے۔

کرین مگر فرقہ اثنا عشریہ اونکو بہر وجہ عالم وفقیہ جانتے ہین اور خروج اونکا متغلبین بنی امیہ پر اگرچہ بہ نیت انتزاع سلطنت کے بھی ہوا ہو لاکن اس مین امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور ملحوظ ہے اور یہ خروج ہرگز خالی اس سے نہین ہو سکتا اور محمد اور ابراہیم کے لئے تو ائمہ وشیوخ اہلسنت نے بھی اجازت خروج کی دی تھی اور پھر کیا شماتت ہو سکتی ہی کما مضے فی ذکرہما سابقاً اور یہ خروج ذریت رسالت سی جس نیت وارادہ سے کہ ظہور مین آیا اُس سے یہ امر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرات خلافت باجماع امت کی معتقد نہین تھے ورنہ خلفاء مجمع علیہم پر کسطرح خروج فرماتے اور اس خروج کی خصوصیت اُنسے ہی نہین یہ خروج وانحراف خلفاء مجمع علیہم پر ہر زمانہ مین ہر ایک قوم مسلمان کرتے رہے ہین اور وہ باعتقاد تابعین خلفاء کے باغی ومرتد کہلائے گئے ہین جو اس انحراف وخروج سے ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی اتفاق کل جماعت واجماع امت برضا ورغبت کسی خلیفہ کے خلافت پر نہین ہوا اس مقام پر اسماے منحرفین کو جدول مین دکھلایا جاتا ہے جسکا پتہ ونشان کتب سیر وتواریخ سے بخوبی ملتا ہے

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	سعد بن عبادہ صحابی مالک بن نویرہ وغیرہ قبیلہ بنی یربوع	مواقف ومنہاج السنہ ونہایۃ العقول انہم قالوا نصلے ولانزکی کما فی الصحاح صفحہ ۱۳ رسالہ ہذا بافادہ ابن حزم

خلیفہ عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	علی والعباس	قال عمر فرایتماہ کاذبا غادرا آثما خائنا کما فی اسلم
	بنو ہاشم کلہم	صحیح بخاری فی روایۃ الزہری
	امام حسن مجتبی	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	زبیر بن العوام	شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۲۸۰
	مہاجرین وانصار	ایضاً
	قبائل عرب	تحفہ اثنا عشریہ
عمر فاروق	سعد بن عبادہ	منہاج السنۃ ونہایۃ العقول
	خالد بن ولید	روضۃ الاحباب در ذکر خلافت ثانی
	طلحہ و زبیر	تاریخ الخمیس و کنز العمال در ذکر استخلاف ابی بکر
	جناب امیر و حضرت عباس	قال عمر انہما کاذبا غادرا آثما خائنا کما فی المسلم
	امام حسن [illegible]	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	قبیلہ عرب	تحفہ اثنا عشریہ
عثمان [illegible]	اکثر گروہ گروہ قبائل قبائل	مدنی و مصری و کوفی و بنی ہذیل و قبیلہ عمار و بنو غفار
	عرب [illegible] و مصر	کمافی المعارف والصواعق المحرقہ

امیر المومنین علی بن ابی طالب و امام حسن مجتبی کے مخالفین و معاندین و مبغضین و محاربین و ناکثین کی عدد انتہا ہی نہیں کتب سیر انکے ذکر سے مملو ہیں۔

خلیفہ عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
امیر معاویہ	قبیلہ اوس و خزرج	تاریخ الخلفاء من اخبارہ
	اہل کوفہ	تاریخ ابو الحسن المداینی والو سائب الکلبی
یزید بن معاویہ	اہل کوفہ فاطبۃ	۲ اور ۴۰۰۰۰ ہزار کا بیعت حضرت مسلم کی کر لینا
	امام حسین معہ جماعت شہداء	کتب مقتل و تاریخ و سیر
	عبد اللہ بن زبیر معہ اہل مکہ	تاریخ الخلفاء
	عبد اللہ بن حنظلہ معہ اہل مدینہ	ایضاً
عبد اللہ بن زبیر	مروان بن الحکم معہ اہل شام	حیوۃ الحیوان
	اہل مصر اتباع مروان	
عبد الملک	نافع بن ازرق در بصرہ	معارف ابن قتیبہ
بن مروان	مختار بن ابو عبیدہ ثقفی	
	عمرو بن سعید اموی	معارف و میزان الاعتدال
	صالح بن مسرح تیمی	معارف
	عبد الرحمن بن محمد اشعث	ایضاً
	عبد اللہ بن زبیر و مصعب	ایضاً
ولید بن عبد الملک	سعید بن المسیب	حبیب السیر
	عمرو بن عبد العزیز	تاریخ الخلفاء

سند کتب	متعصبین و مخالفین	خلیفۂ عہد
حبیب السیر	سعید بن جبیر	ولید مذکور
ایضاً	عطا بن مجاہد	
ایضاً	طاق بن حبیب	
ایضاً	عمرو بن دینار	
حبیب السیر و فی المعارف کان عاملا للحجاج حتی قتلہ وکیع التمیمی (من قبل الحجاج)	قتیبہ بن مسلم حاکم خراسان	سلیمان بن عبد الملک
ایضاً	ابو ہاشم بن محمد حنفیہ	
یہ دعوت خلافت و طلب نصرت مانہ یزید سے کرتے تھے کما فی حبیب السیر	بنی عباس	یزید بن عبد الملک
ایضاً	ابو عکرمہ	
ایضاً	شوذب	
ایضاً	یزید بن مہلب	
مشہور بین الجمہور	اہل کوفہ بہمراہی زید شہید	ہشام بن عبد الملک
حبیب السیر	ابراہیم امام	ہشام بن عبد الملک

خلیفہ عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
۱۲ ولید بن یزید	ابو مسلم	حبیب السیر
	زید بن ولید	حبیب السیر و تاریخ الخلفاء
	رعایا و برایا	ایضاً

اور یہ اسماء ان اشخاص و قبائل کے ہین کہ جنہون نے علانیہ خلفاے وقت سے مخالفت زبانی یا کراہت قلبی کے یا خروج بالسیف کیا ہے اور یہ وہ خلفا ہین جنکو اہل حدیث نے مثل قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر کے مصداق حدیث لایزال امر امتی قائما حتی یمضی فیہ اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش مین تجویز و تشخیص فرمایا ہی چنانچہ فتح الباری اور کلہم یجتمع علیہ الناس کو منطبق کیا ہی اگر کہا جاوے کہ خلافت خلفاء کے بعد قلع قمع و قتل و اہلاک منحرفین کے مجمع علیہ الامۃ متحقق ہوگئی تہی تو معتقدین خلافت اجماعی انصافاً فرماوین کہ آیا بیعت اہل الحل والعقد اور انکا اور بعض دون بعض کا اجماع علی الخلافۃ اگر خلفاء کی خلافت دوام متحقق اور برحق ہونیکو کافی تہا تو یہ خونریزی جماعت مسلمین کی بعض منکے انحراف کی وجہ پر جو انہون نے اتفاق بعض الامۃ مین شرکت نہین کی اور خلیفہ کو مستحق خلافت نہین دیکہا کب شرعاً جائز تہا جو مجبوراً انکو ہمراے اپنا بنایا جاوے اور اگر وہ مجبوراً قہراً و غلبۃ خلیفہ سے شریک اتفاق بہی ہوئے تو یہ قہری اتفاق کب اجماع شرعی ہو سکتا ہی اور دوسری شق یہ ہے کہ اگر بیعت و اجماع اہل الحل اور بعض دون البعض کافی نہین اور خونریزی منحرفین

سے ہی خلافت ثابت ہوتی ہی توکیا یہ عبث فعل ہجت اہل الحل والعقد کار آمد ہوا حالانکہ خلیفہ قاہر کیلیے اپنی خلافت قایم کرنے مین صرف تیغ زنی کفایت کرتی ہے اور حقیقۃً یہ ہی ہوتا ہی رہا ہی کہ یوم سقیفہ سے تا زمان آواخر خلفا بس منحرفین کے قتل وقمع سے استقرار و استحکام خلافت کا حاصل کیا گیا ہے مصرع ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند ۔ پھر یہ بدعت خلیفہ سازی اور اہل الحل کی دستار بندی کو کیا دخل خلافت کی صحت مین ہو سکتا ہے جناب امیر کی خلافت پر عامہ امت نے بعیت کی تھی کما فی تاریخ الخلفا صحابہ بدرئین او راصحاب جمل وصفین نے کب انقیاد وطاعت اختیار کی جو ابت کو خلافت اجماعی کے برحق ہونے پر ایمان لانے کے خلاف سیرت صحابہ بدرو جمل وصفین کی تکلیف دیجاتی ہی اور جن لوگون نے کہ اولاد ائمہ طاہرہ سے امام العصر کی سعایت جبابرہ سے کی وہ سب مصداق آیہ لیس من اہلک کے بدمذہب اور بے دین ہو گئے تھے ع پسر نوح با بدان بنشست خاندان نبوتش گم شد ۔ مثل زید بن الحسن کے کہ ولید بن عبدالملک مروانی سے سعایت کرکے امام محمد باقر علیہ السلام کو شہید کرادیا اور مانند علی یا محمد بن اسمعیل برادر زادہ امام موسی کاظم کے جنے ہارون رشید خلیفہ عباسی سے سعایت کرکے آپکو محبوس کرادیا حتے کہ اوسی محبوسی مین آپ شہید کئے گئے اور جعفر بن امام علی النقی کا حال ابتدا مین ضرور قابل ملامت کے تھا کہ انواع انواع کے فسق وفجور مین مبتلا رہا اور وکلاء ناحیہ مقدسہ کی سعایت خلیفہ عباسی سے کی اور خود دعوے خلافت بھی کیا اسیوجہ سے کذاب مشہور ہوئے بالآخر توبہ وانابت کی اور رجوع بحق فرمایا اونکے بارہ مین حدیث صاحب العصر والزمان

حلیف القرآن خلیفۃ الرحمن کی کتاب اعلام الوری مین مروی ہے جو انکو تمثل برادران حضرت یوسف کی تمثیل فرمایا ہے باقی اولاد ائمہ طاہرین کا مذہب ہرگز مخالف طریقہ مرضیہ جعفریہ کے ثابت نہین مثل یحیی بن زید شہید اور ابراہیم بن امام موسی کاظم و عبداللہ بن الحسن بن امام حسن و ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن المذکور اور عبداللہ بن حسین بن زید بن امام زین العابدین و محمد بن عبداللہ بن الحسن ملقب بنفس زکیہ و زکریا بن امام محمد باقر و محمد بن عبداللہ بن الحسن موصوف و یحیی بن عمر کے کہ جو احفاد زید شہید سے ہین اس مقام پر صاحب تنزیہ اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا ہے کہ مجرد خروج بسیف دلالت بر انکار امامت امام وقت ندارد فافہم اور سعایت کرنی امام العصر کی جبابرہ وقت سے نہ بر بنا مخالفت مذہبی کے ہے ہوسکتی ہے بلکہ حسد و کینہ و حرص علے الامامۃ اکثر بحکم نفس امارہ دینیات پر غالب ہوتا رہتا ہے چونکہ ہر امام زادے معصوم نہین ہوتے تو ہر فعل و قول اونکا حجت نہین ہوسکتا فمن ابصر فلنفسہ و من عمی فعلیہ اور مفہوم حدیث مَن سَلَکَ عَلٰی سُنَّتِی فَہُوَ مِنْ آلِی نفی سیادت پر حجت عجیب و غریب ہے اولاً اس حدیث کی سند ہی کیا ہے جو حجت گردانی جاوی اور جس کتاب مین کہ یہ منقول ہے وہ دیوان حضرت ابوہریرہ سے ماثور ہوگی نہ کتب صحاح اخبار نبویہ سے ثانیاً اسکے معارضت مین حدیث دیگر اَکرِمُوا اَولَادِی الصَّالحین لِلّٰہِ وَالطَّالِحِینَ لِی البتہ موجہ ہے اسلئے کہ اسکے مؤید بہت سے اخبار ہین جیسے حکم تعظیم اہلبیت کی واجب ہونے کا متفق علیہ ہے چنانچہ حضرات عامہ حدیث ثقلین کو تعظیم اہلبیت پر ہی محمول کرتے ہین پس جبکہ

اولاد طالح آپکی بھی لائق اکرام و تعظیم کے بحکم حدیث ثابت ہوئی تو اوس اولاد کی نفی آپکی آل سے کسطرح صادق آسکتی ہی لہذا یہ حدیث الطالحین لی لامحالہ مسقط اوس حدیث مستدل بہ کے ہی ثانیاً سلمناہ مگر یہ کہان معنے حدیث سے پایا گیا کہ اولاد بدمذہب آل رسول سے نہین ہین یہ معنے اوسوقت صحیح ہوتے جبکہ الفاظ حدیث بدین نہج وارد ہوتے من سلک من آلی علی سنتی فھو منی و من لم یسلک علیھا فھو لیس من آلی پس بفرض ورود معنے اس حدیث کے بس اسیقدر ہوسکتے ہین کہ جس شخص نے آپکے طریقہ پر سلوک کیا وہ شامل آپکی اولاد کے مرتبہ کے ہوگیا اور اولاد نبی ہین صالح و طالح ہر قسم کے ہین بلکہ مفہوم حدیث مستدل بس سادات عدیم البصیرۃ پر اسوجہ سے حجت ہے کہ وہ معتقد اوس خلافت مجمع علیہا کے ہین جو سنت نبوی ہین داخل نہین اور وہ خاص سنت صحابہ ہین حادث ہوئی ہی تو عدم سلوک اونکا مخالف سلوک سنت نبوی کے ہوا پس وہ بنا بر احتجاج معترض کے ضرور آل نبی سے خارج ہین فتدبر رابعاً بین الآل و بین الامۃ کے تفریق اور عمدہ شناخت بین الصحابہ و اہلبیت النبی کی تمیز سے جو چند حدیثون سے ہوگئی ہی واضح ہے جو کچھ شبہ و اشتباہ باقی نہین حدیث متفق علیہ شان ہین آل محمد کی وارد ہوئی ہے جو صاحب مشکوۃ نے صفحہ ۳۵۹ پر نقل کی ہے قال صلعم اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا و فی روایۃ کفافاً محشی فرماتے ہین ای بقدر ما یمسک الرمق من المطعم وقیل ای کفایۃ من غیر اسراف و ای قوتا یکفھم عن الجوع اور اوسی صفحہ مشکوۃ پر حدیث متفق علیہ شان ہین صحابہ عظام کی منقول ہی قال رسول اللہ صلعم فو اللہ لا الفقر اخشٰی

علیکم ولٰکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلکم کما اھلکتھم ملخص ترجمہ حدیث اول کا یہ ہے کہ رسول خدا نے صلعم دعا فرمائی کہ بارخدایا آل محمد کے لئے رزق بقدر قوت مقرر فرما اور ترجمہ حدیث ثانی کا یہ ہے کہ آپنے صحابہ سے فرمایا کہ مین تمپر فقر کا خوف نہین کرتا لاکن انبساط دنیا کا خوف کرتا ہون جیسا کہ پہلے لوگون پر دنیا منبسط ہوئی تھی اور تم دولت دنیا سے رغبت کروگے جیسا کہ پہلے لوگون نے رغبت دنیا سے کی اور تم ہلاک ہوجاؤگے جیسے وہ لوگ ہلاک ہوئی انتہٰی اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین تصدیق فرمائی ہے کہ ایسا ہی ہوا اور فتوحات حاصل ہوئین اور باہمدگر اونمین تحاسد وتقاتل واقع ہوا اور وہ مشرک تو نہوئی مگر رغبت دنیا مین آلودہ ضرور ہوگئے جیسا کہ رسولخدا نے خبردی تھی مگر یہ کہ اونکے انبساط دنیا کو ہواخواہان بیت المال وزلہ خواران مطبخ خلفا وامرا نے دینی فتوحات واسلامی اشاعات سے تعبیر فرمالیا اور کچھ پاس قول خواجہ کائنات کا نکیا اب دیکھ لیا جاوے کہ آل محمد کون ہین اور سلف سے کیا اونکی حالت رہی ہے اور صحابہ کون تھے اور کیا شان وشوکت اونکی ہوئی ہے پس مصداق من سلک علی سنتی فھو من آلی کے کون رسول رسولخدا صلعم کی آل ہونے کے مستحق ہین خامسًا اگر اس حدیث کو صحیح مانا جاوے تاہم سلوک علی السنۃ ہنوز ما بین متنازع فیہ ہے پس جس طرح اہلسنت فرقہ شیعہ سے نفی آل نبی ہونے کی کرتے ہین اوسی حجت سے فرقہ شیعہ بھی فرقہ اہلسنت سے نفی آل نبی ہونے کی کرسکتے ہین یہ حدیث بنفسہ وبلفظہ وبمعناہ مثبت

یا منافی آل ہونیکو کسی فریق کے نہین ہے ہان احادیث صدر سے پایا گیا کہ حضرات صحابہ لامحالہ آپکی آل و اولاد مین نہین ہین اور حقیقۃً وہ آپکی نسل مین بھی نہین بلکہ بسط دنیا سے پایا گیا کہ یہ حضرات سالک مسلک نبی نہین تہے اگر سلوک علی سنۃ النبی فرماتے تو دنیا اونپر منبسط نہوتی وما یعقلہا الا العالمون فآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

صحت نامہ کتاب کشف الخلافۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۶	شیعہ	شیعہ ہی	۹۴	۱۳	حدیث	اور حدیث
۲۴	۱۲	تمام سطر		۹۵	۱۱	ہوجاتا ہی	ہواجاتا ہی
۴۰	۲	ففقد	فتد	۹۹	۲	یجعل لہ	یجعل اللہ لہ
ایضاً	۳	البنی	النہی	۱۰۰	۳	ماروا ہم	ماروو ہا
ایضاً	۳	ازپیغمبر	بعد ازپیغمبر	۱۰۵	۷	اخرج	اخرج ابن
۴۵	۱	نہین تہو	نہین سمجہو گئے	۱۰۶	۸	ملکت	مملکت
۵۱	۱	مالحق	بالحق مین	۱۱۶	۹	نامہ	عہدنامہ
۵۲	۸	مانزلت	مازلت	۱۱۷	۵	کاکینا	کاکرلینا
۵۳	۱۵	لفظ	بلفظ	۱۱۸	۱۰	تاریخ	التاریخ
۵۳	۳	یغضب	یغضب غضب	۱۲۰	۳	اورکچہہ	اورجوکچہہ
۵۶	۴	مین دیکہی ہی	اب دیکہو	۱۲۷	۱	یزیدا	یزید
۵۶	۵	اعتراض	اعرض	۱۵۹	۱۱	فرمائی	فرمانا
۵۷	۳	کسطرح	پہر کسطرح	۱۶۷	۲	بغیرہ عیوب	بغیر عیوب
۶۶	۱۰	معاہد	معاہدہ				
۷۰	۱۶	تجہیز	تجہیز				
۷۸	۱۶	جناب	جناب امیر				
۸۲	۶	الحمویۃ	الحموینی وتاریخ الخلفا				

کتبہ سید احمد حسین مالک مطبع [illegible]

دفعہ اول قیمت فی جلد ۱۰۰ علاوہ محصول

الحمد والمنة

التماس

سلیس اردو کے شایقین کو اس رسالہ کی زبان اسوجہ سے کہ اسمین عربی لغات اور مرکبات زیادہ ہین بمقابلہ بول چال اخبارات اور ناولون کے ضرور ناپسند بلکہ بالطبع شدید مکروہ ہوگی حتی کہ ورق گردانی کے بعد اسکو ردیا مین فروخت کردینا تجویز کرینگے کیونکہ اس وقت مین زمانہ ذی اوسی تحریر کو مقبول نظر کیا ہی جسمین مطلق زبان ہندی ہو اور استعارات بھی ایسے ایسے نئے نئے استعمال کیگئے ہون جنمین وجہ تشبیہ کی بھی مشبہ بہ مین حاجت نہووے مصنف علام کو بخاطرداشت اخوان زمانہ کے اس بول چال مین لکھنا دشوار نہین تھا مگر التزام اسکا چند وجوہ سے ضرور مشکل تھا اول یہ کہ واقعات و فرضی حکایات کا زبانی قلمبند کرنا اوسکی ماہرین اور انشا پردازون کیلئے کچھ مشکل امر نہین ہی مگر جب کسی خاص علم کو کسی زبان مین لکھا جاوے گا تو اوسمین اوس علم کی مصطلحات کا ترجمہ لغوی لکھنا یا اوسکی بیان مسائل مین معانی لغات مصطلحہ کو ساتھ ساتھ لکھنا ایسی حالت مین کہ ہر زبان ہر قسم کے مصطلحات علمیہ مین مکمل نہین ہی بالضرور ناممکن ہی اور مثال اوسکی یہ ہی کہ علم ہیئت مین الفاظ خط استوا اور منطقۃ البروج اور شعرا شامی و شعرا یمانی اور معدل النہار ضروری الاستعمال ہی اردو نویس اگر اپنی زبان مین علم ہیئت کا رسالہ لکھنا چاہین اور وہ ان الفاظ کو بوجہ اسکے متروک کرین کہ یہ سب مرکبات عربی کے لفظین ہین تو اونکو اردو مین کوئی لغت یا لفظ ایسا نہ ملیگا جو انکا ترجمہ لفظی ہوسکے اگر وہ ان الفاظ کے معنے اپنی زبان مین بیان کرنا اختیار کرینگے تو وہ علم ہیئت کا رسالہ نرہے گا بلکہ اوسکو حل لغات و حل مصطلحات کہنا چاہیے

اس دشواری وناچاری سے یہ ضرور ثابت ہوا کہ علمی رسالہ تابع ہر زبان کا نہین ہو سکتا ہے تاوقتیکہ اپنی وسعت لغات سے خود مکمل نہو جاوے تابع اوسکی ہوتی ہے تو یہ کسقدر مشکل تر امر ہے کہ تابعدار کو تابع بنا دیا جاوے اوسپر مستزاد یہ ہے کہ حضرات سلاست پسند اوسی رسالہ وکتاب کو مقبول کہتے ہین جو اونکی فہم ومذاق سے باہر نہون لاکن اسکا کیا علاج ہے کہ حضرات شائقین علمی مطالب کو جو بلا درس وتدبر کے حاصل نہین ہوسکتی اخبارات اور حکایات کی درجہ مین لانا چاہتے ہین یہ مشکلات کسطرح حل ہو سکین ہان یہ ممکن ہے تا

وہ حضرات اپنا تہوڑا سا وقت تحصیل علمی مین صرف نکرین اور مصطلحات دینیہ وعلم مناظرہ سے واقف نہو جاوین اور کم ازکم ایسے رسائل کو مکرر سہ کرر مطالعہ فرماوین کیونکہ متعدد مرتبہ کی دیکھنے اور غور وفکر کے ساتھ سمجھنے سے ضرور سہولت ہو جاتی ہے اور مطلب خوب دبخود سمجھ مین آنے لگتا ہے اور دوسری وجہ جو ملحوظ خاطر مصنف علام کے پائی گئی ہے یہ ہے کہ عربی لغات کا ترک کردینا جو دین اسلام کی زبان ہے اور انگریزی وغیرہ الفاظ کا استعمال جایز رکھنا عاقبت بین کی نظر مین سبب ضعف ایمان کا ضرور ہے کہ رفتہ رفتہ اس نفرت واجنبیت پر احکام شرعی کے لغات ومصطلحات دل سے محو ہو جاینگے اور بوجہ مانوسیت ومشغولی زبان انگریزی کے نماز جماعت مین قواعد پریٹ کے بولیان بےساختہ زبان سے جاری ہوا کرینگی پس حضرات ناظرین سے بصد التجا گذارش ہے کہ اس رسالہ کو ایک نظر بفہم مطالب ملاحظہ فرمالین یہ باعتبار مطالب اقصی دریا ہے جو کوزہ مین سمایا ہے اس رسالہ کا ناظر اصول مباحث امامت وخلافت سے ضرور ماہر ہو سکتا ہے بشرطیکہ توجہ خاطر سے اسکے مضامین پر نظر ڈالی فقط انا احقر الکونین السید اختر حسین مہتمم مطبع

دو قطعہ تاریخی از جناب سید فقیر حسین صاحب ولد المرحوم عالیجناب سید محمد حسین صاحب قبلہ الرضوی علی اللہ مقامہ ونور مرقدہ البلوری برگاہ ...

قطعہ

[illegible]

قیمت مجلد ۶/-

SALAR JUNG ESTATE ...